سلسلہ مباحث
وحدت اسلامی : ۲

وحدت

امت مسلمہ کا تاریخی مطالبہ

سید جواد نقوی

مرکز تحقیقات اسلامی البعثت

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا

تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْكُمْ اِذْ

كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰی

شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَكُمْ اٰیٰتِہٖ

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

عنوان.................وحدت امت مسلمہ کا تاریخی مطالبہ

مؤلف.................سید جواد نقوی

ناشر.................متاب پبلیکیشنز

سال.................۲۰۰۸ء، ۱۴۲۹ھ

عرض ناشر

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا و لا تفرقوا ......(۱)

''خدا کی رسی کو سب ملکر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو''

انسان ایک معاشرتی موجود ہے اس لحاظ سے اجتماعی زندگی گزارنا اس کی مجبوری اور بنیادی ضرورت ہے، اجتماعی زندگی اس سے کچھ اصول وضوابط کی پاسداری کی متقاضی ہے البتہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک اپنی حیات برقرار نہیں رکھ سکتا یا تنزل کا شکار ہو جاتا ہے جب وہ اجتماعی ذمہ داریوں کو فراموش کر دیتا ہے یہ امر اس سے ان ضوابط کی روشنی میں مل جل کر زندگی بسر کرنے کا تقاضا کرتا ہے وہ مقاصد کیا ہیں کہ جن کے تحت اسے زندگی گزارنا ہے؟ یہ ایک غور طلب مسئلہ ہے۔

ظاہر ہے کہ انسان ان پیش آمدہ مسائل سے عہدہ براء ہونے کیلئے اپنی فکری، عقلی، زمانی، مکانی اور علم و آگاہی کی محدودیت کی بنا پر ایک ضابطہ کار، ایک دستور اور ہادی و رہنما کی احتیاج رکھتا ہے آسمانی مذاہب میں اسی انسانی سرشت اور ضرورت کے پیش نظر، الٰہی پیغام اور دستور حیات دیا گیا ہے اور انبیاء اس کے رہنما و رہبر بن کر مبعوث ہوئے تاکہ اس کو ان مندرجہ بالا فکری و دیگری مجبوریوں سے نکال کر عالم بالا اور ایک مقصد و ہدف کے ساتھ مربوط بنا دیں۔

انبیاء نے انسان کی فکری و ذہنی سطح کو بلند کرتے ہوئے غور و فکر کی دعوت دی ہے اور باہم متحد ہو کر ایک مقصد حیات کے تحت باوقار، باعظمت اور کامیاب زندگی گزارنے کا راستہ بتایا ہے۔ یہ انسان جب بھی اس راستہ سے بھٹک اور بھول گیا اور اپنی راہ کو گم کر بیٹھا تو انبیاء علیہم السلام آئے اور انہوں نے اس گم گشتہ انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور اس کو مختلف تعصبات سے نکال کر پھر سے وحدت کی لڑی میں پرو دیا۔

---

(۱) سورہ آل عمران آیت ۱۰۳۔

اس سلسلہ ہدایت آسمانی میں نبی آخر الزمان ﷺ سب سے آخر میں مبعوث بہ رسالت ہوئے آپؐ نے ذات پات، رنگ ونسل اور علاقہ ووطنیت کی جہالتوں میں ڈوبے ہوئے قبائلی معاشرے کو تاریکی سے نکال کر پھر سے روشنی اور سعادت کے راستے پر لگادیا، باہم دست وگریباں اوس وخزرج جسے قبائل کو بھائی بھائی بنادیا، پیغمبر گرامی اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد آئمہ طاہرین علیہم السلام، اولیاء کرام اور علماء مصلحین نے تمام تر مشکلات کے باوجود اس راہ کو روشن رکھا۔

تاہم وحدت کی کوششوں کے باوجود ظلمتوں کے بادل ماضی کی طرح آج بھی منڈلا رہے ہیں اور دشمنانِ اسلام استعمار واستکبار کے روپ میں آئے دن نت نئے ہتھکنڈوں کے ذریعے مصروف عمل ہیں اور اس ضمن میں خود عالم اسلام اور مختلف مکاتب فکر کے اندر اس کے آلہ کار پوری سرعت کے ساتھ سرگرم عمل ہیں وہ امت مسلمہ کی بیداری سے خوف زدہ ہیں اس سلسلہ میں ایک بڑی اور اساسی مشکل خود امت مسلمہ کی اسلامی افکار وتعلیمات سے دوری ہے جس کی بنا پر اسلام ہی کے نام پر وحدت کی بجائے تفرقہ کو دین کے طور پر متعارف کرایا جارہا ہے۔ تکفیر کے فتوے اور مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑانے اور خودکش بمبار تیار کرنے کے منصوبے اس کے عملی مظاہر ہیں۔ ایسی صورت میں ایک پیغمبرانہ بصیرت اور رہنما کی ضرورت ہے الحمد اللہ عصر حاضر میں انقلاب اسلامی ایران کی صورت میں ایک شمع امام خمینیؒ نے روشن کی اور اس کے اثرات وفیوض سے زمانہ آگاہ ہے ان کے بعد مقام معظم رہبری نے جانشینی کا واقعاً حق ادا کیا اور آج جبکہ شیطان بزرگ اور اس کی آلہ کار حکومتیں، مسلمانوں کی صفوں میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تفرقہ واختلافات کو ہوا دے رہے ہیں ولی امر مسلمین مقام معظم رہبری نے اس مشکل اور خطرے کو بھانپ کر امت اسلامی کو وحدت کا جو پیغام دیا ہے وہ ایک تاریخی مطالبہ ہے اور اس سلسلہ میں تمام ذمہ داران اور اہل علم سے مل بیٹھ کر منشور وحدت پر اکٹھا ہونے کی تاکید فرمائی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ "**اتحاد بین المسلمین کے منشور کا وضع کیا جانا اُن امور میں سے ہے کہ تاریخ جس کا مطالبہ آج علماء اور مسلمان دانشوروں سے کر رہی ہے، اگر آپ نے یہ کام انجام**

نہ دیا تو آنے والی نسلیں آپ کو ضرور مواخذہ کریں گی۔"

اتحاد بین المسلمین کے منشور کو وضع کیا جانا واقعتاً ایک تاریخی مطالبہ ہے جو امت کے ذمہ داران سے بالخصوص کیا جا رہا ہے، اس موقع پر ضرورت ہے کہ علماء اسلام اور دانشورانِ امت اس پر لبیک کہیں، خاص طور پر پیروان ولایت کی بدرجہ اتم ذمہ داری ہے کہ وہ سامنے آئیں۔ اس صورت حال میں استغاثۂ وحدت پر لبیک کہنے کی ضرورت ہے۔

ملت اسلامیہ پاکستان کی ایک ممتاز علمی شخصیت اور پیروئے ولایت جو اسلامی افکار کی عصری تقاضوں کی روشنی میں تفسیر وتشریح کے ساتھ ساتھ اس کی ترویج کیلئے مصروف عمل ہیں انہوں نے آگے بڑھ کر بجا طور پر لبیک کہتے ہوئے اس خطۂ ارض کے تمام اہل علم اور ذمہ داران کو دعوت فکر وعمل دی ہے۔

جناب حجۃ الاسلام والمسلمین سید جواد نقوی جو ایک عرصہ سے حوزہ علمیہ قم میں درس وتدریس سے وابستہ ہیں اور پاکستان میں بھی ان کے حکیمانہ طرز تعلیم سے نوجوانوں میں خاص طور سے گہرے اور مفید اثرات مرتب ہو رہے ہیں انہوں نے وحدت امت مسلمہ کی اس ندا پر دل وجان سے لبیک کہتے ہوئے علم وحدت بلند کیا ہے اور مقام معظم رہبری کے فرمان کی روشنی میں وحدت اسلامی کا منشور مرتب کیا ہے اس سلسلہ میں تمام اہل علم اور جوانان اسلامی کی طرف سے بھرپور حرکت سامنے آنی چاہیے۔ اور وہ اپنے دائرہ کار میں اور باہم مل کر اس پیغام وحدت کی افادیت کو اجاگر کریں اور منشور وحدت کو مزید عملی بنانے کے لیے اپنی تجاویز وآراء کے ذریعے اس عمل میں شریک ہوں۔

متاب پبلی کیشنز نے فکری وشعوری بیداری کیلئے کتب اور سی ڈیز کے ذریعے اپنی کوششوں کا آغاز کیا ہے وحدت اسلامی کے اس اہم اور اصولی مسئلہ کو اجاگر کرنے کے لئے حجۃ الاسلام والمسلمین سید جواد نقوی حفظہ اللہ کے لیکچرز کی تدوین اور منشور وحدت کو تحریری وکتابی صورت میں سامنے لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کتاب میں جہاں وحدت کی ضرورت اور اس کی اسلامی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، وہاں وحدت واتحاد کیسے ممکن ہے؟ اور اس کی ماہیت وشرائط، جیسے امور کو زیر بحث لائے ہیں، اور اس ارض پاک کے عظیم شہید کی جدو

جہد سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے چونکہ یہ شہید راہ اسلام علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ دراصل شہید راہِ اتحاد و امت ہیں ان سے عملی درس لینے اور پورے عالم اسلام اور خصوصاً اس خطہ ارض میں پیروئے ولایت و منادی وحدت کے کردار سے رہنمائی لینے کی دعوت دی گئی ہے۔

یہاں پر ہم یہ بھی بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ وحدت کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کرنے کیلئے اگر کتاب میں بعض مقامات پر تکراری نکات سامنے آئیں تو یہ اس موقع پر اس حقیقت کو اجاگر کرنے اور یاد آوری کیلئے ہیں اور بعض منطقی و علمی اصطلاحات جو کہ کسی مطلب کی وضاحت کرنے کیلئے تحریر کی گئی ہیں، اس ضمن میں اہل علم سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

کتاب میں لیکچر کے انداز اور قارئین میں مؤلفِ محترم کی مانوس اصطلاحات اور اسلوب کو محفوظ رکھنے کی بھی کوشش کی گئی ہے نئے قارئین کو خاص طور سے اس جانب متوجہ کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب مقام معظم رہبری کی طرف سے موجودہ سال وحدت و انسجام اسلامی کے طور پر منانے کی جانب ایک عملی قدم ہے انشاء اللہ اس پیغام پر لبیک کہنے کیلئے ایسی ندا ثابت ہوگی جو کہ ہر دردمند اور مجاہد مسلمان کی آواز بن کر سامنے آئے گی۔

تشکر اور دعوت:

ہم ان احباب کے شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے مختلف مراحل میں یہ کام انجام دینے کیلئے تعاون فرمایا۔ ادارہ قارئین کرام کی تجاویز و آراء اور مزید مشاورت کا طلب گار ہے، امید ہے کہ بھرپور تعاون فرمائیں گے۔ خدایا! اس سعی جمیلہ کو مسلمانوں میں حقیقی اسلامی وحدت ایجاد کرنے کا ذریعہ بنادے۔

آمین

وحدت کے
بنیادی اصول

- تصورِ وحدت
- مقصد بعثت انبیاء
- بعثت کے لغوی معنی
- اختلافات دور کرنے کا قرآنی اسلوب
- طبیعی اختلافات
- دین عامل وحدت یا تفرقہ
- کیفیت وحدت دینی
- وحدت کارِ انبیاء
- علمائے سوء
- امت کے ارکان
- ترویج محبت والفت
- منادیان وحدت
- اقدار کا احیاء
- خطرے کی گھنٹی

1

تصور وحدت

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۱)

''سارے انسان ایک قوم تھے۔ پھر اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور انکے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے اختلافات میں فیصلہ کریں۔ اور اصل اختلافات انہی لوگوں نے کیا جنہیں کتاب مل گئی اور ان پر آیات واضح ہوگئیں۔ صرف بغاوت اور تعدی کی بنا پر۔ تو خدا نے ایمان والوں کو ہدایت دے دی تو انہوں نے اختلافات میں حکم الٰہی سے حق دریافت کرلیا اور وہ تو جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے''

بعثت پیامبر اکرم ﷺ ہدایت انسان اور سعادت ونجات بشر کے لیے عالم غیب سے اس عالم مادہ میں رونما ہونے والا وہ حادثہ ہے کہ جو اپنی حد میں باقی تمام حوادث سے جو اس عالم میں رونما ہوئے ہیں پراسرار ترین واقعہ ہے، اگر چہ ہر فعل الٰہی اسرار فراوان رکھتا ہے۔ اور اسی واقعہ کے اندر باقی تمام تر حقائق اور اسرار بھی موجود ہیں۔ اس کا سر اگر انسان پر واضح ہو جائے تو باقی واقعات بھی کسی حد تک انسان کے لیے روشن ہو سکتے ہیں، خواہ وہ عالم تکوین سے متعلق ہوں یا عالم تشریع سے متعلق ہوں۔

(۱) سورہ بقرہ آیت ۲۱۳۔

مقصد بعثت انبیاءؑ

قرآن مجید نے بعثت انبیاءؑ کو اور بالخصوص بعثت پیامبر اکرم ﷺ کو ایک خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید میں مختلف آیات میں من جملہ سورہ مبارکہ بقرہ آیت ۲۱۳ میں بعثت انبیاءؑ کا بطور کلی تذکرہ ہے اور دیگر مقامات پر بعثت عامہ کا تذکرہ ہے۔ اس بعثت کا مقصد وحدت قرار دیا ہے خداوند تبارک وتعالی نے انبیاءؑ کو مبعوث کیا ہے تاکہ انسانوں کے درمیان جا کر وحدت ایجاد کریں، وحدت برقرار کریں یعنی ہر نبی جو بھی کسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے ہیں درحقیقت اس آیت کی رو سے ان انبیاءؑ کا اصلی مقصد لوگوں کے اندر اختلافات کو ختم کر کے نقطہ وحدت تک ان کو پہنچانا ہے اس قانون عام کے تحت پیامبر اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی انسان کے درمیان اور خصوصاً اہل دین اور خدا پرست لوگوں کے درمیان وحدت ایجاد کرنا ہے۔

چونکہ لفظ بعثت اپنے معنی میں ایک خصوصیت کا حامل ہے۔ قرآن مجید نے لفظ ''ارسال'' بھی انبیاءؑ کے لیے ذکر کیا لفظ ارسال، رُسُل اور اس کے مترادف دیگر الفاظ بھی استعمال کیے ہیں لیکن ان میں عنوان بعثت اس حقیقت کی نشاندہی کے لیے ہے کہ اصل میں یہ ماجرا کیا ہے؟ کسی امت کی طرف رسول بھیجنا اور نبی روانہ کرنا، اس سے کیا مراد ہے؟

بعثت کا لغوی معنی

بعثت لغت میں اٹھانے اور اُکسانے کے معنی میں ہے یا ایک اور تعبیر کے مطابق ابھارنے کے معنی میں ہے لیکن بعض لغات میں اس کی یہ خصوصیت ذکر کی گئی ہے کہ ہر شئی کو ابھارنا بعثت نہیں کہلاتا بلکہ ایسی محبوس چیز جس کو پہلے پابند کیا گیا ہو، حبس کیا گیا ہو اور موانع ایجاد کر کے اسے روک دیا گیا ہو یعنی اس کی طبیعت میں درحقیقت جمود و سکوت نہ ہو، محبوس ہونا اس کی طبع میں شامل نہ ہو لیکن اس کی طبع کے خلاف اس شئ کو کہ جو رُشد کر رہی ہو، جو نشو و نما پا رہی ہو، جس کے اندر حرکت موجود ہو، اسے اگر جبری عوامل کے تحت اور موانع کے ذریعے سے روک دیا جائے، محبوس کر دیا جائے، حبس کر دیا جائے ان موانع کو برطرف

کر کے اسے اس طرح سے آزاد کرنا کہ اس کے اندر طبعی ابھار اور طبعی اٹھان پیدا ہو، نشو ونما اس کے اندر پیدا ہو، اس کو بعثت کہتے ہیں نہ کہ ہر طرح کی چیز کو اُکسانا یا ابھارنا و حبس سے نکالنا، اسکو بعثت نہیں کہتے ہیں پس یہ بعثت کا لغوی معنی ہے اس کا استعمال وسیع ہے بہت ساری چیزوں کے لیے اس کا استعمال ہوا ہے من جملہ قرآن مجید نے اس لفظ کو معارف دینی کے لیے اور جیسا کہ عرض کیا کہ ایک بہت بڑی حقیقت کے لیے اور ایک بہت بڑے ماجرے اور حادثے کو بیان کرنے کے لیے جو روئے زمین پر رونما ہوا ہے اس کے لیے لفظ بعثت کو انتخاب کیا ہے۔

﴿بعثت کا لغوی معنی﴾

اسی مناسبت سے لغت کے اندر جو معنی بعثت موجود ہے اگر ایک انسان نیند میں ہو تو اس کے جگانے کو بھی بعثت کہتے ہیں چونکہ نیند بھی ایک قسم کی حبس ہے۔ طبیعت انسان میں سونا نہیں ہے طبیعت انسان میں سرگرمی ہے، طبع انسان میں حرکت ہے، جنب و جوش ہے، طبیعت انسان میں جمود و سکوت نہیں ہے۔

لہٰذا اگر ایک انسان نیند میں ہو اور اسے جا کر جگایا جائے تو اس کو بھی بعث کہتے ہیں یا اگر کوئی انسان بے ہوش ہو اور اسے ہوش میں لایا جائے تو اس کو بعث کہتے ہیں قرآن نے ان سارے معانی میں کم و بیش لفظ بعث کو مختلف مناسبتوں سے استعمال کیا ہے۔ جن معانی میں قرآن نے لفظ بعث کو استعمال کیا ہے ان میں ایک قیامت کے دن انسان کو موت سے اٹھانا بھی ہے فرمایا کہ قیامت کے دن انسان مبعوث ہوں گے قیامت کا دن یوم بعث ہے۔ غفلت سے نکلنے کو بھی بعث کہا گیا ہے اگر ایک انسان غفلت کے اندر دو چار ہو جائے اور غفلت کی وجہ سے اگر ایک انسان بر خلاف طبیعت عمل کرنا شروع کر دے یا غافلانہ زندگی بسر کرے اسے غفلت سے نکالنے کا نام بھی بعث ہے اسی طرح جہالت سے نکالنے کا نام بھی بعث ہے چونکہ جہالت بھی مانند نیند ہے ایک نوع موت ہے، جہالت یا غفلت بھی ایک موت ہے، یہ بھی ایک طرح کا حبس ہے درحقیقت خلافِ طبیعت، انسان کے اوپر ٹھونسی ہوئی ایک چیز ہے اور عوامل جہالت کو برطرف کر کے انسان کو آگاہ کرنا، شعور دینا یہ بھی ایک نوع بعث ہے اور ضلالت سے نکالنا، گمراہی سے نکالنا بھی بعث ہے قرآن نے اس کو بھی استعمال کیا ہے اور اتفاق سے یہ

لفظ پیامبر اکرم ﷺ کی بعثت کے بارے میں ذکر ہوا ہے چونکہ ضلالت اور گمراہی بھی موت ہے بلکہ شاید دیگر اموات سے زیادہ دشوار و سخت موت ہے اور از جملہ اختلاف اور تفرقہ سے نکالنا بھی بعث ہے کیونکہ تفرقہ بھی موت ہے، تفرقہ سے امت کی موت واقع ہوتی ہے، تفرقہ سے سماج کی موت واقع ہوتی ہے، اس اعتبار سے تفرقہ سے نکال کر وحدت میں لانا یہ بھی بعث ہے چونکہ انسان برخلاف طبیعت خود تفرقہ میں مبتلا ہوتا ہے اختلاف میں مبتلا ہوتا ہے یا ضلالت و گمراہی کا شکار ہوتا ہے ان سارے مفاہیم کو بعث یعنی ان موارد میں متوجہ کرنے، اٹھانے، شعور دینے اور آگاہی دینے کو بعث سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی دراصل جمود، خمود، سکوت، جہاں بھی ہو خلاف طبیعت ہے جیسے پانی کے اندر طبعاً جمود نہیں ہے، جمادات کے اندر جمود ہے لیکن پانی ایک سیال چیز ہے، لیکن سردی کی وجہ سے اگر پانی کے اندر جمود پیدا ہوا اور درجہ حرارت منفی ہونے کی وجہ سے پانی کے اندر جمود آ جائے اس درجہ حرارت کو بڑھانا اتنا بڑھانا کہ پانی کا جمود ختم ہو اور اپنی حالت آ جائے اور رواں ہو جائے یہ پانی کو جگاتا ہے یا زندہ کرتا ہے پس پانی کے لیے جمود موت ہے اسی طرح اگر انسان بھی جمود کا شکار ہو جائے، سکوت کا شکار ہو جائے، جمود کا شکار ہو جائے انسان کی نشو و نما رک جائے، رشد و نمو رک جائے بالفاظ دیگر درحقیقت انسان کے اندر تکامل متوقف ہو جائے تو اسے جمود سے نکالنے کو بعث کہتے ہیں۔

اسی لیے خداوند تبارک و تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث کیا ہے کہ جامد، ساکت اور جمود کی شکار امتیں یا معاشرے جن کو ان بیماریوں میں سے کوئی بھی ایک بیماری لاحق ہو گئی ہے یا سماجی موت ان کے اوپر طاری ہے یا غفلت میں مبتلا ہیں یا جہالت میں مبتلا ہیں یا ضلالت میں مبتلا ہیں یا پھر تفرقہ اور اختلاف کا شکار ہیں ممکن ہے ایک ہی امت کے اندر، یہ سارے عوامل جمع ہو جائیں اور اکٹھے ہو جائیں اور وہاں ایک نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہو اور ممکن ہے ان میں سے بعض میں کوئی امت مبتلا ہو البتہ ان کا آپس میں تلازم بھی ہے یعنی جہاں جہالت ہو گی وہاں لامحالہ اختلاف ہو گا جہاں ضلالت ہو گی وہاں اختلاف موجود ہو گا جہاں غفلت ہو گی وہاں اختلاف ہو گا، گمراہی اور جہالت کا لازمہ اجتماعی و سماجی موت ہے۔

موت سے نکال کر زندہ کرنے کو قرآن مجید نے لفظ بعث سے تعبیر کیا ہے۔ خداوند تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث کیا تا کہ ان جمود کے شکار معاشروں کو جا کر اس جمود سے نکالیں اس سکوت سے نکالیں اوران کے اندر حرکت ایجاد کریں تا کہ یہ رشد ونمو کر سکیں اور ترقی وتکامل کر سکیں یعنی جس مقصد کے لیے ان کو پیدا کیا گیا ہے اس مقصد کی طرف جا سکیں۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (۱)

بعثت کا لغوی معنیٰ

یہ آیت ان جملہ آیات میں سے ہے، جو دین کے اصلی اہداف اور خطوط کو معین کرتی ہیں جبکہ کچھ آیات ایسی ہیں جو انہی اصلی خطوط کی تشریح کر رہی ہیں اور انہی اصلی خطوط کے ذیل میں مطالب کو بیان کر رہی ہیں۔ لیکن یہ آیت اور اس قسم کی دیگر آیات دین کے اصلی خطوط کو ذکر کر رہی ہیں۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً ......(۱)

یعنی لوگ ایک امت تھے اگر چہ ترجمہ اور تفسیریں گوناگوں ہیں لیکن جو قدر مسلّم ہے وہ یہ کہ لوگ امت واحدہ تھے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً ......(۲)

لوگ ایک امت تھے نہ کہ لوگ ایک صراط مستقیم پر تھے بلکہ لوگ امت واحدہ تھے،

امت یعنی لوگ ایک جماعت تھے، لوگوں کے اندر وحدت موجود تھی بصورت امت تھے، واقعاً بصورت امت تھے، لوگوں کے اندر یہ اتفاق رونما ہوا اگر چہ قرآن مجید نے اس کو ماضی کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن عرض کیا کہ چونکہ دین کے اصلی خطوط کا تذکرہ ہے، فرق نہیں پڑتا کہ یہ خطوط صیغہ ماضی کے

---

(۱)، (۲) سورہ البقرہ آیت ۲۱۳۔

ساتھ ہوں یا صیغہ مضارع کے ساتھ ہوں یا کسی اور زمانے کے حوالے سے ہوں بسا اوقات ایک مصداق پر تطبیق کرتے ہوئے دین کے اصلی خطوط ذکر کئے جاتے ہیں یا بسا اوقات ان کو پہلے بیان کر کے پھر کسی مصداق پر تطبیق کیا جاتا ہے، جیسے قصص میں ہے قصص قرآنی میں بہت سارے قصص کے درمیان یعنی اثناء قصص میں قرآن نے دین کے اصلی خطوط تطبیق کے ساتھ یعنی مثال کے ساتھ ذکر کئے ہیں جیسے بنی اسرائیل کی مثال کے ساتھ قرآن مجید نے بہت سارے دین کے خطوط اصلی ذکر کیے ہیں جو نہ قوم بنی اسرائیل کے ساتھ مختص ہیں اور نہ ماضی کے ساتھ مختص ہیں بلکہ ایک حالتِ استمراری کو بیان کر رہے ہیں۔ اس آیت مجیدہ میں بھی جس مطلب کی طرف اشارہ ہو رہا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ تاریخ میں ایک ایسا اتفاق رونما ہوا کہ ایک وقت لوگ یعنی ایک خاص زمانے میں کسی سن میں متحد تھے پھر کسی خاص تاریخ میں ان میں آپس میں اختلاف رونما ہوا، خداوند عالم نے ان کے درمیان نبی مبعوث کئے اور پھر اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہو گیا بلکہ ہدایت انسان کیلئے ایک اصلی نقطہ کو بیان کیا جا رہا ہے۔ ہمیشہ یوں ہوا ہے جہاں بھی کوئی نبی مبعوث ہوئے ہیں درحقیقت یہی اتفاق رونما ہوا ہے کسی خاص نبی کا ذکر نہیں ہے یوں نہیں فرمایا کہ حضرت آدم کو خدا نے اس وقت مبعوث کیا جب لوگوں میں اختلاف تھا درحالانکہ اس وقت تو لوگ ہی نہیں تھے یا حضرت نوح کو خدا نے اس وقت مبعوث کیا جب لوگوں میں اختلاف تھا البتہ ایسا ہی ہوا لیکن یوں نہیں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے اس وقت مبعوث کیا جب لوگوں میں اتفاق تھا یعنی ہر نبی کی بعثت سے پہلے یہ حالت امت کے اندر وجود میں آتی رہی ہے اور اسی کے لیے کسی پیامبر کو مبعوث کیا جاتا رہا ہے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً ...... (۱)

لوگ ایک امت تھے، خوب اب یہاں قرآن نے ذکر نہیں کیا کہ پھر کیا ہوا کہ ان میں کیا اتفاق

(۱)، سورہ البقرہ آیت ۲۱۳۔

رونما ہوا کہ بعثت انبیاء کی ضرورت پڑی

......فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ......(۱)

بیچ میں وہ نقطہ ذکر نہیں ہوا، اس بیچ کے نقطے کو بعد میں ذکر کریں گے چونکہ قرآن خطاب واحد کی مانند ہے اور ''یفسّر بعضهم بعضاً ''بعضِ قرآن بعض دیگر کی وضاحت کرتا ہے، تفسیر کرتا ہے ایک مطلب یہاں ذکر ہوا ہے پھر اس کی تکمیل سورہ یونس میں ہے، یعنی وہاں پر اس تقدیر کو ظاہر کر دیا گیا ہے اور واضح کر دیا گیا ہے کہ وہ کیا اتفاق رونما ہوا کہ جس کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف رونما ہوا لیکن یہاں پر فقط یہ بیان ہوا ہے کہ تمام انسان ایک امت تھے پس خدا نے ان میں انبیاء مبعوث فرمائے، درحالانکہ اگر واحد تھے، امت تھے، اتحاد تھا آپس میں ان کا اتفاق تھا تو بعثت کی ضرورت ہی نہیں تھی اس نقطہ مقصودہ کو سورہ مبارکہ یونس میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَا خْتَلَفُوْا......(۲)

پھر ان میں اختلاف پیدا ہوا، پھر ان میں تفرقہ پیدا ہوا، پھر ان میں نزاع پیدا ہوئی، پھر ان میں دوریاں پیدا ہوئیں۔

اختلافات دور کرنے کا قرآنی اسلوب

ان میں گروہ بنے، ٹولیاں بنیں تب خداوند تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

......فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ......(۳)

ان کے اندر اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے پس انبیاء علیہم السلام کا اصلی مقصد بعثت جس کا قرآن نے یہاں پر ذکر کیا ہے بغیر کسی تکلف وتعارف کے وہ اختلاف بین الناس کو ختم کرنا ہے لوگوں کے اندر اختلاف پیدا ہوا، اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے انبیاء علیہم السلام کو ماموریت سونپی گئی ہے،

(۱)، (۳) سورہ البقرۃ آیت ۲۱۳۔

(۲) سورہ یونس، آیت ۱۹۔

یعنی روش و کیفیت رفعِ اختلاف کو قرآن مجید نے دو صفات کے ذریعے ذکر کیا ہے یعنی خدا نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا ہے بعنوان مُبشّر و مُنذِر یعنی رفعِ اختلاف یا وہ ماموریت جو اختلاف امت کے دوران انبیاء کے سپرد ہے۔ جب امت کے اندر اختلاف ہے لوگ اب ایک نہیں ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو وحدت برقرار کرنی ہے تو کس طرح سے وحدت برقرار کریں گے؟ ابشار اور انذار کے ذریعے سے تبشیر و انذار کے ذریعے سے، یہ دو مفہوم، بشارت اور انذار بھی وضاحت کے محتاج ہیں۔

چونکہ ان دونوں کو ایسے مصادیق کے ساتھ مختص کر دیا گیا ہے جس سے ان کا اصلی مقام جیسے اس آیت مجیدہ میں ذکر ہوا ہے کہ لوگ امت واحدہ تھے، خدا نے انبیاء علیہم السلام کو مبشر و منذر کے طور پر مبعوث کیا ہے وہ روشن نہیں ہوتا اگر فقط وعدہ حور ابشار ہے اور دوزخ کے عذاب سے ڈرانا ہی انذار ہے، البتہ یہ بھی ابشار و انذار کے مصادیق میں سے ہیں لیکن اگر انہی مصادیق کے ساتھ مختص قرار دیا جائے تو پھر رفعِ اختلاف کے لیے زیادہ سازگار نہیں بنتا اور اس مقصد کے حصول کے لیے جس کے لیے خداوند تبارک وتعالی نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا ہے یعنی انہیں ان چیزوں سے مسلح کیا ہے وہ تمام احساسات انبیاء علیہم السلام کے اندر پیدا کئے ہیں، وہ درک انبیاء علیہم السلام کے اندر پیدا کیا ہے، وہ شعور انبیاء علیہم السلام کے اندر پیدا کیا ہے، جس کے نتیجے میں انہیں یہ ماموریت انجام دینی ہے اسی کو بشارت اور انذار کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

ایک اور چیز جو رفع اختلاف کے لیے خداوند تبارک وتعالی نے انبیاء کو اور ہر نبی کو عطا فرمائی ہے

......وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ......(۱)

ہر نبی کو خدا نے ایک کتاب عطا کی ہے اس آیت کی رو سے ہر نبی صاحب کتاب ہے لیکن یہ صراحت نہیں کی کہ مستقل کتاب ہے یا مشترک کتاب، چند انبیاء کے درمیان ایک ہی کتاب ہے یعنی چند نبی ایسے ہوں جو ایک ہی امت کے لیے مبعوث ہوئے ہوں اور ایک ہی کتاب لے کر آئے ہوں یا

(۱) سورہ البقرہ آیت ۲۱۳۔

﴿اختلافات سے دور رہ کر قرآنی اسلوب﴾

ہر نبی اپنی جدا کتاب لے کر آیا ہو، قاعدۃً ایسے ہے کہ بعض انبیاء ایک ہی امت اور ایک ہی معاشرے کے لیے مبعوث ہوئے ہیں جبکہ بعض مختلف قوموں اور مختلف معاشروں کے اندر مبعوث ہوئے ہیں جن کے مخاطبین ایک تھے، ایک ہی قوم اور امت کے اندر مبعوث ہوئے ہیں ایک ہی کتاب تھی اگر چہ انبیاء کئی تھے لہٰذا وہ سب اسی کتاب کے صاحب تھے چونکہ اسی کتاب کے مروج تھے اور اسی کتاب کے ذریعے سے اپنی ماموریت کو انجام دے رہے تھے اور جن کی امت اور مخاطبین بدلے ہیں ان کی کتاب بھی تبدیل ہوئی ہے اور وہ الگ کتاب لے کر آئے ہیں اگر چہ معروف چار کتابیں ہیں لیکن یہ تو ادلہ سے ثابت ہے کہ چار سے بیشتر کتب خداوند تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں جیسا کہ زُبر یا صحف اس طرح کی تعبیروں سے بھی اشارہ ملتا ہے کتب میں تمام زبر و صحف کو بھی شامل ہیں، یعنی خداوند تبارک تعالیٰ نے انہیں ہدایت کا مجموعہ عطا کیا ہے، تدوین شدہ یا مثلاً تدریجاً ان پر نازل کیا ہے اسے کتاب کہا گیا ہے اگر چہ ممکن ہے وہ ورقوں کی شکل میں نہ ہو، یا ایسی کتابی شکل میں نہ ہو بلکہ خدا کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لیے وحی ہو، اسے بھی کتاب سے تعبیر کیا گیا ہے انبیاء مبعوث ہوئے ہیں تا کہ اس کتاب کی مدد سے اور روش ابشار و انذار کی مدد سے لوگوں میں رفع اختلاف کریں جب انبیاء علیہم السلام خداوند تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کتاب لے کر، دستور لے کر اور دین لے کر آئے تو لوگ پہلے سے اختلاف کا شکار تھے اور ان اختلافات کو انبیاء علیہم السلام نے ختم کیا پھر ایک اتفاق رونما ہوا، دوبارہ کچھ مدت گزرنے کے بعد لوگوں میں اختلاف رونما ہوا اور پھر کوئی نبی مبعوث ہوئے۔ پس ترتیب ذہن میں رہے اس آیت مجیدہ کے مضامین کی

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً ......

یہ اصلی حالت ہے، طبیعی وفطری حالت ہے کہ لوگ ایک امت تھے پھر ان میں اختلاف رونما ہوا اختلاف کے بعد انبیاء علیہم السلام آئے اور وحی الٰہی کی مدد سے خداوند تبارک وتعالیٰ کی ہدایت کی مدد سے اور علم الٰہی

جو خدا نے انبیاءؑ کو عطا کیا اس کی مدد سے انہوں نے لوگوں میں اختلاف رفع کیا اور وحدت برقرار کی یہ تیسرا مرتبہ ہے، چوتھے مرتبے میں پھر ایک اتفاق دیگر رونما ہوا اور وہ یہ تھا کہ

......اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ......(۱)

''اور انکے ساتھ برحق کتاب نازل کی تا کہ لوگوں کے اختلافات میں فیصلہ کریں۔اور اصل اختلافات انہی لوگوں نے کیا جنہیں کتاب مل گئی اور ان پر آیات واضح ہو گیئں ،صرف بغاوت اور تعدی کی بنا پر''

چوتھا اتفاق یہ رونما ہوا کہ وہ دین اور مکتب انبیاءؑ یا تعلیمات خداوند تبارک وتعالی بصورت کتاب جو ان کے اندر سے فتنہ وفساد و اختلاف کو رفع کرنے کے لیے انبیاءؑ لے کر آئے خود اس میں لوگوں نے اختلاف کیا جو چیز رفع اختلاف کے لیے آئی تھی خود اس میں بھی انہوں نے اختلاف کیا انبیاء کی تعلیمات میں اختلاف کیا، وحی کی تعلیمات میں اختلاف کیا، مکتب انبیاءؑ میں اختلاف کیا یہ اتفاق تھا جو رونما ہوا، یہ اختلاف کس نے شروع کیا؟ بعض آیات دیگر میں صراحت ہے کہ یہ اختلاف علماء نے یعنی علماء کتاب یا علماء دین جو اپنے آپ کو وارثان انبیاء سمجھتے ہیں۔جو اپنے آپ کو انہی انبیاءؑ کے راستے پر سمجھتے ہیں اور انبیاءؑ کے بعد جنہوں نے دین کا عہدہ سنبھالا ہے دینی تبلیغ و ترویج کا عہدہ سنبھالا ہے یہ اختلاف اب ان کی جانب سے پیدا ہوا اس اختلاف کی وجہ کیا تھی؟

''بَغْيًا بَيْنَهُمْ ''بغاوت، سرکشی، یہ باعث تھی یعنی ان کے اندر پھر بغاوت پیدا ہوئی اور اس بغاوت کے نتیجے میں انہوں نے دین کے اندر اختلاف کیا، اس اختلاف کے نتیجے میں پھر ایک دفعہ وہ حالت وحدت جو انبیاءؑ نے ایجاد کی تھی اسے ختم کر دیا گیا۔

یعنی حالت وحدت جو اول، طبعی و فطری وہ حالت ہے اختلاف سے ختم ہوئی پھر دین کے ذریعے سے

---

(۱) سورہ البقرہ آیت ۲۱۳۔

تربیت کے ذریعے سے انبیاءؑ نے ان کے اندر دوبارہ وحدت برقرار کی پھر اس وحدت کو جو انبیاءؑ نے برقرار کی اسے ختم کیا گیا اور اختلاف کیا اور ہر جگہ وحدت اور اختلاف کے عوامل الگ الگ ہیں، سورہ مبارکہ بقرہ میں ہے کہ

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ ......(۱)

یعنی لوگ ایک امت تھے خدا نے انبیاءؑ کو مبعوث کیا، سوال یہ ہے کہ کیا ہوا لوگوں میں؟ ایک ہونا تو خرابی نہیں ہے کیوں انبیاء کی ضرورت پڑی؟ سورہ مبارکہ یونس میں ہے کہ

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ......(۲)

لوگ ایک امت تھے پھر ان میں اختلاف رونما ہوا

......وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ(۳)

تب خدا کی طرف سے ہدایت نازل ہوئی، یعنی لوگ امت واحد تھے پھر اختلاف پیدا ہوا پھر کلمہ ہدایت خداوند تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آیا تا کہ جن امور میں ان کے اندر اختلاف پیدا ہوا ہے دین کی مدد سے اس اختلاف کو برطرف کیا جائے۔

پہلا اختلاف جسکی طرف قرآن نے یہاں پر اشارہ فرمایا کہ

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ......

یعنی لوگ ایک تھے قرآن نے جا بجا لوگوں کی اس وحدت اولیہ کو ذکر کیا ہے مثلاً سورۂ نساء میں بھی اس وحدت اولیہ کو ذکر کیا ہے سورۂ حجرات میں بھی اس وحدت کا تذکرہ ہے آیت اول سورہ مبارکہ نساء

---

(۱) سورہ البقرہ آیت ۲۱۳۔

(۲) سورہ یونس آیت ۱۹۔

(۳) سورہ یونس آیت ۱۹،۲۰۔

میں ہے کہ وحدت اولی انسانوں کے درمیان کیسے پیدا ہوئی ؟ اور کہاں سے آئی ؟

''یاَیُّھَا النَّاس'' کہا ''اَیُّھَا المُؤمِنُوْن''، نہیں کہا ''یاَیُّھَا النَّاس''، ناس یعنی تمام لوگ، نوع بشر،

اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ......(۱)

افراد بشر یعنی ایک حقیقت سے خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے وَ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور اس سے زوج بھی اس کا پیدا ہوا۔ وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وہاں سے پھر تم رجال و نساء بنے یعنی تمام ایک ماں باپ کی اولاد ہو، ایک نفس کی اور ایک زوج و زوجہ کی اولاد ہو۔

......وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ......(۲)

پس اس آیت میں صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ تمہیں ہم نے ایک ماں باپ سے پیدا کیا ہے ایک نفس سے یعنی آدم سے یا یوں کہیے کہ ایک حقیقت ہے اسی حقیقت سے آدم وحوا ہیں اور اسی سے پھر آگے بَثَّ رِجَالًا وَّ نِسَآءً یعنی رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً اسی کے ذریعے سے تکثیر ہوئی ہے۔ تمہارے اندر بصورت زن و مرد کثرت پیدا ہوئی ہے۔

سورہ حجرات میں بھی اس نکتے کو ذکر کیا گیا ہے کہ تمہارے اندر ایک وحدت تھی اور وہ وحدت بعد میں ختم ہوگئی سورہ حجرات میں یَآاَیُّھَا النَّاس یہاں پر بھی خطاب ناس کو ہے یَآاَیُّھَا النَّاس تابع اسلام یا تابع دین خاص یا بنی اسرائیل یا اہل کتاب یا اہل ایمان یا کوئی خاص آبادی مراد نہیں؟ یہاں پر

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى ......(۳)

ہم نے تمہیں ایک زن و مرد سے اور ایک ماں باپ سے پیدا کیا ہے وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ پھر تمہارے اندر شعوب وقبائل بنے لِتَعَارَفُوْا تا کہ تم پہچانے جاؤ۔

---

(۱)،(۲) سورہ نساء آیت ۱۔

(۳) سورہ حجرات آیت ۱۳۔

......اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (۱)

یہاں پر اسی آیت کے اندر وحدت کا پھر ذکر ہوا اور اس وحدت کے ختم کرنے کی طرف ضمنی اشارہ بھی ہوا ہے کہ یہ وحدت ختم کیسے ہوسکتی ہے؟ اور یہ وحدت برقرار کیسے رہ سکتی ہے؟ اسی آیت کے ذیل میں خداوند عالم نے اس کی طرف اشارہ فرمادیا ہے، پس یہ وحدت اوّلی تھی یعنی ایک ماں، باپ سے پیدا ہونا ایک ماں باپ کی اولاد ہونا مایۂ وحدت ہے ایک نوع ہے یہ ایک خاندان ہے گویا یہ انسانیت ساری کی ساری ایک خاندان ہے اور اس کے اندر کسی کو کسی پر کوئی امتیاز حاصل نہیں ہے چونکہ سب ایک خاندان ہے، ایک ماں باپ ہیں مثلاً ایک گھر میں اگر چار بھائی ہوں چار بہنیں ہوں ان میں سے کوئی اترائے کہ میں اعلیٰ ہوں اور دوسرا کہے کہ نہ، میں اعلیٰ ہوں جبکہ دونوں ایک ماں باپ کی اولاد ہیں ان دونوں کے اندر کوئی فرق نہیں ہے۔

طبیعی اختلافات

یہ حالت اولی وحدت امت جسے قرآن نے کہا

کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ......

یہ وحدت نقض کیسے ہوئی؟ ختم کیسے ہوئی؟ اس کے اندر کچھ طبیعی اسباب کارفرما ہیں یعنی یہ وحدت بعض طبیعی مسائل جو ضروری تھے نوع بشر کے لیے ان کے اندر پیدا ہوئے لیکن ان طبیعی مسائل کو صحیح درک نہیں کیا گیا۔ نوع بشر یا افراد بشر نے ان مسائل کا درست ادراک نہیں کیا اور ان مسائل کا درست فہم پیدا نہیں کیا جس طرح سورہ حجرات کی آیت میں ہے کہ

......وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ ......(۲)

(۱) سورہ حجرات آیت ۱۳۔

(۲) سورہ حجرات آیت ۱۳۔

جب ایک ماں باپ سے نسل چلی تو اس نسل کا پھیلنا ضروری تھا سورۂ نساء میں ہے کہ

وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّ نِسَآءً ......(۱)

یعنی ہم نے تمہیں ایک ماں باپ سے پیدا کیا اور اسی سے تمہاری کثرت ہوئی ہے یعنی عورت اور مرد اسی سے زمین پر آگے بڑھے اور پھیلے یہ پہلی نسل تھی جو آدم وحوا علیہما السلام سے چلی پھر اس کے بعد ان کی اولاد سے آگے دوسری نسل آئی پہلی نسل آدم اور حوا سے پیدا ہوئی دوسری نسل جو اولادِ آدم وحوا سے پیدا ہوئی، طبیعی اختلاف ان کے اندر یہ پیدا ہوا کہ پہلی نسل کے ماں باپ ایک تھے لیکن دوسری نسل کے ماں باپ الگ ہوگئے، دوسری نسل جب پیدا ہوئی اس وجہ سے تو وہ اولاد آدم میں سے چلی آدم کے بیٹوں سے جو نسل چلی ہے ظاہر ہے کہ آدم کے کئی بیٹے تھے اور ہر بیٹے سے الگ اولاد پیدا ہوئی اس لئے ان کے ماں باپ الگ ہوگئے، درحالانکہ آدم کے بیٹوں کے ماں باپ ایک تھے۔

یہ پہلا طبیعی اختلاف تھا اور ضروری تھا نوع بشر پھیلنے کے لیے اور کثرت کے لیے جس طرح سورہ نساء میں گزرا ہے کہ کثرت بڑھانے کے لیے اور آبادی ونسل بڑھانے کے لیے یہ طبیعی اختلاف تھا۔ یہاں سے ماں باپ الگ ہونا شروع ہوئے۔ نسل سوم میں یہ اختلاف اور مزید بڑھ گیا نسل دوم میں یہ اختلاف پیدا ہوا ماں باپ الگ ہوگئے نسل سوم میں مزید اختلاف پیدا ہوا اس طرح سے شعوب وقبائل پیدا ہونا شروع ہوئے یعنی ہر بیٹے کی اولاد یا ہر فرد کی اولاد اور اس کی اولاد کی اولاد اور یہاں سے آگے نسلیں آپس میں ایک دوسرے سے الگ ہونا شروع ہوگئیں، نسب میں امتیاز آنا شروع ہوا کہ یہ فلاں بیٹے کی اولاد ہے یہ فلاں کی اولاد ہے، درحالانکہ پہلی نسل، نسل آدم میں اس قسم کی تفاوت نہیں تھی نسل ایک تھی لیکن اب کئی نسلیں آگئیں یا یوں کہیے کہ پہلی نسل میں نسلی اختلاف نہیں تھا نسلی اختلاف نسل دوم سے شروع ہوا اور یہ ان کو تقسیم کرتا اور بڑھتا گیا پھر یہ سلسلہ آگے چلتا گیا اس طرح یہ نسبی تفاوت واختلاف

---

(۱) سورہ نساء آیت ا۔

اور ماں باپ کا جدا ہونا، قبیلے الگ ہونا، نسلیں الگ ہونا، قومیں الگ ہونا شروع ہوئیں۔ پس اس طرح قبائل اور شعوب میں کثرت آتی گئی طبعیتاً یہ ضروری تھا جیسا کہ قرآن نے بھی ارشاد فرمایا

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ ......

ہم نے تمہیں شعوب وقبائل بنایا ہے کہ اس کے بغیر نسل بڑھ نہیں سکتی تھی انبیاء علیہم السلام اس لیے نہیں آئے کہ اس کو ختم کریں شعوب وقبائل کو ختم کریں نسل ختم کریں اور مختلف ماں باپ ختم کر کے ایک ماں باپ پیدا کریں نہیں یہ طبیعی اختلاف نسل انسان کے اندر پیدا ہو رہا ہے اور وہ پہلی حالت وحدت ابھی برقرار ہے۔

باوجود اس کثرت کے "كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً" ختم نہیں ہوئی ابھی نسلیں الگ ہو گئیں، قبیلے بن گئے شعوب بن گئے، قومیں بن گئیں، لیکن اس کے باوجود

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ...... ابھی وہ وحدت برقرار ہے اور ابھی انبیاء نہیں آئے اتحاد برقرار کرنے کے لیے پھر نسل کے بڑھنے کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ آبادی بھی بڑھتی ہے۔ جیسے ایک گاؤں میں ایک گھر میں مثلاً آبادی بڑھتی ہے فرض کریں زن و مرد آپس میں شادی کرتے ہیں پھر ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں، یہی بچے جب کثرت سے پیدا ہوں فرض کریں دس بارہ بچے پیدا ہو گئے جب ان کے بچے جوان ہوتے ہیں اور ان کی شادیوں کا مرحلہ آتا ہے تو اسی ایک دو کمرے کے مکان میں رہنا ان کے لیے ممکن نہیں رہتا تو وہ اپنے لیے الگ گھر بناتے ہیں مثلاً پہلا بچہ جوان ہوا اس نے شادی کی اس نے ایک گھر الگ بنالیا دوسرا بچہ جوان ہوا اس نے شادی کی اس کو ایک الگ گھر بنادیا، جوں جوں آبادی بڑھتی ہے تو اس سے جمعیت بڑھتی ہے، جب نفری بڑھتی ہے تو ان کی رہائش کے لیے الگ سے ایک اہتمام بھی کیا جاتا ہے، اس طرح سے آبادی پھیل جاتی ہے اور ایک چھوٹی آبادی بڑی آبادی میں تبدیل ہو جاتی ہے، یا ایک آبادی کئی آبادیوں میں تبدیل ہو جاتی ہے یعنی ایک گھر سے کئی گھر بنتے ہیں پھر ایک محلے کے کئی محلے بن جاتے ہیں، ایک شہر کے کئی شہر بن جاتے ہیں اور یہ آبادی پھر آہستہ آہستہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی جاتی ہے۔ آبادی بڑھنے کے نتیجے میں یہ مختلف علاقوں میں جا کر سکونت اختیار کرتے

ہیں اور اس طرح سے ان کے مکانات ومقامات سکونت یا رہائش کی جگہیں متعدد ہوتی جاتی ہیں۔

پس یہ دوسرا فرق ان کے اندر یا دوسرا اختلاف پیدا ہوا۔ کہ ایک گھر کے اندر آباد ہونے والے لوگ اب آہستہ آہستہ مختلف آبادیوں میں منتقل ہوگئے یا انہوں نے ضرورت کے مطابق الگ الگ رہائش وسکونت اختیار کرلی۔ پس ایک تو نسلیں الگ الگ ہونے لگیں اور اپنا تعارف الگ الگ کروانے لگے، یہ فلاں کی اولاد ہے، یہ فلاں کی اولاد ہے، درحالانکہ نسل اول میں ایسا نہیں تھا جب اختلاف پیدا ہوا تو تعارف الگ ہوا یہ فلاں کی اولاد ہے، یہ فلاں کی اولاد ہے دوسرا تعارف یہ کرواتے تھے کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں یہ کہتے ، میں مشرق کا، وہ کہتا میں مغرب کا، یہ کہتا میں جنوب کا، یہ کہتا میں شمال کا مثلاً فرض کریں ایک ہی دریا کے کنارے اگر یہ آباد تھے یا کسی پانی اور چشمے کے کنارے اگر آباد تھے، تو بھی اپنا تعارف الگ الگ کرواتے تھے ایک کہتا تھا میں چشمے کے شمال میں، دوسرا کہتا تھا میں جنوب میں ہوں ایک کہتا تھا میں مشرق میں ہوں، ایک کہتا تھا میں مغرب میں ہوں پس تعارف الگ الگ ناموں سے اور الگ الگ سرزمینوں سے ہونے لگا یہ دیگر اختلاف تھا جو ان کے اندر پیدا ہوا۔

لیکن اب بھی كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً ......

امت ختم نہیں ہوئی اگرچہ طبیعی اختلاف ان کے اندر نسل کے بعد علاقے کا پیدا ہوا یا رہائش کا اختلاف پیدا ہوا یا سرزمین کا اختلاف ان کے اندر پیدا ہو، مختلف علاقوں میں یہ آبادی جب بڑھتی گئی مختلف سرزمینوں پہ پھیلتے گئے۔ اگرچہ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ کہاں سے آغاز ہوا۔ بالآخر نسل انسان مختلف علاقوں میں اور زمین کے مختلف حصوں میں پھیل گئی، سکونت کے لیے، اپنی ضرورتوں کے لیے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف علاقوں میں جانے سے مختلف علاقوں کی آب وہوا ان کے اوپر اثر انداز ہوئی کوئی گرم علاقوں میں چلے گئے، کوئی ٹھنڈے علاقوں میں چلے گئے، کوئی کوہستانی علاقوں میں چلے گئے، کوئی صحرائی علاقوں میں پھیل گئے، آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ چونکہ ہر علاقے میں موسم اور آب وہوا کی تاثیرات مختلف تھیں ان تاثیرات نے ایک اور اثر ان کے اوپر یہ چھوڑا کہ ان کی رنگتوں میں

فرق آ گیا، مثلاً ایک قبیلہ جو ٹھنڈے علاقے میں گیا تھا کچھ عرصہ کے بعد اس کی رنگت کچھ اور ہو گئی کچھ عرصہ بعد سے مراد، نہ چند ہفتے بعد، کئی سال بعد بلکہ کئی صدیوں بعد ایسا رونما ہوا نسل در نسل یہ اتفاق رونما ہوا جو گرم علاقوں میں گئے ان کی رنگت اس طرح ہو گئی یا جو پہاڑی علاقوں میں گئے ان کے وضع قطع میں فرق آ گیا جو صحرائی علاقوں کے لوگ تھے ان میں علاقائی یا موسموں کے اور آب و ہوا کے اثرات کے نتیجے میں ان کی رنگتوں میں بھی فرق آ گیا۔ پس رنگتوں کا اختلاف بھی تعارف کیلئے ذریعہ بن گیا یہ بھی ایک اختلاف طبعی تھا جو ان کے اندر پیدا ہوا۔

لیکن اس اختلاف کے باوجود كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً ......

پس نسلیں الگ الگ ہو گئیں یہ ایک اختلاف ان کے اندر پیدا ہوا پھر ان کی سکونتیں الگ الگ ہو گئیں اختلافِ مسکن ان کے اندر پیدا ہوا ان کے رہائشی علاقے الگ الگ ہو گئے اور اختلاف دیگر ان کے اندر رنگت کا پیدا ہوا جب ایک دوسرے سے بہت دور ہوئے اور مختلف چیزوں سے انہیں واسطہ پڑا ایک قبیلہ ایک علاقے میں تو دوسرا دوسرے علاقے میں آباد ہو گیا ایک پہاڑی علاقے میں ایک صحرائی علاقے میں، ظاہر ہے پہاڑی علاقے میں جو چیزیں موجود ہیں وہ صحرا میں نہیں ہیں، صحراء کی چیزیں پہاڑی علاقوں میں نہیں ہیں، لہٰذا انہوں نے ان اشیاء کے لیے جو زبان اختیار کی اس زبان میں بھی فرق آ گیا چونکہ الگ الگ معانی تھے الگ الگ مفاہیم سے ان کو سروکار تھا، کوہستانیوں کو ایک چیز سے سروکار تھا، انہوں نے مثلاً برف دیکھی تھی صحرائیوں نے برف نہیں دیکھی تھی، لہٰذا دوسروں کے یہاں برف کے لیے کوئی لفظ نہیں تھا ان کے یہاں تھا یا صحرائیوں کے لیے کچھ جاندار اور حیوانات تھے جو پہاڑی علاقے میں نہیں تھے انہوں نے ان کے نام رکھے اور جو وہاں پر نہیں تھے ان سے وہ لاعلم رہے اس طرح سے زبان کا بھی فرق ان کے اندر پیدا ہو گیا، یہ الگ بولی بولنے لگے دوسرے الگ، لیکن اسکے باوجود وحدتِ امت نقض نہیں ہوئی یہ اختلاف ان کے اندر رونما ہوئے۔

لیکن انبیاء علیہم السلام اس لیے تو نہیں آئے کہ سب کے رنگ ایک کریں اور رنگ کے اختلاف کو ختم کریں

یا سب کو دوبارہ ایک حویلی میں لا کر آباد کریں یا سب کے ماں باپ کو ایک کر دیں یہ طبیعی اختلاف ہے اور یہ اختلاف ناگزیر ہے اس کو ہونا ہے۔

وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ...... ہم نے بنایا ہے تمہیں شعوب وقبائل تاکہ پہچانے جاسکو اور تمہاری نسل آگے بڑھ سکے ایک اختلاف دیگر ان کے اندر یہ رونما ہوا کہ ہر قبیلہ یا ہر قوم یا ہر علاقے میں آباد ہونے والے لوگوں کو اپنی جسمانی ضرورتیں اپنی دنیوی ضرورتیں لاحق تھیں ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے مختلف مشاغل اپنائے مختلف کام کیے، جب تھوڑے تھے یا ایک ہی خاندان تھا تو اس وقت سب کام، سب افراد کرتے تھے لیکن جب بڑھ گئے آبادی پھیل گئی ضرورتیں بیشتر ہو گئیں اور یہ صورت درپیش ہوئی کہ ہر آدمی اپنی ساری ضرورتیں نہیں پوری کر سکتا یعنی کھیتی باڑی بھی کرے اور اس کے بعد اپنے لیے کپڑا بھی بنائے اپنے لیے جوتا بھی بنائے، اپنے لیے گھر بھی بنائے، اپنے لیے سارے امور زندگی خود تنہا انجام دے۔ آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ ناممکن ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ کام تقسیم ہونا شروع ہو گئے مثلاً ایک کسان کھیتی باڑی کرتا تھا، دوسرا اس کے کھیتی باڑی کے اوزار بناتا تھا، تیسرا مثلاً اس کی حجامت بناتا تھا، چوتھا اس کے لیے کپڑے بناتا تھا۔ پانچواں اس کے لیے کچھ اور کرتا تھا اس طرح سے کام تقسیم ہوئے ایک گھر کے اندر بھی حتیٰ مثلاً خواتین نے کچھ کام لے لیے، مردوں نے اپنے ذمے کچھ کام لے لیے یا اگر گھر میں چار بھائی تھے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے ذمہ ایک خاص کام لے لیا تاکہ ایک دوسرے کی مدد سے ان اجتماعی ضرورتوں کو پورا کیا جا سکے۔

یہ ایک اور اختلاف ان کے اندر پیدا ہوا یعنی مشاغل کا، مشغلے ان کے مختلف ہو گئے، ان کے پیشے مختلف ہو گئے ان کے کام وحرفے مختلف ہو گئے اس طرح ایک اور اختلاف ان کے اندر پیدا ہو گیا اور یہ بھی لِتَعَارَفُوْا کے لیے تھا یہ بھی پہچان کا ایک ذریعہ بن گیا لہٰذا ہر ایک اپنے شغل کے ذریعے سے پہچانا گیا کہ آپ کون ہیں؟ مثلاً یہ باغبان ہے، یہ کون ہے؟ فرض کریں یہ خطاط ہے یہ نجار ہے یہ فلاں ہے پس یہ اختلاف بھی ان کے اندر طبیعی طور پر پیدا ہوا ایک اختلاف دیگر جو، ان کے اندر پیدا ہوا کہ جب

انہوں نے مشاغل اور کام کو اجتماعی طور پر تقسیم کیا اور مشغلے ان کے تقسیم ہو گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ اپنی مصنوعات کا تبادلہ شروع کیا مثلاً کھیتی باڑی کرنے والا اپنی پیداوار دوسروں کو دیتا ہے اور اس کی پیداوار خود لیتا ہے، جب مصنوعات کا ان کے درمیان تبادلہ ہوا تو اس سے ان کی درآمد شروع ہوئی، جب درآمد شروع ہوئی تو ان میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے اس کام سے زیادہ کمایا ان کی دوسروں سے بیشتر آمدنی ہوئی جبکہ کچھ کی درآمد کم تر ہوئی اور کچھ سرے سے محروم رہ گئے جن کے پاس کوئی پیشہ یا حرفہ یا ایسی چیز نہیں تھی وہ درآمد سے محروم ہو گئے پس اس طرح ایک اور اختلاف پیدا ہو گیا وہ یہ کہ از نظر رفاہ ان کے اندر طبقات پیدا ہو گئے مرفہ طبقہ پیدا ہو گیا اور کم درآمد والا طبقہ پیدا ہوا اور محروم طبقہ پیدا ہوا فقیر طبقہ پیدا ہو گیا یہ بھی اختلاف طبیعی تھا جو معاشرے کے اندر رونما ہوا انبیاءؑ ان کو ختم کرنے کے لیے نہیں آئے کہ جنہوں نے زیادہ کمایا ان سے لے کر ان کو دے دیں جنہوں نے کچھ نہیں کمایا یا جو محروم ہیں جیسا کہ سوشلزم کا نظریہ ہے کہ جس نے زیادہ کمایا اس سے لے کر اس کو دے دیتے ہیں کہ جس نے کچھ بھی نہیں کمایا۔

جیسے ایک مدرسے میں امتحان ہوا اور ایک طالب علم 100 نمبر لے جبکہ بعض دوسرے 10 نمبر لیں تو اس کو یہ کہہ کر کہ یہ تو عدالت کے خلاف ہے اس کے نمبر بانٹ دیئے جائیں ان طلباء میں جنہوں نے کم نمبر لیے ہوں، یہ ظلم ہے، یہ اس کی محنت ہے، یہ اس کی مشقت ہے یہ اس نے درست طریقے سے، منطقی طریقے سے حاصل کئے ہیں بجائے اس کے کہ آپ اس کو ان کی سطح پر لے جائیں یعنی 100 نمبر کو 10 نمبر کے برابر لے جائیں آپ 10 نمبر والے کو اوپر لائیں کہ وہ بھی 100 نمبر لے یہ عدالت ہے پس سوشلزم کی عدالت یہ ہے کہ سب کو فقیر بنا دو، جو کھانے پینے کے قابل ہیں ان سے لے کر انہیں فقیروں کے برابر کر دو۔ انبیاءؑ اس فرق کو بھی مٹانے کے لیے نہیں آئے

پس توجہ کریں کہ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً......

لوگ ایک امت تھے لیکن ان کے اندر اختلاف پیدا ہوا تفرقہ پیدا ہوا جھگڑا پیدا ہوا نزاع پیدا ہوا، کیسے نزاع پیدا ہوا؟ یہ نزاع کی پیدائش کا زینہ تھے یہ اختلاف طبیعی تھے اگر یہ لِتَعَارَفُوا کی حد تک رہتے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ ......سورۂ حجرات کے مطابق یہ ہم نے آپ کے اندر شعوب وقبائل بنائے تا کہ اس سے تم پہچانے جاؤ اگر یہ اختلاف اسی حد تک رہتا اور کچھ عورتیں کچھ مرد، کچھ مغربی، کچھ مشرقی، کچھ ٹھنڈے علاقوں کے، کچھ گرم علاقوں کے، کچھ اس کی اولاد، کچھ اس کی اولاد اور یہ سب صرف پہچان کے لیے ہوتا ہے، تعارف کرانے کے لیے ہے تا کہ سمجھائیں کہ کون ہیں اور اس آیت کے ذیل میں جو مطلب ذکر ہوا ہے اس کی طرف یہ لوگ نہ بڑھتے تو كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً، اس تفاوت کو مٹانا درست بھی نہیں یہ اختلاف مٹانا خود نوع بشر کو ختم کرنا مثلاً مختلف نسلیں نہ ہوں، صرف ان کی ایک نسل ہو باقی نسلوں کو ذبح کر دیں صرف ایک فرد کی نسل بچے مثلاً اولاد آدم میں سے ایک کی نسل بچے باقی سب ختم ہو جائیں یہ اختلاف ختم نہیں کرنا۔ اسی طرح رنگتوں میں سے فقط سفید رنگت کے لوگ باقی رہیں، باقی سب رنگوں کو ختم کر دیں۔ آیا انبیاء علیہم السلام اس لیے آئے ہیں؟ نہ یہ اختلاف رہے گا چونکہ رنگتوں سے لوگ پہچانے جائیں گے اور اسی طرح سے جتنے اختلافات ذکر کیے ہیں مثلاً ان کے علاقے مختلف ہیں ایک علاقے کے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب علاقے کے لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے ایسا کرنا بھی درست نہیں ہے بلکہ مختلف علاقوں میں آبادی بڑھے۔ تمام زمین کے اوپر لوگ پھیلیں اور ان کو پھیلانا بھی چاہیے پس یہ اختلافات جن کی طرف اشارہ ہوا ہے یہ طبیعی اختلافات ہیں اور نوع بشر کی بقاء کے لیے یہ اختلافات ضروری ہیں ان کو رہنا چاہیے اور انبیاء علیہم السلام انہیں ختم کرنے نہیں آئے۔

﴿فتنۂ اختلافات﴾

خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہم نے تمہیں ایسے بنایا ہے پس یہ طبیعی وتکوینی اختلاف ہیں، انسان نے ان اختلافات کو اپنے تعارف کا ذریعہ قرار دینے کی بجائے یا اپنی بقاء نوع کا ذریعہ قرار دینے کی بجائے انہیں برتری کا رنگ دے دیا، جو لوگ مختلف قسم کی تقسیم میں آ گئے مثلاً مختلف نسلیں، مختلف علاقے، مختلف زبانیں، مختلف رنگتیں اور مختلف پیشے، مختلف حرفے، مختلف طبقات یہ تو تعارف کی حد تک تھے اور بقاء کے لیے ضروری تھے۔

انسان کے اندر ایک اور خصوصیت بھی ہے اور وہ یہ کہ انسان برتری طلب ہے ہر میدان میں ہر

انسان دوسروں پر سبقت لینا چاہتا ہے دوسروں سے آگے نکلنا چاہتا ہے۔ دوسروں پر برتری جتلاتا ہے اوراس برتری کے احساس نے ان کے اندراس دوڑ کو شروع کر دیا کہ اب یہ برتری کی دوڑ میں بھی حصہ لیں، پس اس طرح مختلف قبائل (شعوب) مختلف قومیں، مختلف علاقے، مختلف حرفے، برتری کی دوڑ ان کے اندر شروع ہوگئی اوراس برتری کی دوڑ کے لیے امتیازات چاہییں جن کی وجہ سے ایک دوسرے سے برتر کہلا سکیں ایک قبیلہ کہے کہ ہم آپ سے برتر ہیں، یا ایک خاندان کہے ہم آپ سے برتر ہیں۔ ایسی چیز جو امتیاز شمار ہو، امتیاز کا مطلب یعنی وجہ تمیز یعنی وہ خصوصیت جو ایک کے اندر ہو دوسرے کے اندر نہ ہو اسی کو تمیز وامتیاز کہتے ہیں مثلاً دو فرد اگر آپس میں امتیاز رکھتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک کے اندر ایک ایسی خصوصیت ہے جو دوسرے کے اندر نہ ہو اب وہ خصوصیات کون سی ہوں؟ دیکھا، جتنا غور کیا وہ ساری مشترک تھیں۔ یعنی اُس قبیلے میں ساری خصوصیات مشترک تھیں یہ بھی انسان وہ بھی انسان ان کے جتنے اعضاء ہیں، اُس کے بھی اتنے اعضاء ہیں، اس میں جیسے شعور اس میں ویسے شعور ہے یعنی تمام خصوصیات جو فردی طور پر خدا نے ان کو دی ہیں یا نوع بشر ہونے کے لحاظ سے ان کو عطا کی ہیں وہ سب کی سب ایک ہیں ان کے اندر کوئی امتیاز نظر نہیں آتا درحالانکہ ادھر سے ہمیں امتیاز بھی لینا ہے اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز بھی بنانا ہے، اپنے اندر ایک ایسی خصوصیت پیدا کرنی ہے۔

اور وہ خصوصیت جب انہیں نظر نہ آئی تو انہوں نے اسی طبعی اور ظاہری اختلاف کو امتیازات میں بدل دیا یعنی نسلی فرق کو انہوں نے امتیازات بنالیا یعنی اس کی اولاد ہونا یہ امتیاز ہے جبکہ اُس کی اولاد ہونا امتیاز نہیں ہے مثلاً اگر آدم کے دس بیٹے ہیں ان دس بیٹوں میں سے ایک کی اولاد ہونا امتیاز ہے جبکہ دوسروں کی اولاد ہونا امتیاز نہیں ہے تا کہ ہر ایک کے اندر یہ احساس پیدا ہوا اور ہر بیٹے نے یہ کہا کہ اس بیٹے کی اولاد ہونا امتیاز ہے اُس بیٹے کی اولاد ہونا امتیاز نہیں ہے یہ فرق موجب بنا کہ قبائلی وشعوبی اختلاف امتیازات میں تبدیل ہوگیا امتیازات کی دوڑ لگ گئی یہاں سے ان کے اندر نسلی امتیازات شروع ہوگئے پہلے نسلی اختلاف تھا یعنی پہلے ماں باپ فقط الگ تھے تعارف کے لیے کہ یہ کس کے بیٹے ہیں؟

فلاں کے، وہ کس کے بیٹے ہیں؟ فلاں کے ہیں یعنی یہ بڑے بھائی کے بیٹے ہیں اور وہ چھوٹے بھائی کے بیٹے ہیں اور یہ تعارف کے لیے تھا لیکن اب چھوٹے بڑے بھائی کا بیٹا ہونا صرف پہچان کے لئے نہیں تھا بلکہ اب یہ ایک کرامت بھی سمجھی جانے لگی، اب یہ امتیاز بھی سمجھا جانے لگا یہ برتری بھی سمجھی جانے لگی، یہاں سے نسلی امتیاز ان کے اندر پیدا ہوا۔

اس وجہ سے قرآن نے پہلے ہی بیان کر دیا، ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک ذکر وانثی سے، پھر ہم نے تمہارے شعوب وقبائل بنائے ہیں لیکن خیال رکھنا یہ باعث کرامت نہیں ہے۔

اَنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ...... یعنی قبائلی اختلاف وتفاوت، قبائلی، قومی اور نژادی فرق کو امتیاز نہ سمجھنا، کرامت نہ سمجھنا یہ صرف تعارف کے لیے ہے تمہارے لئے شناختی کارڈ ہے جیسے بہت سارے لوگوں کو شناختی کارڈ دیئے جائیں کسی کو سبز رنگ کا، کسی کو سرخ رنگ کا، کسی کو سفید رنگ کا اور یہ ان رنگوں کو ہی کہیں کہ یہ ہمارے لیے امتیاز ہے یہی ہوا مختلف علاقوں میں آبادی کی وجہ سے آب وہوا کی تاثیر کے نتیجے میں ان کے رنگوں میں فرق آ گیا اور اب انہیں ایک دوسرے پر برتری تو جتلانی تھی کرامت پیدا کرنی تھی اور جب یہ کرامت ان کے اندر تقوی کی صورت میں موجود نہیں تھی تو انہوں نے رنگ کو باعث کرامت سمجھ لیا، رنگ کو باعث امتیاز سمجھ لیا، رنگ کو باعث برتری سمجھ لیا، لہذا بعض رنگوں نے بعض دوسرے رنگوں پر فوقیت پیدا کر لی درحالانکہ قرآن نے فرمایا: ہم نے رنگوں کی جو تفاوت ایجاد کی ہے یہ باعث امتیاز وکرامت نہیں ہے۔

بلکہ اَنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ..... لیکن انہی اختلافات کو انسانوں نے آ کر امتیازات میں بدل دیا۔ اور جب یہ اختلافات امتیازات بن گئے تو اب ان کی آپس میں جنگ اور کشمکش شروع ہوگئی چونکہ ہر گروہ برتری کا مدعی تھا کیونکہ یوں تو نہیں تھا کہ ایک مدعی تھا اور دوسروں نے تسلیم کر لیا بلکہ کوئی بھی یہاں تسلیم نہیں ہوا کسی نے ہتھیار نہیں ڈالے سب نے یہ کہا کہ ہمارا رنگ دوسروں سے بہتر ہے سب نے کہا ہمارا قبیلہ دوسروں سے بہتر ہے، فرض کریں کہ اگر دس قبیلے ہیں تو دس دعوے ہیں، دس ادعا ہیں،

ہر قبیلہ کہتا ہے کہ باقی نو سے ہم بہتر ہیں پس اس طرح ہر قبیلے کی نگاہ میں باقی نو قبیلوں میں وہ خود سب سے بہتر ہے۔ یہاں سے یہ جنگ شروع ہوئی یہ تفرقہ اور نزاع شروع ہوا، یہاں سے وحدت امت پارا پارا ہونا شروع ہوئی یہ مختلف علاقوں میں آباد ہوئے چونکہ مختلف علاقوں میں آباد ہونا ان کی طبیعی ضرورت تھی، لیکن جن علاقوں اور سرزمینوں کو انہوں نے اپنے وطن کے طور پر اختیار کیا تو اس وطن کو باعث امتیاز قرار دیا اور کہا کہ اس ملک کا باشندہ ہونا خود ایک امتیاز ہے درحالانکہ علاقائیت بعنوان محل سکونت یہ تمہارے تعارف کے لیے درست ہے یہ تمہاری بقاء کے لیے ہے کہ ایک انسان صحرا میں رہے ایک پہاڑی علاقے میں رہے لیکن اگر پہاڑی علاقے والا کہے کہ میں برتر ہوں صحرائی سے، یا صحرائی کہے کہ میں پہاڑی علاقے والے سے برتر ہوں تو یہاں سے جنگِ وطنیت شروع ہو جاتی ہے۔ علامہ اقبال نے امت کی وحدت کو ختم کرنے کے لئے، وطنیت کو سب سے زیادہ مؤثر عامل قرار دیا ہے اور کہا کہ استعماری شیطان نے مسلمانوں کو ایسی وطنیت کی تعلیم دی ہے کہ ان کے پیکر کو پارہ پارہ کر دیا ہے یعنی جب وطن کو ان کے لیے باعث امتیاز و برتری قرار دیا گیا تو اس سے وطنیت کی جنگ شروع ہوگئی۔

پھر اسی طرح لسانیت کا امتیاز پیدا ہوا پھر اسی طرح ایک ایک کر کے جو چیزیں بھی ان کی بقاء کے لیے تھیں اور جن میں طبیعی اختلاف تھا تا کہ ان کی نسل پھیلے اور فقط پہچان کے لیے تھا وہ اب امتیاز کا ذریعہ بن گیا اور اب کتنی جنگیں شروع ہوئیں نسلی جنگیں، قبیلہ قبیلہ سے برتری کی جنگ لڑنے لگا، رنگ کی جنگ ایک رنگ والے نے دوسری رنگت والے سے ادعا کیا کہ ہم بہتر ہیں پس رنگت کی جنگ، لسانیت کی جنگ، وطنیت کی جنگ اور حرفوں و پیشوں کی جنگ مثلاً ایک ہی خاندان کے تین بھائی ہیں اور تینوں الگ الگ پیشہ سے وابستہ ہیں اور اگر یہی پیشے بعد میں ان کے لیے ذریعہ امتیاز بن جائیں مثلاً ایک ڈرائیور بن جائے، ایک انجینئر بن جائے، ایک ڈاکٹر بن جائے اب ڈاکٹر بھی ایک پیشہ ہے اور ڈرائیور اور انجینئر بھی ایک پیشہ ہے لیکن اگر ڈاکٹر کہے کہ میں دوسروں سے برتر ہوں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے درمیان ایک جنگ شروع ہو جائے گی یہ بھی ادعا کرے گا میں اس سے بہتر ہوں اور وہ بھی ادعا کرے گا کہ میں

اس سے بہتر ہوں بس یہ کرامت، جنگ میں بدل گئی یہ اختلافات طبیعی امتیاز و برتری کی جنگ میں تبدیل ہو گئے اور اس طرح سے وحدت امت ختم ہو گئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح سے اس شروع ہونیوالی جنگ کو روکا جائے اور کس طرح سے اس کو کنٹرول کیا جائے جو امور خداوند تبارک وتعالیٰ نے ان کی بقاء کے لیے ان میں رکھے تھے اور ان کے اندر قبائل وشعوب بنائے تھے اب وہی امور ان کے اندر امتیاز کی دوڑ کا سبب بن گئے اور پھر اس پر ہونے والی جنگیں اب ان کی تباہی کا میدان فراہم کرنے لگیں اور نوع بشر میدان قتل بن گئی یہی جو چار پانچ بڑی جنگیں شروع ہوئیں مثلاً نسلی، تعصبی جنگیں، قومی جنگیں، نژادی جنگیں، قبائلی جنگیں، وطنیت کی جنگیں اور لسانیت کی جنگیں، حرفوں کی جنگیں، انہوں نے نوع بشر کو اس حد تک پہنچا دیا کہ حتیٰ نابودی، ہلاکت سامنے نظر آنے لگی ہے پس کس طرح سے ان کو ان اختلافات اور نزاعوں سے بچایا جائے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ......

خداوند تبارک وتعالیٰ نے یہاں نوع بشر کو بچانے کے لیے اپنی جانب سے کچھ انسانوں کو مبعوث کیا۔ یعنی انہیں اکسایا، انہیں اٹھایا، انہیں ابھارا چونکہ وہ انبیاء علیہم السلام بھی اسی قوم کا حصہ تھے وہ بھی اسی نسل میں سے تھے قبیلوں میں سے تھے۔ اُن میں سے ابھارا یعنی اُن سے ممتاز کیا اُن سے نکالا، شعور بیشتر دیا انبیاءؑ کو، درک بیشتر دیا انبیاء کو، آگاہی بیشتر دی انبیاء علیہم السلام کو یعنی ان کو اپنے قبیلے سے الگ تھلگ کر دیا خداوند تبارک وتعالیٰ نے اور اٹھایا اور ابھارا اور اکسایا کیوں؟ تا کہ آ کر جن امور میں لوگوں میں آپس میں اختلاف ہے ان امور میں لوگوں کے درمیان حکم لگائیں فیصلہ کریں اور وحدت برقرار کریں، لوگوں کو پھر سے آ کر متحد کریں اور امت واحدہ بنائیں انبیاء خدا کی طرف سے، دین و کتاب لے کر آئے ہدایت لے کر آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، کتاب و دین و ہدایت اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام خداوند تعالیٰ کی جانب سے لے کر آئے اس سب کا مقصد فقط یہ تھا کہ وہ سارے تنازعات، جھگڑے اور نزاع ختم کریں نہ کہ وہ طبیعی اختلاف مٹا دیں یعنی رنگ ایک کر دیں سب کی نسل قوم یا علاقہ ایک کر دیں

سب کی بولیاں ایک کردیں۔ قطعاً انبیاء علیہم السلام اس لیے نہیں آئے اور اس مطلب پر قرآن مجید میں فراوان شواہد موجود ہیں اور اسلامی تعلیمات میں بھی اس کے نمونے ہیں۔ کچھ انبیاء علیہم السلام کو قرآن نے متعارف کرایا جن کی تعداد ۲۴، ۲۵ کے قریب ہے اور ان کی دعوتوں کا ذکر کیا ہے جن میں انبیاء نے تمام انسانوں کو وحدت کی طرف دعوت دی ہے۔

ہمارے پاس اس کی سب سے بڑی سند پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل ہے کہ آپؐ نے اپنی تمام عمر پُر برکت میں اور خصوصاً اپنی تبلیغی عمر میں یعنی بعثت کے بعد جو کچھ لوگوں کے لیے بیان کیا اس کا آغاز انہی چیزوں سے کیا یعنی پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا آغاز اسی سے ہوا چونکہ ایک طبقاتی معاشرے میں پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے وہ معاشرہ جو نسلی نزاع میں بھی گرفتار تھا کچھ سردار تھے اور کچھ فقیر تھے اور کچھ پست تھے اور کچھ بالاتر واعلیٰ، معاشی لحاظ سے بھی تقسیم شدہ تھے کچھ سرمایہ دار تھے اور کچھ غلام، اسی طرح عورت و مرد میں فرق تھا رنگ ونسل اور نژاد کا فرق تھا، درآمد کا فرق تھا وطنیت کا فرق تھا ان سب کو انہوں نے اپنے لیے امتیاز بنایا ہوا تھا، آغاز دعوت پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی امتیازات کی نفی سے شروع ہوئی اور یہی ان کو سب سے بُری لگی تھی اس حد تک کہ دین بھی امتیازی ہو گیا مثلاً سب بُت پرست تھے لیکن ہر بت کی طرف ہر ایک نہیں جا سکتا تھا، اس طبقاتی تقسیم میں خدا بھی بٹ گئے، ایک خدا اعلیٰ طبقہ و قبیلہ کا تھا پھر دوسرے قبیلہ نے اپنا الگ خدا بنایا معمولی لوگوں کا الگ خدا تھا، پست طبقات کا الگ خدا تھا، یعنی اس طبقاتی تقسیم میں قبیلے بھی تقسیم ہو گئے اس طرح وحدت امت نقض ہوئی کہ انہوں نے اپنے مقدسات کو بھی اسی تقسیم میں الگ کر لیا۔ اس کے فراوان نمونے ہیں جہاں پر رنگت، نژاد اور نسلیں امتیازات بن گئیں اور خصوصاً برصغیر میں اس کے زیادہ نمونے ہیں۔

جیسے موچی ہمارے ہاں برصغیر میں قوم شمار ہوتے ہیں درحالانکہ پوری دنیا میں یہ بطور پیشہ ہیں لیکن یہ برصغیر میں قومیں ہیں مثلاً موچی قوم کا آدمی ہے فلاں نائی قوم کا آدمی ہے یہ سارے پیشے ہیں۔ قوم نہیں ہیں نژاد نہیں ہیں نسل نہیں ہیں لیکن جہاں پر ان چیزوں کو امتیاز سمجھا جاتا ہے تو وہاں پر یہ چیزیں نسلوں

میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور اس سلسلے میں سب سے زیادہ آفت زدہ معاشرہ برصغیر کا معاشرہ ہے، انتہائی پست ترین سطح پر اس معاشرہ کو تقسیم کیا گیا ہے، حتی جہالت کے زمانے میں عرب معاشرہ جس تقسیم میں منقسم تھا اس سے بھی زیادہ پست تقسیم میں آج برصغیر کا معاشرہ منقسم ہے خواہ مسلمان ہوں یا ہندو دونوں کے اندر پیشے برتری و پستی کا معیار سمجھے جاتے ہیں اور ایران کے اندر بھی ایسا ہی تھا جب اسلام کا ظہور ہوا تو یہاں پر بھی ہر ذات والا تعلیم حاصل نہیں کر سکتا تھا پیشوں کے لحاظ سے ذاتیں بنی ہوئیں تھیں کہ جو جوتے بناتا ہے وہ فوج میں نہیں آسکتا یا مثلاً کسی دوسرے کام میں حصہ نہیں لے سکتا یہ امتیازات تھے انہی امتیازات کو ختم کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے کتاب آسمانی کی روشنی میں اور وحی الٰہی کے سایہ میں ان امتیازات کے خلاف جنگ شروع کی، مبارزہ شروع کیا چونکہ دوبارہ ان کو متحد کرنا تھا اور واحد بنانا تھا اور خصوصاً آخری خطبہ رسول اللہ ﷺ کہ جسے خطبۂ حجۃ الوداع کہتے ہیں وہی خطبہ غدیر یہ جسے عموماً پیش نہیں کیا جاتا، درحالانکہ بہت خوبصورت خطبہ ہے اور اس خطبہ کے ہر جملہ کی قدر و قیمت اس حد تک ہے جو جملہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے لیے حضورؐ نے فرمایا پس اسی حد تک ہر جملہ کی قدر و قیمت ہے۔

حضور ﷺ نے اس خطبہ کے آغاز میں ہی فرمایا کہ یہ میرا آخری خطبہ ہے اور اس کے بعد میں شاید آپ کے درمیان نہیں ہوں گا اور پھر حاضرین سے بعض باتوں پر اقرار لیا اور یہ فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر فوقیت حاصل نہیں ہے کسی گورے کو کالے پر کوئی امتیاز حاصل نہیں ہے یہ نہیں فرمایا کہ گورا اور کالا ایک ہی رنگ ہیں بلکہ فرمایا یہ دو رنگ ہیں لیکن ان میں سے کسی کو کسی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے کسی عرب کو کسی عجمی پر برتری حاصل نہیں ہے کسی قریشی کو کسی غیر قریشی پر برتری حاصل نہیں ہے کسی کو کوئی برتری حاصل نہیں ہے یہ تقسیم جس میں تم منقسم ہو یہ سب کی سب باطل ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کا آغاز بھی اسی شعار سے کیا اور بعثت کا جو آخری خطبہ دیا اس میں بھی یہی مطلب بیان فرمایا اور ان دو خطبوں کے درمیان ۲۳ سال اسی امر کی نفی کی پھر مثلاً مدینہ میں جب آئے تو اخوت برقرار کی کالے کو گورے کا بھائی بنا دیا، فقیر کو امیر کا بھائی بنا دیا، امتیازات کی نفی کے

لیے حضور ﷺ نے عمداً یہ کام کیا اور اس طرح وہاں پر امتیازات کی نفی کی۔

پیامبر اکرم ﷺ بھی اسی آیت کا مصداق ہیں

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ......

اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ یہ چیزیں یعنی شعوب وقبائل یہ باعث کرامت انسان نہیں ہیں بلکہ (أَنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ)(يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثٰى ......)تم واحد ہو ایک ماں باپ سے ہو پھر ہم نے تمہیں شعوب وقبائل بنایا لیکن یہ شعوب وقبائل بنائے تا کہ پہچانے جاؤ، یہ باعث کرامت نہیں ہیں۔

أَنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ...... لہذا خدا کے نزدیک وہ زیادہ باشرف انسان ہے جو متقی تر ہے کسی بھی قوم کا ہو کسی بھی قبیلے کا ہو، کسی بھی نژاد کا ہو، کسی بھی رنگ کا ہو۔ یہ خدا کے نزدیک برتر ہے اور جو تم نے آپس میں اختلافات طبیعی کو امت کے اندر وحدت کو نقض کرنے کا اور تفرقہ ڈالنے کا ذریعہ قرار دیا ہے یہ درست نہیں ہے پس دین نے اور دینی تعلیمات وانبیاء علیہم السلام نے آکر وحی کی مدد سے اور کتب آسمانی کی مدد سے اور تعلیمات الٰہی کے نتیجے میں انسانوں کے اندر ایک وحدت مجدد برقرار کی یعنی ہر نبی نے کام کیا اور یہ کوئی تاریخ کا واقعہ نہیں ہے بعضوں نے اسی آیت کی تاریخ کا ذکر کیا کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کی بات ہو رہی ہے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً ...... یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک امت ایک تھی پھر اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام آئے درحالانکہ اس آیت میں نبیین کا ذکر ہے مبشرین ومنذرین کا تذکرہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اگر ایک دفعہ امت بنادی تو پھر باقی انبیاء نے تو آکر یہ کام نہیں کیا پھر باقی انبیاء کو خدا نے اس لیے مبعوث نہیں کیا کسی اور مقصد کے لیے مبعوث کیا درحالانکہ اس آیت میں ہے کہ سب انبیاء کو خدا نے اس مقصد کے لیے مبعوث کیا تا کہ امتوں کے درمیان وحدت برقرار کریں ایک وحدت اولیٰ ہے۔

اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثٰى ...... وہ تمام مشترکات ہیں تم ایک حقیقت ہو، تم ایک انسان ہو،

ایک نوع سے تمہارا تعلق ہے، اب بقاء کے لیے فرق ہونا ضروری تھا لیکن اس فرق کو بھی تم نے وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے اور اسے امتیازات میں سے شمار کرنا شروع کر دیا ہے دین آیا اور آ کر ان امتیازات کی نفی کر کے دوبارہ دین کے سایہ میں امت بنی ہے، اب جوامت بنی ہے یہ سایۂ دین میں بنی ہے یہ وحدت دوم ہے وحدت ثانیہ ہے جو دین کے سایہ میں حاصل ہوتی ہے۔

دین عاملِ وحدت یا تفرقہ

اگر ہم خلاصہ کریں کہ دین کیوں آیا ہے؟ دین متفرق پراکندہ، منتشر اور تقسیم شدہ انسانیت کے اندر وحدت برقرار کرنے کے لیے آیا ہے، اختلافات ختم کرنے کے لیے آیا ہے، ہر نبی نے آ کر اپنے زمانے میں امت کو متحد کیا اور ان اختلافات کی نفی کی لیکن یہ مسلسل عمل ہے۔ دین کے سایہ میں وحدت برقرار ہوئی دین نے جس میزان پر آ کر وحدت برقرار کی بعد میں کچھ آئے اور انہوں نے آ کر پہلے والوں سے زیادہ خطرناک کام کیا یعنی وطنیت کا نعرہ لگانے والوں نے نژاد کا نعرہ لگانے والوں اور اس طرح سے انسانیت کی تقسیم کرنے والوں سے خطرناک تر و بدتر کام انہوں نے کیا، جنہوں نے آ کر دین کے سایہ میں ایجاد شدہ وحدت کو ختم کیا۔ خود دین میں اختلاف پیدا کیا اور وہ امت جو سایۂ دین میں آ گئی تھی ان میں آ کر اختلاف پیدا کیا یہ بدتر لوگ ہیں اور ان کا تذکرہ قرآن نے زیادہ کیا ہے۔ ان پر لعن کی ہے خداوند تعالیٰ نے سب سے زیادہ ان لوگوں کی مذمت اور سرزنش کی ہے کہ جنہوں نے سایۂ دین میں پیدا ہونے والی وحدت کو ضائع کیا ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں انبیاء علیہم السلام کی زحمتوں کو اور انبیاء علیہم السلام کی محنتوں کو انہوں نے ضائع کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے امتوں کو ایک کیا، کس طرح انبیاء علیہم السلام نے وحدت ایجاد کی۔ ایک تو ان امتیازات کی نفی کر کے جو طبیعی اختلافات تھے تعارف کے لیے ان کو امتیازات میں بدلنے سے روکا اور کہا کہ یہ امتیازات نہیں فقط تعارف، شناخت اور شناختی علامتیں ہیں، اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔

دین کے اندر امتیازات نہیں ہیں جس کا تصور دین نے دیا کہ یہ پہلے بھی امت تھے پھر ان میں اختلاف ہوا لیکن دین نے آ کر دوبارہ ان کو حالت اُولیٰ میں یعنی امت کی طرف پلٹا دیا اب جوامت

بنے گی وہ دین کی بنائی ہوئی امت ہے دین کے سایہ میں آئی ہوئی امت ہے یہ کس طرح سے بنی ہے؟
دین نے کس طرح سے ان کو وحدت کی طرف دوبارہ دعوت دی ہے؟

کیفیت وحدت دینی

سورہ مبارکہ آل عمران میں اس مطلب کو یعنی وحدت دینی کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ کس طرح تمہیں ایک بننا ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ......(۱)

اب دین آ گیا اور ان امتیازات کی نفی کر کے میدان میں اترو اور دین کو کس معاشرے میں بھیجا گیا انبیاء علیہم السلام کس معاشرے میں مبعوث ہوئے؟ متفرق معاشرے میں جس کے اندر وحدت برقرار نہیں ہے جو مختلف آفتوں اور بیماریوں کا شکار ہے جس کے اندر طبقائیت، نژادیت، لسانیت، علاقیت اور وطنیت ہر چیز اس کے اندر موجود ہے ہر تقسیم کرنے والی چیز اس کے اندر موجود ہے طبقائیت اس کے اندر موجود ہے مثلاً جس کے اندر پیشے طبقائیت کا باعث بن گئے درآمد اگر زیادہ ہے تو یہ ایک طبقہ بن گیا فقیر ہے تو یہ ایک الگ طبقہ بن گیا۔ دین آ کر کسی کے پیسے چھین کر کسی دوسرے کو نہیں دیتا بلکہ دین یہ کہتا ہے کہ اگر تمہارے پاس پیسے ہیں اور اس کے پاس پیسے نہیں ہیں تو پیسے ہونا امتیاز نہیں ہے اور پیسے نہ ہونا کوئی کمی، کوتاہی یا کوئی نقص و عیب نہیں ہے پیسے ہونے سے انسان با کرامت نہیں بن جاتا، پیسے نہ ہونے سے انسان کا شرف زائل نہیں ہو جاتا، لہٰذا فقراء کو بھی کہا تم عفیف رہو یعنی اگرچہ کہ تمہارے پاس پیسہ نہیں لیکن شرف و عفت و کرامت اپنی محفوظ رکھو گدائی نہ کرو کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ کیونکہ تم ان کے برابر ہو لہٰذا فرمایا: قرض دینا صدقہ دینے سے زیادہ بہتر ہے کیوں کہ قرض میں برابری ہوتی ہے لیکن صدقہ دینے میں برابری نہیں ہوتی اس لیے دین کی نظر میں قرض دینا کہیں زیادہ بہتر ہے۔

---

(۱) سورہ آل عمران آیت ۱۰۳۔

کیفیت وحدت دینی

چونکہ اس میں برابری ختم نہیں ہوتی وحدت پارہ پارہ نہیں ہوتی طبقاتیت وجود میں نہیں آتی قرض دیا ہے تو کل کو لوٹا دے گا آپ کو ضرورت پڑے گی تو وہ دے دے گا بالآخر ایک کو آپ قرض دیتے ہیں ایک آپ کو قرض دے گا لیکن جب انسان گدائی کرتا ہے یہاں شرافت و کرامتِ انسانی زائل ہو جاتی ہے اس قسم کے معاشرے سے دین کو وحدت وتفرقہ کی جنگ سے سروکار تھا ہر نبی اس طرح کے معاشرے میں آئے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آئے حضرت نوح علیہ السلام جب آئے تو معاشرے کی یہی کیفیت تھی یعنی معاشرہ طبقاتیت میں تقسیم تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آئے معاشرے کی پھر یہی کیفیت تھی کیوں؟ کیا حضرت نوح علیہ السلام نے وحدت برقرار نہیں کی تھی؟ تو پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آکر کیوں وہی کام کیا جو پہلے ہو چکا تھا۔ آیا یہ تحصیل حاصل نہیں ہے؟ درحقیقت اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک نبی آتا ہے دین کے ذریعے سے لوگوں کو امت بناتا ہے اسی دین کے اندر ایک اور طبقہ پیدا ہوتا ہے اور وہ آکر خود دین میں اختلاف ڈال دیتا ہے اور پھر دوبارہ ان کو پراگندہ و منتشر کر دیتا ہے پھر اس پراگندہ امت کے اندر ایک اور نبی آتا ہے۔ اس نبی کی زحمتوں کو پھر دوسرے آکر ضائع کر دیتے ہیں۔ پھر ایک اور نبی آتا ہے گویا یہ تفرقہ اور وحدت کی جنگ ایک تسلسل ہے انبیاء علیہم السلام جو وحدت ایجاد کرنے آتے ہیں دوسری طرف سے عواملِ تفرقہ پھر اس وحدت کو پارا پارا کر دیتے ہیں پس ان کے درمیان مسلسل ایک جنگ موجود ہے لہٰذا پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جس معاشرے میں آئے وہاں پر سابقہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے نتیجہ میں جو وحدت برقرار ہوئی تھی اس کو ختم کر دیا گیا جن لوگوں نے یہ کام کیا ان کا تذکرہ قرآن نے مفصل کیا ہے احبار و رہبان نے یعنی علماء یہود اور علماء نصاریٰ نے یہ کام کیا کہ جس کی وجہ سے یہ جنگ دوبارہ دین کے اندر شروع ہوئی، دین کس طرح سے ان کو وحدت میں لاتا ہے؟ یا ایک لڑی میں لاتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا...... ایک حبل خدا ہے، ایک حبل خدا سے سب متمسک ہو جاؤ ایک حبل میں، ایک دھاگے میں اور ایک لڑی میں پرونا دین کا کام ہے بغیر کسی امتیاز کے

سب ایک حبل کے قریب آجاؤ جب ایک جبل کے اندر آؤ گے ایک رسی سے ایک خدا سے تمہارا رابطہ ہوگا تم ایک ہوجاؤ گے...... جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا ...... یعنی یہ جَمِیْعًا مہم ہے ورنہ یہ نہیں کسی نے رسی کہیں اور سے پکڑی ہوئی ہے کسی نے آج پکڑی ہے اور منتظر ہیں کہ وہ پکڑ کر چھوڑے تو پھر میں جا کر پکڑوں نہ یہ مراد نہیں ہے بلکہ جمیعًا یعنی باہم، وحدت مراد ہے اس آیت میں تمسک مراد نہیں ہے بلکہ وحدت مراد ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ...... اگر باری باری یہ کام کر سکتے ہو جس طرح ہم عموماً زیارات کرنے جاتے ہیں باری باری جا کر مَس کر کے آگئے یہ جبل خدا وہ ہے جو باری باری نہیں پکڑنی، اپنی باری پر یہ کام نہیں کرنا بلکہ ہمیں ایک ساتھ جمیعًا یہ کام کرنا ہے تمہیں...... وَلَا تَفَرَّقُوْا، تفرقہ نہیں کرنا، فرقہ نہیں بنانا، گروہ نہیں بنانا ٹولا نہیں بنانا۔

...... وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ......(۱)

خدا نے سب سے بڑی نعمت کس کو قرار دیا ہے؟ وحدت کو وَاذْكُرُوْا خدا کی نعمت کو یاد کرو اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً تم دشمن تھے یعنی تم جو ایک ذَكَرٍ وَ اُنْثٰى کی اولاد ہو ایک تمھارے ماں باپ ہیں اور ایک نوع سے ہو اور تمہارے سارے مشترکات ایک ہیں اس کے باوجود تم دشمن تھے کس چیز نے دشمن بنایا خوب، اوس وخزرج بن گئے قبائلیت، لسانیت، نسبیت ان چیزوں نے تمہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا وطنیت جیسی چیزوں نے تمہیں ایک دوسرے کا دشمن بنایا...... فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ...... خدا نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالی یعنی انبیاءؑ جو مبشر و منذر ہیں ابشار اور انذار فقط یہ نہیں کہ جنت اور جہنم کا تذکرہ یا جو مخصوص تصور ہے جنت و جہنم کا ہمارے ذہنوں میں مراد وہ نہیں ہے اس سے انبیاء نے آکر تمہارے دلوں میں الفت و محبت پیدا کی تمہارے دلوں کو نرم کیا اور یہ بہت اہم نکتہ ہے الفت سے ہمیشہ وحدت پیدا ہوتی ہے وحدت کے لیے الفت شرطِ اوّل ہے۔

(۱) سورہ آل عمران آیت ۱۰۳۔

وحدت کارِ انبیاء علیہم السلام

شہید مطہری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بعض مکتوبات میں محبت کے آثار ذکر کیے ہیں اور خوبصورت بحث کی ہے شہید مطہری فرماتے ہیں کہ محبت کو ادبیات میں آگ سے تشبیہ دی جاتی ہے شاعر اور ادیب لوگ جب محبت کا ذکر کرتے ہیں تو ساتھ اس کی خصوصیت کا ذکر کرتے ہیں یعنی حرارت، تپش، جلنا مثلاً اگر ادبیات سے سروکار ہو ہر زبان میں، عربی میں اور فارسی میں ایسے ہی ہے، اردو میں اور دیگر زبانوں میں بھی ایسے ہی ہے جہاں بھی ذکر محبت آئے وہاں اس کو آگ کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ کیوں آگ سے تشبیہ دیتے ہیں؟ اس لیے کہ محبت کے اندر جو خصوصیت موجود ہے محبت کی خوبی ہے کہ وہ آگ والی ہے، آگ کا کام ایک تو جلانا ہے یہاں اس جہت میں محبت تشبیہ آتش نہیں ہے، جلانا نہیں بلکہ آگ کا ایک کام ہے گرم کرنا گرم کر کے اس کو پگھلانا ہے۔ مثلاً بہت ہی سخت چیز جیسے لوہا، اگر آگ میں ڈالیں تو گرم ہو جاتا ہے اور گرم ہو کر پگھل جاتا ہے جلتا نہیں کہ خاکستر ہو جائے آگ کا ایک کام خاکستر کرنا ہے لیکن ایک کام گرم کرنا ہے۔ محبت بھی گرم کرتی ہے، آگ کی طرح اور پگھلا دیتی ہے پگھلنے کے بعد مائع بن جاتا ہے وہ ٹھوس چیز لوہا اتنا سخت، یہ پگھلنے کے بعد مائع بن جاتا ہے پانی کی طرح ہو جاتا ہے لوہا جب ٹھنڈا ہو تو اس کو اگر کسی چیز میں مکس کریں یا ملائیں تو نہیں ملتا، کسی دوسری چیز کے ساتھ نہیں ملتا حتی لوہا لوہے کے ساتھ نہیں ملتا۔ لوہا کسی چیز کے ساتھ نہیں ملتا لیکن پگھلا ہوا لوہا دوسرے پگھلے ہوئے لوہے میں مل جاتا ہے پگھلا ہوا لوہا پگھلے ہوئے کسی دوسری دھات میں مکس ہو جاتا ہے لہٰذا ایک اثر جو موجود ہے محبت کے اندر کہ گرم کر کے پگھلانا ہے اور جب تک نہیں پگھلے گا کوئی دوسری چیز اس کے ساتھ مکس نہیں ہوتی اس لیے الفت و محبت جو انسان کے تشخص، انانیت، تعصب، گروہ، تفرقے اور فرقے کو پگھلا دیتی ہے یہ محبت ہے اور نفرت اس کو اور ٹھنڈا کر کے جمود کا شکار کر دیتی ہے۔

لہٰذا انبیاء علیہم السلام آئے اور آکر انہوں نے یہ جو قبائلی، لسانی، نسب اور وطنیت کی بنیاد پر تقسیم کو اپنے لیے ایک امتیاز بنا کر اپنا ایک تشخص بنایا ہوا تھا یہ کیسے پگھلے؟ محبت کے ذریعے پگھلے گا محبت ان کو موم کر دے

گی محبت ان کو مائع بنادے گی اور ادھر سے بھی محبت ادھر سے بھی محبت یہ دونوں آپ میں مل سکتے ہیں۔

اس طرح پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان لوگوں کو جو دشمنی اور نفرت میں اتنے تھے کہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں تھے یہی محبت کی لڑی میں پروئے گئے نرم ہوگئے اور ایک دوسرے کو قبول کر کے ایک امت بن گئے۔

......وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ......

فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا ......(۱)

دشمن بھائی بنا دیئے یہ کام پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے انبیاء علیہم السلام کا ہے بعثت سے دشمنوں کو بھائی بنادیا بس یہ ہونے والا کام ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ...... یہ ایک لوگ تھے لیکن بعد میں ان میں دشمنی آگئی عرض کیا کہ کیسے دشمنی پیدا ہوگئی؟ پھر انبیاء علیہم السلام آئے اور انبیاء علیہم السلام نے آکر ان دشمنوں کو یعنی جو یہ بھائی بھائی تھے اور دشمن بن گئے ان دشمنوں کو دوبارہ بھائی بنا دیا۔

وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ ...... تم ہلاکت کے بالکل دہانے کے قریب پہنچ چکے تھے تباہی کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے اسی نفرت، دشمنی واختلاف کی وجہ سے ...... فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا ...... تمہیں نجات دی، اخوت کے ذریعے، برادری کے ذریعے، محبت والفت کے ذریعے، اس نعمت کے ذریعے خدا نے نجات دی۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ......(۲)

اگر تم ہدایت لینے والے ہو خدا نے واضح چیزیں بیان کردی ہیں لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ کہ شاید تم سمجھ جاؤ یہ آیت موجود ہے پڑھتے بھی ہیں اس پر سر بھی جماتے ہیں لیکن ...... لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ......

---

(۱)، (۲) سورہ آل عمران آیت ۱۰۳۔

کا آخری حصہ وہ ہنوز تشنہ ہے اس کو ابھی معنی کی ضرورت ہے کہ شاید اس سے کچھ سمجھ آ جائے اب انبیاء علیہم السلام نے جو وحدت خدا کے احکامات کے ذریعے اور نظام الٰہی کے ذریعے برقرار کی اس وحدت کی شکل کیا ہوگی؟

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ...... تم ایک امت ہو قوم نہیں بنناتمہیں قبیلہ نہیں بننا وہ تمہارے تعارف کے لیے شناخت کے لیے شناختی علامتیں ہیں تمہیں نسبی نہیں بنناتمہیں وطنی نہیں بننا، تمہیں علاقائی نہیں بننا، تمہیں لسانی نہیں بننا، توجہ کریں اہل قرآن، یہ قرآن ہے قرآن یہ بتا رہا ہے۔

علامہ اقبال کے بقول کہ اس طرح سے اپنی آپ کو دین کے اندر ضم کرو یعنی ''اے کاش'' جو صبح و شام قرآن سے سروکار رکھتے ہیں ان کو بھی اتنا قرآن سمجھ میں آ جاتا جتنا علامہ اقبال کو سمجھ میں آیا۔ بقول علامہ اقبال کے اس طرح سے آپ قرآن میں ضم ہو جاؤ اور دین میں ضم ہو جاؤ اور دین تمہارا اس طرح سے وطن بن جائے کہ اب نہ ایرانی رہے باقی نہ تورانی نہ افغانی، اقبال ہی کے کہنے کے مطابق تم سب کچھ ہو۔

لیکن کیا مسلمان بھی ہو وہ نسبتیں تمہاری شناخت اور تعارف کے لیے ہیں تا کہ تم پہچانے جا سکو شناختی علامتیں ہیں لیکن امتیاز نہیں ہیں قرآن پڑھ کر بھی انسان پھر انہی باتوں پر اصرار کرے تو یہ بدتر ہے ان لوگوں کے برابر ہے جن کے بارے میں قرآن نے کہا ہے،

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا...... (۱)

ایمان لائے پھر کفر کیا، مرتد ہو گئے، پھر لوٹ گئے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے یہ ارتداد ہے قرآن پڑھ کر ان آیات کو پڑھ کے انسان پھر بھی نسب پر تفاخر کرے، پھر بھی وطنیت پر تفاخر کرے، پھر بھی نعرہ لگائے قومیت کا، پھر بھی نعرہ لگائے نژاد پرستی کا، پھر فرد ہو یا معاشرہ ہو فرق نہیں پڑتا عالم ہو یا غیر عالم ہو مسلمان کا حق نہیں بنتا کہ ان امور کے ذریعے وہ اپنا امتیاز و کرامت و شرف جتائے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ تم امت بنو۔

---

(۱) سورہ نساء، آیت ۱۳۷۔

يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ......(۱)

یہ بعثت امت ہے یعنی تم امت بنو، مبعوث ہو، جمود سے نکلو، خاموشی وسکوت توڑو، خودخواہی وخود غرضی سے نکلو اور کیا کام ہو تمہارا؟ ''دعوت الی الخیر'' تم سراپا داعی بن جاؤ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرو، سراپا دعوت بن جاؤ، سراپا منادی بن جاؤ، یعنی انبیاءؑ کی راہ کو اگر جاری رکھنا ہے انبیاءؑ تو اپنے آپ کو یہ نہ کہتے تھے کہ ہم فلسطینی ہیں ہم عراقی ہیں یا ایرانی ہیں انبیاءؑ کا تعارف فقط شرافت وکرامت اور تقویٰ کی وجہ سے تھا اَنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ...... اگر تابع انبیاءؑ ہو تو تمہیں یہ کام کرنا ہے کہ جس طرح مبعوث نبی خاموش نہیں ہوتا خاموش کبھی مبعوث نہیں ہوسکتا یا مبعوث کبھی خاموش نہیں ہو سکتا، مبعوث کبھی ساقط نہیں ہوسکتا مبعوث کو کبھی جمود نہیں آتا، مبعوث میں کبھی جمود نہیں آتا جب نبی کے ہاتھوں سے ایک معاشرہ وحدت کی لڑی میں پرویا جاتا ہے اور اتحاد کی حد تک پہنچ جاتا ہے تو وہ معاشرہ ایک امت بن جاتا ہے اور وہ امت داعی الی الخیر بن جاتی ہے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتی ہے۔

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ......(۲)

اور یہ امت جب تک اس نقطہ پر نہیں پہنچے گی فلاح نام کی کوئی چیز تمہارے لیے مقرر نہیں۔

علمائے سوء

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا......(۳)

ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے تفرقہ کیا تفرقہ جھگڑنے کو کہتے ہیں تفرقہ یعنی فرقہ فرقہ بننے گروہ گروہ بننے کو کہتے ہیں، فرقہ سازی نہ کرو فرقہ نہ بنو لاتفرّقوا یہ نہیں فرمایا کہ لا تفرّدوا فرد فرد نہ بنو چونکہ فرد فرد بننے سے اتنا خطرہ نہیں ہوتا جتنا فرقہ بننے سے خطرہ ہے۔

(۱)، (۲) سورہ آل عمران آیت ۱۰۴۔

(۳) سورہ آل عمران آیت ۱۰۵۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا...... ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے تفرقہ کیا اور جنہوں نے اختلاف کیا کب.....مِن بَعْدِ مَا جَاءَ تْهُمُ الْبَيِّنٰتُ...... دین آنے کے بعد، نشانیاں آنے کے بعد، معجزات آنے کے بعد، انبیاء علیہم السلام آنے کے بعد، کتب آسمانی آنے کے بعد پھر انہوں نے آکر دین میں اختلاف کیا کیوں اختلاف کیا؟ سورہ بقرہ میں ہے بَغْياً بَيْنَهُمْ یہ کون لوگ تھے؟ یہ ہر نبی کے بعد آنے والے حاملین کتاب تھے، جن کے بارے میں قرآن نے فرمایا کہ جنہیں ہم نے تورات دی پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا۔

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا......(۱)

یہ لوگ تھے ان کو قرآن نے کہا کہ گدھے ہیں گدھے كَمَثَلِ الْحِمَارِ یہ گدھے ہیں کون؟ کہ جن کے یہاں قرآن موجود ہو اور قرآن وحدت کی تلقین کرتا ہو اور یہ قرآن سے ہی تفرقہ پھیلانا شروع کرتے ہیں یہ گدھے ہیں یہ حاملین کتاب بعد از انبیاء علیہم السلام انہوں نے درحقیقت بَغْياً بَيْنَهُمْ، انبیاء علیہم السلام کی زحمتوں کو ضائع کیا ہے، دوبارہ آکر انہوں نے معاشرے کو قومی بنا دیا۔

دین آیا تھا قومی جھگڑوں کو مٹانے کے لیے، لسانی جھگڑے مٹانے کے لیے، وطنی جھگڑے مٹانے کے لیے، اور نژادی جھگڑے مٹانے کے لیے، اس طبقہ نے بدتر کام کیا ہے ان علماء سوء نے، دنیا پرست علماء نے بدتر کام کیا، باغی علماء جن کو قرآن نے کہا بَغْيَمْ بَيْنَهُمْ باغی علماء نے بدتر کام کیا کیوں بدتر کام کیا؟ چونکہ انہوں نے ان جھگڑوں کے ساتھ ساتھ ایک اور نیا جھگڑا کھڑا کر دیا اور وہ خود وحدت کے اندر جھگڑا کھڑا کر دیا دین کے اندر یعنی دین کی بھی ٹولیاں بنا دیں۔ پہلے لوگ بٹے ہوئے تھے دوسرے طبقات میں مثلاً نسلوں میں بٹے ہوئے تھے، قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے انہوں نے آکر دین کو بھی بنیاد قرار دے کر دین میں تقسیم کر دی خوب اب کیا ہو گئے؟ اب ایرانی وطہرانی وافغانی وہندی فلاں وفلاں کے ساتھ ساتھ اب کچھ اور بھی ہو گئے فرقے بھی اس کی ردیف میں شامل ہو گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ

(۱) سورہ جمعہ آیت ۵۔

شیعہ بھی ہو گئے، سنی بھی ہو گئے، بریلوی بھی ہو گئے، حنفی بھی ہو گئے، اور مالکی بھی ہو گئے دیوبندی بھی ہو گئے اور ندوی بھی ہو گئے اور فلاں فلاں وہابی بھی ہو گئے یہ کام کن لوگوں نے کیا؟ انبیاء علیہم السلام نے نہیں کہا تھا کہ ایسے رہو۔ انبیاء تو آئے تھے کہ تمہارے نژادی جھگڑے ختم ہو جائیں یعنی وہ امتیازات نہ رہیں لیکن آکر انبیاء ہی کی تعلیمات میں پھر لوگوں کو کہیں زیادہ بڑی تقسیم میں بانٹ دیا جو پہلے منقسم تھے۔ علماء سوء نے یہ کام کیا۔

امت کے ارکان

امت بنانا درحقیقت وحدت در سایۂ دین ہے، وحدت انسانی کو بھی امت کہا ہے اور وحدت دینی کو بھی امت کہا ہے۔ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً...... وہ وحدت انسانی اور وحدت فطری تھی۔

......وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ ......تم امت بنو یہ وحدت دینی ہے سایۂ دین میں یہ وحدت برقرار ہوگئی امت کس طرح سے بنتی ہے؟ امت کے اپنے ارکان ہیں، یعنی یوں نہیں کہ انسان چند رسومات انجام دے کر یہ کہے کہ میں اب امت ہو گیا ہوں نہ امت کو قرآن نے خود بیان کیا ہے کہ امت کیا چیز ہے؟ اور اولیاء دین، آئمہ اطہار علیہم السلام اور سب سے بڑھ کر امیر المؤمنین علیہ السلام نے امت کی حدود کو مشخص کیا ہے کہ امت کس طرح وجود میں آتی ہے؟ کیا ہونا چاہیے؟ امت یعنی ایک جماعت ایک وحدت میں پروئی ہوئی انسانی حلقے، انسانی لڑیاں اور اکائیاں یہ امت ہے۔ یعنی جہاں من مانی نہ ہو، جہاں میں نہ ہو، جہاں پر ہم ہو یہ امت ہے۔ مانعیت پگھل جائے الفت کی وجہ سے انانیت پگھل کر ایک مایہ میں ایک امت میں تبدیل ہو جائے ایک معاشرہ اور ایک سماج بن جائے نہ صرف الفاظ میں بلکہ حقیقتاً اس طرح سے جیسے پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایک مثال کے ذریعے سے بیان فرمایا کہ: امت کس طرح سے بنتی ہے؟

مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِيْ تَوَادُدِهِمْ وَ تَرَاحُمِهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ...... (۱)

(۱) امثال فی القرآن الکریم، ص ۶۸۔

امت کے ارکان

رسول اللہ نے فرمایا: امت اگر بننا ہے تو یوں نہیں ہے کہ آپ اپنی مسجد میں بیٹھ کر، وہ اپنی مسجد میں بیٹھا ہو اور آپ کہو کہ ہم امت ہیں نہ ایک پیکر بننا ہے ایک پیکر بن کر اس کے مختلف اعضاء واجزاء بننا ہے۔ پیکر واحد ہو، پیکر واحد یہ ہے کہ...... اِذَا اشْتَکٰی مِنْہُ عُضْوٌ...... جسد کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اگر ایک عضو بھی اس میں سے بیمار ہو جائے تو وہ پورے کا پورا بدن بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے، تڑپتا ہے، یہ ہے امت نہ یہ کہ اگر ایک فرقے پر حملہ ہو دوسرا خوش ہو کہیں کہ اس کو تو نابود کر کے پھر دوسرے پر حملہ ہو تو پہلا خوش ہو یہ امت نہیں یا ابھی ایک محلہ میں کچھ ہو رہا ہو، دوسرے محلے والے کہیں ہمارے ہاں کچھ نہیں ہو رہا، ہماری مسجد میں تو کچھ نہیں ہو رہا۔

امت اگر ہے تو پیکر واحد کی طرح ہو جسد واحد کی طرح ہو اور جسد واحد" امت بننے کی علامت ہے ورنہ کٹے ہوئے اعضاء مثلاً کسی کی آنکھ نکال دیں اور کسی کا بازو کاٹ دیں ایسے انسان کی جس کی آنکھ بھی نکلی ہوئی ہے اور بازو بھی کاٹا ہوا ہے اس کے پاؤں میں اگر چوٹ لگ جائے تو باہر نکلی ہوئی آنکھ نہیں روتی مگر معمولی اصول کے تحت پاؤں پر چوٹ لگتی ہے تو آنکھ روتی ہے آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں پاؤں کے لیے، ناخن کے لیے، لیکن یہی آنکھ نکال کر باہر رکھ دیں تو آنکھ کسی کے لیے نہیں روتی چونکہ آنکھ خود مردہ ہے، یہ امت نہیں ہے یہ جسد کا حصہ نہیں ہے اس لیے یہ نہیں روتی۔

آج اگر عالم اسلام میں ایک جگہ اتفاق یا حادثہ رونما ہو جاتا ہے تو دوسری جگہ کوئی تکلیف نہیں پہنچتی یہ اس پھوڑی ہوئی آنکھ کی طرح ہے، کاٹے ہوئے عضو کی طرح ہے جس کا اس جسد سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ امت نہیں ہے اور جو امت نہیں ہے وہ صراط دین پر نہیں ہے صراط اسلام پر نہیں ہے صراط اسلام یعنی وحدت۔ صراط ایک ہو، ہدف ایک ہو، ان کے اندر وحدت ہو، رہبر و رہنما ایک ہو، اقدار و اخلاقیات جو امت بنانے کا نظام دیتے ہیں، افسوس کبھی کچھ دین سے لے لیا سوائے اس چیز کے جو لینی چاہیے تھی جیسے کوئی انسان منڈی میں جائے ادھر اُدھر کی فضول فالتو چیزیں لے آئے اور جو چیز لینے کی ہو وہ نہ لے مثلاً چھلکے اٹھا کر لے آئے لیکن کسی چیز کا مغز نہ لے اخروٹ کے چھلکے لے آئیں مغز چھوڑ آئیں

امت کے ارکان

دین کے اندر مغز ہے اقدار ہیں، دین کے اندر روح ہے اخلاقیات ہیں، اگر دین اس طرح آ جائے صرف نمازیں ہوں اور اخلاق نہ ہو یہ نمازیں بھی لڑانا شروع کر دیتی ہیں، عزاداری ہو اخلاق نہ ہو یہ عزاداری بھی آپس میں جھگڑے اور تفرقے کا باعث بن جاتی ہے۔ منبر پر انسان بیٹھا ہوا ہو لیکن روح دین اور اقدار نہ ہوں، اخلاق نہ ہو تو تفرقے کی آگ ہی اس کے منہ سے نکلتی ہے مومنین کو جلانے کے لیے وہ

......وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ......(۱)

یہ جہنمی انسان ہے جو منبر پر بیٹھ کر زبان درازی کرتا ہے اور اس کے منہ سے آگ نکلتی ہے مسلمانوں کو جلانے کے لیے درحالانکہ انبیاء علیہم السلام وحدت کے لیے آئے تھے، امت بنانے کے لیے آئے تھے یہ ایک مفصل شعبہ ہے کہ دین کے سایہ میں امت سازی کیسے ہوگی؟ میں نے اس کے بعض کلیات کی طرف اشارہ کیا، اب جبکہ دین آ گیا لوگ امت واحدہ تھے ان میں اختلاف ہوا اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے انبیاء علیہم السلام آئے دین کے سائے میں آ کر دوبارہ وحدت برقرار کی اب یہ علماء سوء، علماء دنیا، دین فروش جو حاملان کتاب ہیں ہر نبی کے بعد یہ اتفاق رونما ہوا بنی اسرائیل کے جو نبی آئے ان کے بعد حاملان کتاب جنہوں نے وارثان نبی کے طور پر اپنے آپ کو متعارف کروایا انہوں نے آ کر اسی نبی کے پیروی کرنے والوں کے درمیان تفرقہ ڈال دیا۔ موسیٰ کے پیروکاروں میں علماء بنی اسرائیل نے تفرقہ ڈال دیا عیسیٰ کے پیروکاروں میں علماء بنی اسرائیل نے تفرقہ ڈال دیا کسی جگہ احبار نے اور کسی جگہ راہبان نے یہی اتفاق اور حادثہ امت پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رونما ہوا کس قدر زحمتیں اٹھائیں پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقصد بعثت کو پورا کرنے کے لیے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ......لوگ ایک امت تھے پھر ان میں اختلاف ہوا پھر خدا نے نبی مبعوث کئے اور انہوں نے آ کر ان اختلافات کو ختم کرنے کا حکم دیا اور ان کو ایک امت بنا

(۱) سورہ آل عمران آیت ۱۰۳۔

دیا لیکن حاملان کتاب نے اسی امت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، عضو عضو کر دیا اس لیے ان کا کام ان سے بدتر ہے جو لسانی اور قومی جھگڑوں میں امتوں کو تقسیم کئے ہوئے ہیں۔

قرآن نے علماء سوء، علماء دنیا پرست اور علماء تفرقہ انداز پر شدید ترین لعنت کی ہے قرآن مجید نے کہیں بنی اسرائیل کے علماء کا نام لے کر، کہیں اہل کتاب کا نام لے کر، عوام کو بتایا کہ: عوام کے اندر دو کمزوریاں ہیں ایک یہ ہے کہ خود کچھ نہیں جانتے اور گمان پرست ہیں، حدس وتخمینہ اور اندازہ وگمان کا شکار ہیں دوسرا یہ کہ علماء سوء کے پیروکار ہیں دنیا فروش علماء کی تقلید کرتے ہیں۔ اور یہ جو انہیں دین کے نام پر کہہ دیتے ہیں اسے دل میں بٹھا لیتے ہیں اور اسی پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں اگر علماء سوء میں سے کوئی انہیں کہے کہ مسلمان کو قتل کرنے سے تم جنت میں جاؤ گے۔ یہ صرف آرزو سے اسی طرح سے جنت میں جانا چاہتے ہیں غور نہیں کرتے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اپنے بھائی کو مار کر کیسے جنت میں جایا جاسکتا ہے؟

انما المومنون اخوة......(۱)

مومنین بھائی ہیں آپس میں، بھائی کو مار کر کوئی کیسے جنت میں جا سکتا ہے؟ قرآن تو یہ کہتا ہے کہ اپنے بھائی کی غیبت تک نہ کرو کہ بھائی کی غیبت کرنا بھائی کا گوشت کھانا ہے، جو دین بھائی کے پشت پیچھے بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا، وہ دین قتل کی اجازت کیسے دے سکتا ہے لیکن علماء سوء نے اسی قرآن کے پیروکار کو یہ بتا دیا کہ اپنے بھائی کو قتل کرنے سے تم جنت میں جاؤ گے اور یہ گمان پرست اور یہ جاہل، نادان یہ اسی طرح سمجھ بیٹھا کہ میں اسی طرح سے جنت میں جاؤں گا یہ عوام کی بدبختی کہہ لیں یا عوام کی کمزوری کہہ لیں کہ ان دو مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔

ایک جہالت اور دوسرا علماء سوء کی پیروی، علماء دنیا پرست، علماء سوء بیسیوں کمزوریوں میں مبتلا ہیں، بیسیوں آفات میں مبتلا ہیں وہ آفات جو قرآن نے ان علماء سوء کے لیے ذکر کی ہیں کہ جنہوں نے آکر

---

(۱) سورہ حجرات آیت ۱۰۔

امت کو تقسیم کر دیا، قرآن مجید میں بہت سارے موارد میں ان کے لیے لعن کی گئی ہے، نہج البلاغہ کے بہت سارے خطبات میں امیر المؤمنینؑ ان کی طرف اشارہ کیا اور ان کی مذمت اور سرزنش کی ہے، کہ بدترین کام دراصل ان لوگوں نے کیا ہے کیونکہ انبیاءؑ کی زحمتوں پر انہوں نے پانی پھیر دیا اور تفرقہ ڈالا۔

وحدت کے لیے انبیاءؑ نے جتنے جتن کئے جتنی ہجرتیں کیں، شہادتیں دیں، شہداء پیش کیے، زحمتیں اٹھائیں، بھوک کاٹی سب اس لیے کہ یہ ایک نکتہ پر، ایک لڑی میں پروے جائیں اسی کے لیے درگیر تھے، لڑائی کرتے تھے۔ وحدت کی شرط ہے کہ تم ایک ہو کیونکہ اگر وحدت ہوئی مسلمان بھی ہو جاؤ گے۔ مسلمان ہو اگر ایک نہیں ہو تو مسلمان بھی نہیں۔ تم ایک ہو جاؤ۔ سب سے پہلے پیامبر اکرم ﷺ نے جو کام کیا وہ یہ کہ اخوت کا نظام برقرار کیا۔ توجہ کریں پیامبر اکرم ﷺ کی زحمتیں وحدت کے لیے اور امیر المؤمنینؑ کی زحمتیں وحدت کے لیے، کس طرح سے امیر المؤمنینؑ نے وحدت کے لیے قربانی دی امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں کہ: وحدت کے لیے جو کچھ میں نے کیا ہے۔ وہ اتنی تلخ چیز ہے کہ شاید کوئی اور نہ کر سکتا بلکہ یقیناً نہ کر سکتا اور خود فرماتے ہیں کہ: میرے گلے میں ہڈی تھی نہ باہر نکالی جا سکتی تھی نہ اندر نگلی جا سکتی تھی لیکن اس کو گلے میں رکھنا ضروری تھا، اس طرح کے گلے کے ساتھ امیر المؤمنینؑ کتنے سال تک رہے مدارا اور رواداری کرتے رہے صرف اس لیے کہ وحدت پارہ پارہ نہ ہو، لیکن یہی حاملین کتاب، علماء سوء جنہوں نے دین آ کر پڑھا ہے فقط کس لیے پیشہ بنانے کے لیے۔ دین کے ذریعے سے شہرت کمانا، دین کے ذریعے سے مقامات بنانا، دین کے ذریعے سے مال کمانا، دین کے ذریعے سے پیسے لینا، دین کے ذریعے فیسیں لینا ان کا پیشہ ہے چونکہ انہوں نے دیکھا کہ ادھر زیادہ درآمد ہوتی ہے اُدھر ڈھول پیٹتے ہیں مثلاً ایسے ڈھول جن سے تھوڑی درآمد ہوتی تھی وہ آگئے منبروں پر جہاں پر زیادہ آمدنی ہوتی ہے فقط درآمد کی وجہ سے آگئے اپنے آپ کو لباس ولبادہ علماء ایک کام کیا کہ زہر اگلا اور امت کے اندر تفرقہ بازی کی مسلمان کو مسلمان کا دشمن قرار دیا مسلمان کے اندر مسلمان سے نفرت بھری۔

قرآن نے مفصل کہا ہے اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ بنی اسرائیل کے واقعات اور قصص کے ذیل میں قرآن نے ان علماء سوء کا ذکر کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو دین میں تحریف بھی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں خدا کی طرف سے ہے

فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ...... (۱)

اپنے ہاتھ سے لکھ کر من گھڑت بات کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے وہ کتمان حق کرتے ہیں تلبس الحق بالباطل کرتے ہیں اور یہ سب کچھ کرتے ہیں کس ...... لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ...... تا کہ اس کے بدلے میں چند ٹکے ان کو حاصل ہوسکیں قرآن نے جو نسبتیں ان کی طرف دی ہیں ان علماء سوء کی طرف، کیوں یہ کام کرتے ہیں؟ مفاد پرستی، حب دنیا، دین فروشی، حب ریاست، انانیت، جہالت اور بغاوت کی وجہ سے۔

سورہ بقرہ میں ہے كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً...... پھر خدا نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور انبیاء علیہم السلام نے آکر وحدت ایجاد کی اور پھر اس وحدت کو بعد میں آکر دوسروں نے توڑا اور پھر اختلاف کیا، کیوں کیا؟ بَغۡيًا بَيۡنَهُمۡ، بغاوت کے طور پر، باغی علماء باغی یعنی جو دین کے پیروکار نہیں ہیں تفکر باغیانہ، عمل باغیانہ، زبان باغیانہ، کردار باغیانہ، خواہشاتِ باغیانہ رکھتے ہیں یعنی بے مہار، بے لگام، زبان پر کنٹرول نہیں ہے، تفکر پر کنٹرول نہیں ہے، کسی چیز پر کنٹرول نہیں، باغی ہیں ہر چیز ان کے اندر بغاوت پر اور سرکشی پر اتری ہوئی ہے بَغۡيًا بَيۡنَهُمۡ، جن کو تقویٰ کی تعلیم دینی چاہیے تھی جنہیں وحدت کی طرف لوگوں کو بلانا چاہیے تھا۔ اگر کوئی جھگڑے ہیں بھی ان لوگوں کے اندر تو ان جھگڑوں کو ختم کرنا جن کا کام تھا انہوں نے آکر مزید جھگڑے کھڑے کیے اور بدترین جھگڑا کھڑا کیا یعنی قوموں اور لسانوں اور وطنوں کے درمیان آکر ادیان اور مذاہب کو بھی شامل کر دیا۔ اب اس تقسیم کے اندر آپ عراق کو ہی دیکھیں

(۱) سورہ بقرہ آیت ۷۹۔

انہوں نے کس طرح سے شیعہ، سنی، کرد وغیرہ یہ کونسی تقسیم ہے کس معیار پر ہے، نہ کوئی منطق اس تقسیم کو صحیح کر سکتی ہے نہ کوئی اور دنیا کا قانون، دنیا میں کوئی ریاضی، کوئی جیومیٹری کا ماہر کسی کے بس میں نہیں ہے۔

اس تقسیم کی تصحیح کرے، سنی، شیعہ اور کرد، عرب اور کرد، عرب اور غیر عرب، یا سنی اور شیعہ، بالآخر کرد شیعہ ہیں یا سنی ہیں لیکن یہ کیسی تقسیم انہوں نے کی ہے کہ شیعہ، سنی اور کرد اور اسی تقسیم میں سب لگے ہوئے ہیں، شیعہ، شیعہ بن گیا ہے، سنی، سنی بن گیا ہے، کرد کرد بن گیا ہے اور یہ شیعہ سنی کو خبر نہیں ہے کہ ہمارے مقابلے میں کس کو رکھا گیا ہے۔

علماء سوء کہتے ہیں کہ شیعہ کا قتل واجب ہے جب کہ رہبر معظم انقلاب اسلامی فرماتے ہیں کہ **''جو بھی فرقہ واریت اور تفرقۂ دینی و مذہبی میں کسی حوالے سے بھی ملوث ہے وہ دائرہ دین سے خارج ہے''** ایسا مثالی اور بے نظیر فتویٰ ہے جو امام خمینیؒ کی برسی کے موقع پر رہبر معظم نے بیان فرمایا کہ میری یہ رائے ہے یعنی اس لہجے کے ساتھ رہبر نے کبھی بیان نہیں فرمایا کہ یہ میری رائے ہے اور میرے ساتھ اور بھی علماء کی یہ رائے ہے کہ جو بھی تفرقہ مسلمین میں، مسلمانوں کو آپس میں لڑانے میں کسی بھی طرح سے ملوث ہو وہ دائرہ دین سے خارج ہے، اور یہی امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ پہلے بیان فرما گئے تھے کہ شیعہ، سنی جھگڑے کو ہوا دینے والا، اختلافات کو ہوا دے کر تفرقہ ڈالنے والا، شیعہ ہے نہ سنی ہے وہ دائرہ دین سے باہر ہے۔

اس وقت جہان اسلام جس آگ کے اندر جل رہا ہے یہ علماء سوء، علماء باغی اس میں پیش پیش ہیں ان کی خواہشات نفسانی، ناقص فہم دین، تعصب، تحجر اور شخصیت پرستی یہ ان کے اندر موانع ہیں، جس کی وجہ سے انہوں نے علماء کی زحمتوں کو آ کر ختم کیا۔

وحدت اولیہ فطری میں جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے دین آیا دین نے آ کر ایک ان کے اندر حاملین دین نے آ کر، باغی علماء سوء نے آ کر اس وحدت کو جو انبیاء علیہم السلام نے برقرار کی تھی ہمیشہ ختم کیا۔

آج اس چیز کی اشد ضرورت ہے اس وقت تفرقہ اپنے اوج پر ہے تفرقہ پورے جہان اسلام کو نگل رہا ہے دشمنان دین فقط تماشائی ہیں، مسلمان مسلمان کو ختم کرنے کے در پے ہے مسلمان مسلمانوں کے

ہاتھوں ختم ہو رہا ہے، اس میں دونوں طرف سے جو بھی ختم ہو اور جس طرف سے بھی کوئی سا فریق اس میں مارا جائے ہر دو صورتوں میں ان کی کامیابی ہے، سنی کے ہاتھوں شیعہ مارا جائے، دشمن کامیاب ہے شیعہ کے ہاتھوں سنی مارا جائے دشمن کامیاب ہے، کیونکہ وحدت ختم ہو رہی ہے وحدت ختم کرنا درحقیقت ان کا مطمع نظر ہے۔ پھر کس طرح سے اس جھگڑے پر قابو پایا جائے؟

پہلے فطری وحدت تھی، اس کے بعد تفرقہ شروع ہوا اس کے عوامل کی طرف اشارہ ہوا ہے انبیاء علیہم السلام نے آ کر اس تفرقے کو ختم کر کے، امتیازات کو ختم کر کے دین کے سایہ میں وحدت برقرار کی، امت بنائی، بعد میں علماء سوء نے آ کر امت کو تفرقہ میں مبتلا کر دیا اب جس تفرقہ سے ہمیں سروکار ہے وہ تفرقہ در دین ہے ایک طرف قومیت، لسانیت اپنی جگہ برقرار ہیں، اور ایک نیا جھگڑا تفرقہ در دین ہے اس کو کس طرح ختم کیا جائے؟ یہ انبیاء علیہم السلام نے کس طرح ختم کیا ہے؟ تفرقہ در دین کو ختم کرنے کے لیے، منشور وحدت تدوین ہو چکا ہے جو اسی کتاب کا آخری باب ہے۔ جس کے بارے میں مقام معظم رہبری نے دستور دیا کہ یہ تہیہ ہونا چاہیے، اسے مدون ہونا چاہیے یہ بات افسوس ناک ہے کہ چار پانچ ماہ سے یہ دستور موجود ہے لیکن ابھی تک کوئی خاطر خواہ، حتیٰ کسی جگہ پر سنجیدہ نشست برقرار نہیں ہوئی کہ علماء آپس میں مل کر اس دستور کو عملی شکل دیں یہ رہبر کے اس فرمان کو کَانْ لَمْ یَکُنْ سمجھا ہوا ہے کیونکہ تفرقہ اس حد تک جزو دین بن چکا ہے کہ وحدت کی طرف لوگ سوچتے بھی نہیں ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وحدت سے دین ختم ہو جائے گا، تعجب ہے تفرقہ، جو ان کو ہلاکت کے دھانے تک لے گیا ہے وہ بقاء کے لیے ضروری ہے وحدت سے دین ختم ہو جائے گا البتہ ہوتا ہے کبھی خالص چیز ہلاکت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جیسے شہروں میں جو رہتے ہیں ملاوٹ کا دودھ پی پی کر اگر کسی دن خالص دودھ پی لیں شاید اسی دن موت واقع ہو جائے یا کم از کم پیٹ ضرور خراب ہو جاتا ہے اس لیے تفرقہ بازوں کا وحدت سے پیٹ خراب ہو جاتا ہے۔ ان کا دین وحدت کے ذریعے خراب ہو جاتا ہے چونکہ جو دین انہوں نے بنایا ہوا ہے وہ واقعاً خراب ہو جاتا ہے لیکن دین الٰہی تو وحدت کے ذریعے ہی باقی ہے۔

اس منشور میں اس کی مزید تفصیل موجود ہے، اس کے بعض کلیات یہاں پر عرض کرتے ہیں، اختلاف در دین سے ہم آگاہ ہیں اور ہمارا سروکار اسی سے ہے، البتہ قومی ولسانی اختلاف الگ شعبہ ہے جو اپنی جگہ باقی ہے، لیکن مذہب کے نام پر جو اختلاف ہے اس کو کیا کریں؟ اس تفرقے کا کیا کریں؟

ترویجِ محبت و الفت

خدا نے جس طرح سے پہلا اختلاف ختم کر کے امت بنائی تھی یہ اختلاف بھی اسی طرح سے ختم کیا جاسکتا ہے یعنی ترویجِ محبت والفت اور اس کے لیے میدان سازی کی جائے۔

نفرتوں کی دوری کے لیے شعور و بیداری ضروری ہے عوام کے اندر شعور پیدا کریں، اور عوام کو یہ معلوم ہو جائے کہ

......مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا......(۱)

یہ کون لوگ ہیں؟ یہ مانند حمار حامل قرآن تو بنے ہوئے ہیں لیکن عامل بر قرآن نہیں ہیں، قرآن جو کتابِ وحدت ہے اس کو کتاب تفرقہ بنا کر قرآن سے ہی دلائل کے ذریعے تفرقہ پردازی کرتے ہیں، جب شعور بیدار ہوگا تو لوگ ان کو سمجھیں گے جب تک عوام میں شعور پیدا نہیں ہوتا لوگ ان کی تقلید سے باہر نہیں نکل سکتے، آزاد نہیں ہو سکتے، وحدت کے لیے شعور ضروری ہے تفرقہ کیلئے بے شعوری ضروری ہے، یعنی جب تک باشعور ہیں تفرقہ میں نہیں پڑ سکتے، بے شعور میں تفرقہ ہوگا لہذا اس دینی تفرقے کو یا دین کے اندر موجود تفرقے کو ختم کرنے کے لیے شعور بلند کرنا اور بیداری پیدا کرنا ہوگی۔

منادیانِ وحدت

امام خمینیؒ اس نقطہ کی بہت تاکید فرماتے تھے اور عمر بھر انہوں نے یہی کام کیا حضرت امام خمینیؒ

---

(۱) سورہ جمعہ آیت ۵۔

مصلحین کے بارے میں لکھا جائے کہ منادی وحدت و مصلحین عالم اسلام کے افکار کو زندہ کرنا بھی وحدت کے لیے ضروری ہے مثلاً سید جمال الدین افغانی، علامہ اقبال یا بعض علماء اہل سنت ہیں جیسے شیخ شلتوت ہیں واقعاً انہوں نے تاریخی معرکہ کیا شیخ شلتوت نے جس جرأت اور بہادری اور دلیری کا ثبوت دیا اتنی جرأت نہ کسی شیعہ کے اندر موجود ہے نہ کسی سنی کے اندر موجود ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ موجودہ اسلام میں پانچ فقہ ہیں اور ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرنا مجری ہے، اصلاً ممکن نہیں ہے کوئی اتنی جرأت کرے اور اس طرح فتویٰ دے، فقہ جعفریہ کے بارے میں کہا کہ یہ بھی ان چار فقہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کی طرح ایک اسلامی فقہ ہے، مجری ہے، یعنی اگر کوئی شخص ان پانچ میں سے ایک فقہ پر چل رہا ہے تو وہ درست ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی طرح بہادری چاہیے، شجاعت چاہیے اس طرح سید شرف الدین موسوی عاملی ہیں جنہوں نے وحدت کے لیے بہت خدمات انجام دی ہیں، ایک گمنام شخصیت جنہوں نے وحدت کے لیے بہت کام کیا، لیکن ان کا اتنا چرچہ ایران سے باہر نہیں ہے حضرت آیت اللہ العظمیٰ بروجردیؒ ہیں جو کہ فوق العادہ شخصیت ہیں، ان کی بہت زیادہ خدمات ہیں، لیکن باہر زیادہ منعکس نہیں کیا گیا ان لوگوں کے افکار کو زندہ کرنا چاہیے، تفکرات و افکار سید جمال الدین افغانیؒ و علامہ اقبال کے لیے الگ الگ کانفرنسیں منعقد کی جانی چاہییں، علماء اور طلبہ کو یہ کام کرنا چاہیے۔

وحدت ایسے بیٹھے بیٹھے پیدا نہیں ہو جاتی جب تک وحدت کے لیے میدان ہموار نہیں ہوگا شعور نہیں ہوگا، تفرقہ کے نقصانات سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ اسی منشور کے اندر ہم نے تفرقہ کے نقصانات بتائے ہیں کہ ابھی تک تاریخ میں جہانِ اسلام نے تفرقہ کی وجہ سے کیا کیا بھگتا ہے اور آج ہم کہاں کھڑے ہیں، اور اگر وحدت ہوتی کہاں کھڑے ہوتے، ایک گراف بنا کر لوگوں کو آگاہ کریں کہ اگر ہم ایک ہوتے تو یہاں ہوتے اور جب کہ ہم نے یہ ذلت، یہ زبوں حالی، یہ رسوائی اٹھائی تو ہم کتنے پست ہیں، یہ پستی کہ آج چھوٹے چھوٹے ملک بھی عالم اسلام کا منہ چڑاتے ہیں، یہ سب تفرقہ کا نتیجہ ہے

ان نقصانات کی لمبی فہرست ہے، جوتفرقے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں دشمنان دین کے خطرے کی طرف توجہ دلانا ،مبشرین اور منذرین بننا ضروری ہے، وحدت کے لیے ابشار یعنی وحدت کے ثمرات اور انذار یعنی تفرقے کے خطرات سے آگاہ کیا جائے انبیاء علیہم السلام مبشرین اور منذرین بن کرآئے تھے نہ کہ صرف آکر انسانوں کو حوروں کے چکر میں ڈال گئے بلکہ آئے تو وحدت کے ثمرات ذکر کئے اور تفرقہ کے مضمرات ذکر کیے یہ ابشار اور انذار ہے یہ کارِ انبیاء اس وقت ضروری ہے۔ منادیان وحدت کے لیے مبشر اور منذر بننا اس معنی میں ضروری ہے کہ وہ بتائیں کہ وحدت کے کیا ثمرات ہیں؟ اب دیکھیں نمونے پیش کریں جو مختلف ہیں فرض کریں دو جرمنی یہ دونوں ایک ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور ایک ہوگئے، مغربی جرمنی اور مشرقی جرمنی، اہل یورپ ایک دوسرے کیلئے قوتیں ہونے کے باوجود بھی ایک متحدہ یورپ کی طرف جارہے ہیں اس طرح آپ دیکھیں نیٹو بنا، یہ کیا عجیب وحدت ہے؟ عالم اسلام کے خلاف کفر ملتِ واحدہ ہے، کفر ایک امت ہے ایک ملت ہے، لیکن اسلام تفریق در تفریق کا شکار ہوتا جارہا ہے یہ موازنہ کریں ایک طرف ہمارا مقابل وحدت کی طرف جارہا ہے وہ دن بہ دن تفرقہ ختم کر کے وحدت کی طرف اور ہم دن بہ دن وحدت کو توڑ کر تفرقہ کی طرف جارہے ہیں یہ موازنہ بہت ضروری ہے۔

اقدار کا احیاء

اسلامی اقدار خصوصاً علماء، طبقہ علماء اور روحانیت میں یہ باعثِ تقویٰ ہیں، اخلاقی ضعف اور اقدار کا نہ ہونا اقدار کے بغیر دین متعارف کرانا یہ جھگڑے کا ذریعہ ہے، چونکہ جب اقدار کا احیاء دین کے اندر ہوگا روح اور مغز دین کے اندر ہو تو دین وحدت ایجاد کر سکتا ہے۔

جب تفرقہ انگیزی ہوتی ہے تو لاتعلق نہ بیٹھیں اس وقت آپ دیکھیں کہ فتووں میں بسا اوقات دیندار اور بے دین کی زبان ایک ہوتی ہے، امام خمینیؒ فرماتے تھے کہ تعجب ہے! کہ کس طرح دیندار اور بے دین ایک زبان بول سکتے ہیں؟ دیندار بھی کہتا ہے دین سیاست سے جدا ہے اور بے دین بھی کہتا ہے دین سیاست سے جدا ہے، یہ کیسے ایک ہوگئے۔

خطرے کی گھنٹی

ایوب خان کے زوال کا زمانہ جب قریب آ گیا تھا وہ بہت ہی مقتدر جرنیل تھا، ضیاء الحق اور اس موجودہ جرنیل سے زیادہ مقتدر تھا وہ، آپ کو یاد نہیں ہوگا بہت ہی مقتدر جرنیل تھا، اس نے اقتدار کب چھوڑا کب استعفیٰ دیا جب اس کے خلاف ملک گیر ہڑتالیں ہونے لگیں اور زیادہ تر طلباء Students اور دوسرے طبقات بھی جب اس کے خلاف ہو گئے تو نقل کیا جاتا ہے کہ اس نے اس دن اقتدار چھوڑا جب اس کا چھوٹا پوتا جو اس وقت چھوٹا سا تھا وہ ایک جھنڈا اٹھائے ہوئے اپنے گھر کے اندر صدر ایوب President کے سامنے آ کر اس نے کہا ایوب کُتا ہائے ہائے! اس کو نہیں پتہ تھا کہ کیا کہتے ہیں لوگ؟ باہر گلیوں میں سنتا تھا ایوب کُتا ہائے ہائے اس نے بھی سن لیا اور آ کر گھر میں یہ نعرہ بلند کیا اس کو نہیں پتہ تھا کہ یہ میرا دادا ہے یہ صدر ہے لوگ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں، اس کے سامنے ہی اس نے آ کر کہا کہ ایوب کُتا ہائے ہائے اس نے کہا کہ اب جب یہاں تک نوبت آ گئی اب میں صدر نہیں رہ سکتا President کے عہدے سے اس نے استعفیٰ دیدیا اور الگ ہو گیا۔

یہ خطرے کی گھنٹی ہے، یہی کچھ ہم اپنے گھروں میں سن رہے ہیں اس وقت، اپنے اندر سن رہے ہیں ایک طرف سے دشمنانِ دین، سیکولر اور لبرل لوگ کہتے ہیں کہ دین کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ادھر سے اسلام کا اپنا چھوٹا بچہ اٹھ کر یہ نعرہ لگاتا ہے کہ دین کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ بہت خطرناک بات ہے، کہاں سے سن لیا اس نے یہ جملہ؟ کس نے ڈالا تیرے کان میں؟ مثلاً جب چھوٹا بچہ باہر سے گالی سیکھ کر آتا ہے تو ماں اس سے کہتی ہے بتاؤ کس نے تمہیں بتایا؟ پھر جا کر اس سے جھگڑتی ہے کہ تو نے میرے بچے کو ایسے کیوں بتایا؟ یہاں پر جس کی زبان سے یہ سنیں پریشان ہو کر اس سے پوچھیے کس خناس نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی ہے؟ کہاں سے سنا یہ نعرہ تو نے اسی طرح ابھی ایک بات دو جگہ سے ادا ہوئی ایک طرف سے مفتی

یہ مفت کے جو مفتی ہیں، یہ فتویٰ سے مشتق نہیں، یہ مفت سے مشتق ہیں انہوں نے فتویٰ دیا کہ حرمین مثلاً کربلا کے حرمین کو مسمار کیا جائے یہ مظاہر شرک ہیں، معاذ اللہ۔

آپ توجہ کریں دوسری طرف سے ایک امریکی صدارتی امیدوار اس نے اس نے مطالبہ کیا کہ مکہ اور مدینہ دونوں کو مسمار کر دیا جائے، یعنی بالکل ایک فتویٰ، ایک مفتی دین کا اور ایک دشمن دین کا دونوں کا ایک ہیں۔

انسان آئے پھر آکر موقع فراہم کرے ان کا حامی بن جائے مددگار بن جائے، اور ان کا عملی ناصر بن جائے جن کے عزائم یہ ہیں اس وقت ان عزائم سے لوگوں کو آگاہ کرنا کہ اس وقت آپ کے لیے یہ سوچا جارہا ہے اور یہ ہو جائے گا یہ اتفاق حادثہ رونما ہوگا، یوں نہ کہیے کہ کوئی معجزہ بچالے گا، کعبہ کئی دفعہ ویران ہو چکا ہے، کئی دفعہ دشمنان دین کے ہاتھوں، یزید کے ہاتھوں ویران ہو چکا ہے یہ نہ کہنا کہ نہیں ہو سکتا، ویران ہو چکا ہے، ایسے ہو سکتا ہے اس لئے ان تفرقہ انگیزوں کا مقابلہ کرنا، یہ دو فتویٰ آئے کوئی عکس العمل ظاہر نہیں ہوا، اس طرف خاموشی اور سکوت ہے، اپنے اپنے درسوں میں لگے ہوئے ہیں، اپنی اپنی خانقاہوں میں لگے ہوئے ہیں اپنے اپنے چکروں میں لگے ہوئے ہیں، اپنی حزبوں میں لگے ہوئے ہیں۔ کربلا کی بھی مسماری کا فتویٰ دے دیا ہے، مکہ اور مدینہ کی مسماری کا مطالبہ بھی آ گیا ہے لیکن اہل دین حامل قرآن، قرآن حفظ کرنے میں مشغول ہیں تفرقہ انگیزیوں کا مقابلہ کرنے سے بے حس ولاتعلق ہیں۔

اس لیے وحدت کے منشور کی تدوین کی گئی ہے کہ رہبر معظم نے بیان فرمایا ہے یہ ضروری ہے کہ وحدت کیلئے نقشہ ہو، فقط نعرے وحدت کے لیے کافی نہیں ہیں، زبانی جمع خرچ سے وحدت برقرار نہیں ہوتی جب تک عملاً وحدت کے لیے کوئی منشور و نقشہ موجود نہ ہو۔ احساسات کی بجائے عقلانیت کی ترویج ہو تو وحدت بہت قریب نظر آتی ہے، احساسات ہوں تو وحدت بہت دور نظر آتی ہے۔

اگر مسلمان میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپس میں مل کر منائیں تو اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے، دوسری طرف

کچھ جھگڑا کرنا چاہتے ہیں یہ احساسات اور جذبات ہر چیز کو ویران کر سکتے ہیں، روشن فکری کی بجائے تحجر اور تعصب کے ہاتھوں دین اس وقت یرغمال بنا ہوا ہے، متحجرین نے قبضہ اور محاصرہ کیا ہوا ہے، دین متحجرین کے قبضہ میں ہے، ان کے چنگل سے چھڑائیں تعصب اور تحجر کیقید و بند سے دین کو آزاد کرائیں، دین دوبارہ مبعوث ہو، اس حبس سے نکلے اور دوبارہ عوام تک پہنچے، اصلی دین کا چہرہ جو امام نے فرمایا ہے ؟ اسلام ناب اور احترام متقابل ایک دوسرے کے مقدسات کی بے حرمتی نہ کریں اگر احترام نہیں کر سکتے تو کم از کم بے حرمتی نہ کریں، جو جس کا معتقد ہے رہے، آپ اپنے مذہب پر رہیں، آپ اپنے مقدسات کا احترام کریں، دوسروں کے مقدسات کی توہین سے تو ہمارے مقدسات کا دفاع نہیں ہو سکتا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ حق بیان نہ کریں، یہ بھی نہیں کہ وحدت کی خاطر کسی چیز کو چھپالیں، یہ اسی منشور وحدت میں بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ وحدت اس معنی میں نہیں ہے کہ انسان حق بیان نہ کرے، چونکہ اس سے جھگڑا ہوتا ہے، لہٰذا حق بیان نہ کرے بلکہ حق بیان کرنا ہے تا کہ جھگڑا نہ ہو اور جھگڑا ختم ہو، حق کی وجہ سے جھگڑا نہیں ہوتا، اگر لوگوں پر حقیقت مدلل اور مستند طریقے سے کھل کر سامنے آ جائے اور حقیقت واضح و روشن ہو جائے، اس صورت میں میدان ان فرقہ بازوں کے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔

ماہیت و شرائط
وحدت

- ماہیت وحدت اور اسکی اساس
- وحدت واختلاف کے معیار
- وحدت کا قرآنی نمونہ

2

ماهیت وحدت اور اسکی اساس

صرف پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفرزند رسول اعظم حضرت امام صادق علیہ السلام کی مناسبت سے ان ایام کو وحدت بین المسلمین کے ایام قرار دینا ایک رہبرانہ بصیرت اور قائدانہ بصیرت کا نتیجہ ہے ہر چند جس طرح سے وحدت کو عملی طور پر پیش ہونا چاہیے تھا یا عملی طور پر مسلمین کے درمیان وحدت برقرار ہونا چاہیے تھی عملاً ایسا نہیں ہوا، لیکن اس مناسبت سے ہم ایک درس لے سکتے ہیں۔

اس سلسلہ میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہے کہ ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول کو ہے یا سترہ کو ہے۔ امامیہ میں بھی بعض فقہاء اور علماء معتقد ہیں کہ بارہ کو ہے اور غیر امامیہ سب بارہ ہی کو مانتے ہیں لیکن وہ چیز جو امامیہ میں مشہور ہے وہ سترہ ہے سترہ اور بارہ کا جھگڑا حقیقت میں ایک نفسیاتی جھگڑا ہے ہر چند کہ تاریخی اختلاف ہے لیکن سترہ تاریخ یا بارہ تاریخ کو اتنی اہمیت نہیں دینی چاہیے کیونکہ ہمارے نزدیک اہم میلاد ہے اور میلاد سے بھی زیادہ اہم روز میلاد ہے لہٰذا اس پر زیادہ اصرار ہے اس پر زیادہ حساسیت ہے درحالانکہ اہم مولود ہے نہ میلاد اور نہ روز میلاد خواہ سترہ ہو یا بارہ، ہو مولود تو وہی ہے اگر بارہ کو آئے تو بھی وہی مولود ہیں اگر سترہ کو آئے ہیں تو بھی وہی مولود ہیں بارہ کو متولد ہونے کے قائل بھی اپنے رسول کی پیروی کریں اور جن کے رسول سترہ کو متولد ہوئے ہیں وہ بھی اسی رسول کی پیروی کریں رسول تو دو نہیں ہیں رسول تو ایک ہے۔

لیکن ایک نفسیات ہے کہ جس طرح امیر المؤمنین علیہ السلام کے کلام نورانی میں بھی یہ مطلب موجود ہے کہ قومیں جب شعوری طور پر فکری طور پر انحطاط، زوال اور پستی کا شکار ہوں، تو اصول کو چھوڑ کر فروع میں انکی دلچسپی بڑھ جاتی ہے دو مطلب حضرت نے بیان فرمائے ہیں جو قوموں کے زوال میں دخیل ہیں

۱۔ اہل کو ترک کرکے نا اہل کو ترجیح دینا۔

۲۔ بنیادی مسائل کو چھوڑ کر فروعی و ثانوی مسائل کو اہمیت دینا۔

اس کی مثالیں فراوان ہیں جیسے مومنین کیلئے مسجد بنائی جاتی ہے لیکن نمازیوں کے لیے جگہ نہیں ہوتی گنبد یا منارہ بہت بڑا بنا دیتے ہیں، حالانکہ منارے پر تو کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا اسکا بنانا اتنا مشکل ہے تو اس پر چڑھ کون سکتا ہے نمازیوں کا کوئی خیال نہیں ہوتا جہاں نمازی بیٹھے گا جہاں آئے گا اس کیلئے کوئی اہتمام کیا جائے لہٰذا یہ ایک مثال ہے کہ بنیادی مسائل کو چھوڑ کر فروعی اور ثانوی مسئلہ کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

اہم مولود ہے اور اہمیت ذات گرامی کی ہے، سترہ ہو یا بارہ ہو کیونکہ یہ ایک مثال ہے کہ اگر میلاد کو اہمیت دیں، روز میلاد کو اہمیت دیں تو یہ خود باعث نزاع ہے یہ خود جھگڑے کی وجہ ہے وہاں دو فرقے بن جائیں گے لیکن اگر اہمیت ذات گرامی کو دی جائے تو پھر فرق نہیں پڑتا کہ بارہ کو متولد ہوئے تو بھی ہمارے رسول ہیں سترہ کو متولد ہوئے ہیں تو بھی وہ ہمارے رسول ہیں اسی وجہ سے ان ایام کا ہفتہ وحدت قرار دینا اصل میں تاریخ کے اختلاف اور میلاد کے تنازعے سے نکال کر مولود کی ذات گرامی کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے، یہ مولود ایک سیرت ہے اور مکمل اسوہ ہے۔

کسی نبی کے متعلق قرآن کریم نے بھی کسی جگہ پر ذکر نہیں کیا کب متولد ہوئے سوائے ایک نبی حضرت مسیح علیہ السلام کے وہاں بھی تاریخ نہیں بتائی اس کے ذریعے سے بھی ایک حقیقت سے پردہ اٹھانا مقصود تھا۔

شعار وحدت یہ ہے کہ ہم سے جتنا ہو سکے چاہے کم رنگ اور کم تر ہی ہو، وحدت بین المسلمین کیلئے کوشش کریں اور جو اس کو اہم اور ضروری نہیں سمجھتے انہیں بھی قائل کریں اور جو وحدت کو مضر اور تفرقہ کو ضروری سمجھتے ہیں انہیں ہر جگہ، ہر مقام اور ہر محاذ پر روکیں، کیونکہ یہ ایک انتہائی گہری اور سوچی سمجھی سازش ہے، جو امت مسلمہ کیلئے انتہائی خطرناک ہے اور اسکے نتائج انتہائی خوف ناک ہو سکتے ہیں۔

قرآن نے امت مسلمہ کو متحد رہنے اور وحدت کی لڑی میں پرونے کیلئے بہت زور دیا، قرآن نے ایک طرف وحدت، الفت اور بھائی چارے کی دعوت دی، دوسری طرف تفرقے کی سخت مذمت

کی، اختلاف اور نزاع کی جتنی بھی صورتیں، وحدت کے مقابلے میں بن سکتی ہیں ان سب کی ایک ایک کر کے قرآن نے مذمت کی ہے، کہ تفرقہ مت کرو، اختلاف مت کرو، نزاع مت کرو، جھگڑو مت کرو ورنہ دشمن تم پر غالب آجائے گا۔

شہید مطہریؒ نے جن کے قلمی اور علمی فیوض سے سب کو بہرہ مند ہونا چاہیے اپنی کتاب میں فرمایا اسلام، خصوصاً مذہب تشیع مذہب محبت ہے یہ تو آپ کہیں گے یہ نئی بات نہیں ہے حقیقتاً شہید نے اسلام اور خصوصاً مذہب اہل بیت کو ایک بڑے افق سے دیکھا ہے اور اس زاویہ سے انہوں نے فرمایا کہ "تشیع مسلکِ محبت و مودت اور مسلک وحدت ہے لیکن اگر تشیع کو علم الکلام کے حجاب میں دیکھیں تو وہ اسلام کا ایک فرقہ ہے، شہید کی نظر میں تشیع مسلک نہیں بلکہ عنوانِ اسلام ہے، اگر ہم اس زوایہ کو قرآن، احادیث اور سیرت معصومین علیہم السلام سے دیکھیں خصوصاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیانات کی روشنی میں دیکھیں تو تشیع فرقہ نہیں ہے تشیع عنوان اسلام ہے نہ کہ فرقہ ہے ظاہر ہے جو چیز جس کے ہاتھ چڑھتی ہے وہ اس کو اپنے جیسا بنا دیتا ہے تفرقہ بازوں کے ہاتھ چڑھا تو انہوں نے اس کو فرقہ بنا دیا تشیع فرقہ نہیں ہے تشیع عنوان اسلام ہے بلکہ خود اسلام ہے اسلام کو اگر بہت زیادہ عنوان دیئے جائیں جیسا کہ دیئے گئے ان عناوین میں سے ایک عنوان تشیع ہے۔

اسلام کو دیکھیں اس کی بنیاد محبت ہے، محبت خداوند تبارک وتعالیٰ کے ساتھ، محبت رُسل کے ساتھ، معصومینؑ کے ساتھ، اہل بیتؑ کے ساتھ، اولیاء اللہ کے ساتھ، آل رسولؐ کے ساتھ اور قرآن کے ساتھ حتیٰ کہ دیکھیں قرآن میں بہت خوبصورت نکتہ ہے کہ تمام رُسل آئے انہوں نے اپنی امتوں سے فرمایا

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً...... (۱)

(۱) سورہ انعام آیت ۹۰۔

میں اجرت کیلئے نہیں آیا، میں مزدوری کرنے نہیں آیا فیس لینے نہیں آیا اجرت لینے نہیں آیا ان کا یہ قول مطلق ہے لیکن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور خطاب کیا اور یہی الٰہی جملہ جو ہر نبی کا موقف تھا وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا

قُلۡ لَّا اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى……(۱)

باقی انبیاء علیہم السلام کی نسبت اس میں تھوڑا سا اضافہ ہے اس میں باقی انبیاء کے ایسے جملے نہیں ہیں سب نے کہا

اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ……(۲)

یہ انبیاء علیہم السلام کے فرمان کا دوسرا حصہ ہے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نہیں فرمایا میرا اجر خدا کے پاس ہے بلکہ آل رسول علیہم السلام، اہل بیت علیہم السلام، سے محبت اساس قرار پائی رسالت و نبوت کی تبلیغ اور ہر چیز کا اجر امت سے جو چاہا وہ محبت فی القربیٰ کو اجر رسالت قرار دیا، محبت فی القربیٰ جب پیشہ وروں کے ہاتھ چڑھی تو انہوں نے اس سے پیسے کمانے شروع کر دیے محبت فی القربیٰ بھی معاش کا ایک ذریعہ بن گئی، اور ہم نے محبت، مودت کے اس قرآنی لفظ سے وحدت کا گلہ گھوٹنا شروع کر دیا اور شعار وحدت کو تفرقہ اور بھائی چارے کو بغض و عداوت میں تبدیل کرنا شروع کر دیا، مودت کرو یہاں پر ایک عقلی، علمی فلسفی، ریاضی قانون ہے اور جس علم میں بھی لے جائیں قابل قبول ہے، ہمیشہ دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے یہ علمی قانون ہے لیکن میں نے عرفی زبان عمداً استعمال کی ہے جو سب کے لیے قابل فہم ہے دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے دوست فارسی کا لفظ ہے اردو نہیں ہے ہم اس کو اردو میں لے گئے ہیں وہاں جا کر اس کو رفیق کے معنی میں استعمال کیا ہے فارسی میں دوستی محبت ہے نہ یہ کہ وہ آپ کا اردو میں دوست بن گیا یہ فارسی کا دوست ہے اس کو آپ سے محبت ہے اور آپ کو اس سے محبت ہے دوستی یعنی محبت اگر محبت

(۱) سورہ انعام آیت ۹۰۔

(۲) سورہ ہود آیت ۲۹۔

اہل بیت اجر رسالت ہے اور اجر رسالت پہنچانے والے علامہ اقبال کا شعر ہے۔

یہ شیخ حرم ہے جو چُرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بُوذرؓ ودلق اویسؓ و چادر زہرا سلام اللہ علیہا......(۱)

بہت بچپن میں شعر سنا تھا سمجھ میں نہیں آتا تھا یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ کیا چیز ہے کہاں بکتی ہے، چادر زہرا سلام اللہ علیہا لٹتی ہوئی تو دیکھی ہے، چُراتے ہوئے تو دیکھی ہے، چھینتے ہوئے تو دیکھی ہے لیکن بکتی ہوئی نہیں دیکھی چادر زہرا لوٹنے والے اور تھے اور بیچنے والے اور ہیں فرق نہیں پڑتا چادر زہرا سلام اللہ علیہا کی ہو یا چادر بنت زہرا سلام اللہ علیہا کی ہو، بیچنے والے ہر چیز بیچنا اور فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں، جس سے منع کیا ہے قرآن نے علماء یہود سے کہا

وَلَا تَشْتَرُوْا بِآيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا......(۱)

دین فروشی نہ کرو، دین، آیت قربت اور مودت ومحبت کو نہ بیچو، اگر واقعاً اہل بیت علیہم السلام سے محبت ہے اور مجھے بھی اہل بیت علیہم السلام سے محبت ہے آپ کو بھی اہل بیت علیہم السلام سے محبت ہے قانون یہ کہتا ہے دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے چونکہ مقصد محبت ہے اسے بیچنے کیلئے منڈی میں لے جانا اور چیز ہے اور واقعاً اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنا اور چیز ہے اگر واقعاً محبت ہے تو اس کا اثر ہوگا اور وہ اثر یہ ہے کہ جب مجھے محبت ہو اہل بیت علیہم السلام سے تو اہل بیت علیہم السلام کے ماننے والوں سے بھی محبت ہوگی، ضروری نہیں کہ فقط اہل بیت علیہم السلام تک رُک جائے جس طرح خدا کی محبت خدا تک نہیں رہتی خدا تک جا پہنچتی ہے اس لیے کہ محبت خدا متعدی ہے۔

بہ جہان خرم از آنم کہ جہان از اوست

مجھے یہ ساری دنیا اچھی لگتی ہے کیوں، چونکہ خدا نے بنائی ہے جس نے بنائی ہے وہ میرا محبوب ہے محبوب کی بنی ہوئی چیز بھی محبوب ہے محبوب کی ہر چیز اچھی لگتی ہے ماں کو بیٹے سے محبت ہے اس کی رنگت

(۱) کلیات اقبالؒ، بال جبرائیل، ص۳۱۵۔
(۱) سورہ بقرہ، آیت ۴۱۔

جیسی بھی ہو ماں کو اچھی لگتی ہے یوں تو نہیں ہے کہ بیٹا اچھا لگتا ہو لیکن رنگت اچھی نہ لگتی ہو خدا کو بھی اپنی مخلوق سے محبت ہے محبت کا ایک تقاضا ہے اگر اہل بیت علیہم السلام سے محبت ہے پھر محبین اہل بیت علیہم السلام سے بھی محبت ہونی چاہیے مسلک مودۃ و محبت، مذہب اسلام ہے اسی اسلام کو دیکھیں کہ جو نفرت، کینہ، دشمنی، بدگمانی، سوءظن سے قرآن میں روک رہا ہے کہ مبادا محبت کی جگہ نفرت لے لے، مودۃ کی جگہ کینہ لے لے، محبت اور نفرت انسان کی طبیعی خصوصیات ہیں لیکن ان کو جہت دینے کی ضرورت ہے محبت اور نفرت کی مثال پانی کی طرح ہے پانی کو اگر راستہ دے کر باغ، کھیت یا باغیچے میں لے جائیں، آپ نے دیکھا ہوگا مالی یا کسان نالیاں بنا کر پانی کو رُخ دے کر کھیتوں اور باغوں میں لے جاتے ہیں وہ پانی مفید ہوتا ہے سیراب کرتا ہے اس سے فصلیں اُگتی ہیں لیکن سیلابی ریلہ اپنا راستہ خود بناتا ہے کھیتی باڑی کا پانی وہ ہے جس کیلئے کسی نے راستہ بنایا ہے اس کو سمت دی گئی ہے سیلابی ریلے کو کسی نے سمت نہیں دی یہ خود راستہ بناتا ہے، ویران کرتا ہے۔

محبت پانی کی طرح تمام انسانوں کے اندر موجود ہے لیکن اس محبت کو جہت دینے کی ضرورت ہے تاکہ تشنوں کو سیراب کرے اس پانی کی طرح جو ندیوں میں بہہ کر کھیتوں کو سیراب کرتا ہے سیلابی ریلے کی طرح نہیں جس کا کام ویران کرنا ہے اسی طرح نفرت بھی انسانوں کے اندر موجود ہے اس کو بھی جہت دینے کی ضرورت ہے نفرت اگر اپنا راستہ خود ڈھونڈے تو ہمیشہ غلط جگہ جائے گی، محبت بھی اپنا راستہ خود تلاش کرے تو کسی غلط جگہ چلی جائے گی، محبت و نفرت، دونوں کی رہنمائی کی ضرورت ہے محبت اور نفرت دونوں کو مومنین کے اوصاف میں ذکر کیا گیا ہے یہ آیت دونوں کی رہنمائی کر رہی ہے کہ محبت کس کی طرف جائے اور نفرت کس کی طرف جائے ورنہ دعوی محبت ہوگا مولانا کا شعر ہے

ہمچوں مجنوں کو سگی را می نواخت
بوسہ اش می داد و پیشش می گراخت

(۱) مثنوی معنوی جلال الدین محمد مولوی، ص ۳۵۷۔

این سگ گاہ کوی لیلی رفتہ است

یہ کتا کبھی کبھار لیلیٰ کے کوچے میں گیا ہے اس کتے کے پاؤں لیلیٰ کے کوچے میں گئے ہیں اس وجہ سے اس کو چوم رہا ہوں اگر ایک کتا لیلیٰ کے کوچے سے ہو کر آ جائے تو مجنون اس کے پاؤں چومتا ہے تو اگر ایک مومن محبت اہل بیت ؑ کرے تو اس قابل نہیں ہوتا کہ اس سے محبت کریں؟ چلو پاؤں نہ چومو اس کا ہاتھ تو چوم لو، اس کی پیشانی تو چوم لو، معانقہ تو کرو، کم از کم اس سے ہاتھ تو ملا لو، کیوں کہ یہ بھی کوی لیلیٰ میں گیا ہے اس کی لیلیٰ کون ہے خدا، رسول ﷺ، آل رسول ؑ اور قرآن ہیں، اس لیے کہ یہ اہل بیت ؑ سے محبت کرتا ہے اس سے بڑی اور کیا عظمت چاہیے۔

ہتک حرمت اب عام ہو گئی ہے ہر دشمن دین مقدسات دین کی بے حرمتی کرتا ہے اس نے یہ ہتک حرمت مسلمانوں سے سیکھی ہے، دشمنان دین نے ہم لوگوں سے سیکھی ہے، اگر وہ کعبہ کی حرمت پامال کرتے ہیں، رسول اسلام کی حرمت پامال کرتے ہیں تو یہ ہم نے سکھائی ہے

اَلْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَۃً مِنَ الْکَعْبَۃِ......(۱)

یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "مومن کا احترام کعبہ سے زیادہ ہے" جب کعبہ سے بڑی چیز کی بے حرمتی مسلمان کرتا ہے، دشمن تو چھوٹی چیز کی بے حرمتی کر رہا ہے، جبکہ ہم تو اس سے بڑی چیز یعنی مومن کی بے حرمتی کر رہے ہیں، کہ جن کو سٹیج پر کیا سے کیا کہا جاتا ہے ظاہر ہے کہ ایک معمولی مومن کی حرمت کعبہ سے زیادہ ہے تو مومن عالم کی حرمت عام مومن سے زیادہ ہے اور فقیہ مجتہد کی حرمت عالم سے زیادہ ہے اور فقیہ مجتہد سے مجتہد مرجع تقلید کی حرمت زیادہ ہے اور ولی فقیہ کی حرمت مجتہد مرجع سے بھی زیادہ ہے، جب یہ بے حرمتیاں ہونگی تو پھر کوئی چیز محفوظ نہیں رہے گی ہم نے حریم خود توڑی ہے اپنی دیوار گرا کر پھر لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ یہ میرے حرم کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں، یہ میری ناموس کو دیکھتے

(۱) مجلہ تراثنا، ج ۶۲، ص ۲۳۳۔

ہیں، اگر ناموس بچانی ہے تو پھر دیوار نہ توڑو، اگر واقعاً کسی کو بُرا لگتا ہے اور غیرت مند ہے کہ میری ماں، بہن کی طرف کوئی نہ دیکھے تو وہ دیوار نہ گرائے، دیوار گرا کر، پھر گلہ کرنا کہ دیکھتے کیوں ہیں۔

اقبال نے ایک شعر میں بہت خوبصورتی سے یہ مطلب بیان کیا ہے۔

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجاب محمل سے
محمل جو گیا عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلیٰ بھی گئی......(۱)

محبت کا احترام ہوتا ہے، محبت احترام آور ہے، محبت کے لوازم ہیں، محبت دُم بُریدہ تو کہیں بھی نہیں ہے، محبت ابتر تو کہیں بھی نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابتر کام نہ کریں، ابتر نماز نہ پڑھیں، ابتر نماز وہ ہے جس میں دعا نہ ہو، آخری سلام جلدی میں جوتے پہنتے ہوئے انسان پڑھے، السلام علیکم اس وقت پڑھے جب جوتے پہن رہا ہو، بہت سارے کام ابتر اور دُم بُریدہ ہیں، یعنی جن کا دنبالہ اور عقبہ نہ ہو، جن کی تعقیبات نہ ہوں، جن کے بعد ان کے لوازم نہ ہوں، اس کو ابتر کہتے ہیں، گرمی ہو پسینہ نہ ہو یہ ابتر گرمی ہے، سردی ہو کپکپی نہ ہو یہ ابتر سردی ہے، یعنی ہر چیز کا لازمہ ہوتا ہے مرچ کھائیں سوسو نہ ہو، ابتر چیز یعنی بے اثر اور بے خاصیت۔

ابتر کام کوئی نہ کریں وہ محبت ابتر ہے جس کے لوازم نہ ہوں اور اثرات نہ ہوں محبت کا احترام ہوتا ہے محبت دنیا میں محترم چیز ہے اور سارے احترامات محبت کی وجہ سے ہیں محور احترامات وحریم محبت ہے اگر محبت ہے تو اس کا لازمہ الفت اور احترام ہے، اس کا لازمہ ایک دوسرے کو قبول کرنا ہے اگر ہم اس نظر سے قرآن کو دیکھیں تو اس میں سوائے محبت اور مودۃ کے کوئی چیز نظر نہیں آتی، یوں نہیں کہ فقط ایک آیت محبت کی ہے بلکہ یہ ایک آیت اقرباء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے بارے میں ہے لیکن اس کے علاوہ محبت با خدا، محبت با رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محبت با مومنین، محبت با اسلام اور محبت

---

(۱) کلیات اقبالؒ، غزلیات، بانگ درا، ص ۲۷۷۔

با قرآن، بہت ساری آیات موجود ہیں اور سب کا اپنا اثر ہے دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے واقعاً صرف ایک مسلمان اس وجہ سے ہمارے ہاں سر آنکھوں پر ہو کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو مانتا ہے۔

لیکن یہاں ایک چیز کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ محبت ونفرت بے منطق نہیں ہونی چاہیے اور تفرقہ و اختلاف بھی ضروری ہے، اختلاف ایک حتمی چیز ہے، لیکن اختلاف کی دو قسمیں ہیں، معیاری اختلاف اور غیر معیاری اختلاف، وحدت بھی دو طرح کی ہے، معیاری وحدت اور غیر معیاری وحدت بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لہر کے طور پر کسی چیز کی ایک موج اٹھتی ہے پھر سب اس میں بہہ جاتے ہیں جیسے کسی زمانے میں صرف گانے ہوتے تھے اور کسی گلوکار یا گلوکارہ کا گایا ہوا گانا لوگ زیر لب گنگناتے تھے نوحے بھی ہٹ ہوتے ہیں سال کا برگزیدہ نوحہ سب زبانوں پر، ہر رکشہ، ہر ٹیکسی، ہر زبان پر عالم، جاہل سب کی زبان پر ہوتا ہے، یہ ایک موج ہے یہ نہیں دیکھتے جائز ہے یا ناجائز ہے موج اٹھتی ہے سب اس کے ساتھ ہم نوا بن کر شروع کر دیتے ہیں جیسے ایک قوال ہوتا ہے باقی ہم نوا کہلاتے ہیں ان کا کام قوالی کرنا نہیں ہوتا بلکہ وقفہ وقفہ سے ہاہا کرتے ہیں ایک رکتا ہے، دوسرا شروع کر دیتا ہے، وہ رکتا ہے تیسرا شروع کر دیتا ہے، وہ رکتا ہے چوتھا شروع کر دیتا ہے، وہ ایسا کیوں کرتے ہیں اس لیے کہ قوال کو تنفس کا موقع مل جاتا ہے یہ ہم نوائی ہے بعض چیزیں موج کے طور پر اٹھتی ہیں باقی ہم نوائی شروع کر دیتے ہیں سوچے سمجھے بغیر کہ اس میں منطق ہے یا نہیں ہے، معیار ہے یا نہیں ہے، گاؤں کا ماحول اور طریقہ یہ ہے کہ کوئی بھی کام کریں اس میں ہلا ہلا بہت کرتے ہیں کسی شادی کے موقع پر ایک کام کریں گے اگرچہ ایک منٹ کا کام ہو اس میں آدھا گھنٹہ ہلا ہلا کریں گے، میں نے گاؤں والوں کو فصلیں کاٹتے ہوئے دیکھا ہے (آج کل تو جدید مشینیں آ گئی ہیں) گندم کاٹتے وقت گندم تھوڑی کاٹتے ہیں لیکن ہلا ہلا زیادہ کرتے ہیں، ایک موج اور لہر اٹھتی ہے اس میں سب ہم نوا بن جاتے ہیں، پہلے سوچتے نہیں کہ یہ مطلب ہے کیا؟ بعض چیزیں غور طلب ہوتی ہیں، قرآن میں تنفس کے وقفے ہم نے ڈھونڈ لئے ہیں قاری کو پتہ ہے یہاں وقف کرنا ہے یعنی سانس کاٹنا ہے یہاں رکنا ہے، نہ یہ وقفے سانس کاٹنے کے لئے نہیں ہیں یہ غور کرنے کے

لیے ہیں رکو یہاں، آگے نہ جاؤ، یہاں غور کرو، فکر کرو، سوچو اور تدبر کرو کیا چیز ہے۔

کچھ چیزیں غور وفکر کی ہوتی ہیں وحدت اور تفرقہ کی دو صورتیں ہیں معیاری، غیر معیاری، معیاری یعنی جس کا کوئی میزان ہو، منطق ہو، اساس ہو، ایسے نہیں ہلا ہلا شروع کر دیا، وحدت وحدت سب نے شروع کر دی، وحدت وحدت سوچے سمجھے بغیر، ہمارے سکول کے زمانے کا واقعہ ہے ہمارے سکول کے قریب ایک مزار تھا وہاں قوالی ہوتی تھی معروف قوال تھا فوت ہو گیا ہے اس کو زیادہ لوگ اس علاقے میں سنتے تھے انہوں نے آ کر ناصر خسرو دہلوی کا کلام جو معروف ہے اور ہر قوال پڑھتا ہے کہ

خدا خود امیر مجلس بود اندر لا مکان

خسرو محمد ﷺ شاہ محفل بود شب جای کہ من بودم

معنوی کلام ہے لیکن اگر قوال کے ہاتھ چڑھ جائے تو کیا حشر کرتا ہے، خدا خود امیر مجلس بود، صدر مجلس ذات خدا ہے اندر لا مکان، خسرو یہ مجلس لا مکان میں تھی محمد ﷺ شاہ مجلس بود، شب جای کہ من بودم ،شاعر کہتا ہے ایک مجلس تھی ایک محفل تھی اس میں صدر مجلس ذات خدا ہے اور لا مکان بھی ہے اس محفل کی شمع ذات گرامی پیغمبر اکرم ﷺ ہے شب جای کہ من بودم رات کی جگہ میں تھا میرے دل کے اندر انجمن برپا تھی، معروف قوالی تھی، محفل میں ایک شخص بڑا سر دھن رہا تھا، روتا بھی تھا اور وجد طاری تھا، اسکا حال بُرا ہو رہا تھا، قوال نے سمجھا یہ سارا کلام سمجھ رہا ہے، سارا اس کے دل میں اتر رہا ہے بعد میں جب قوال کھانا کھانے کے لیے آیا تو اس نے اجازت لی، کہ مجھے ملنے کا موقع دیا جائے قوال نے دیکھا اس نے بڑی داد دی تھی بہت رویا تھا اس نے بڑا سر دھنا، بعد میں قوال نے عزت و احترام کے ساتھ کھانا بھی کھلایا، اس طرح بات چیت آگے چلی تو قوال نے پوچھا ظاہرا لگتا ہے آپ پر کلام نے بہت اثر کیا ہے، اس نے کہا متاثر تو سارے کلام سے ہوا ہوں، لیکن ایک چیز آخر میں سمجھ میں نہیں آئی وہ فرما دیں تو فیض تمام ہو جائے گا قوال نے پوچھا کیا مطلب سمجھ میں نہیں آیا اس نے کہا باقی تو سب سمجھ میں آ گیا آخر میں بودے سمجھ میں نہیں آیا، ساری دھن بھی لگتی تھی بود پر، آپ ایسا تصور کریں کہ طبلہ ہو، بودم ہو ماحول قوالی کا ہو اور تالیاں بج رہی ہوں تو کیا ہوگا

سارا وجد بودم پر آتا تھا لہٰذا اس نے کہا بودم سمجھ میں نہیں آیا، اب جو یہ قوال سے پوچھا تو خود قوال کو بھی پتہ نہیں تھا کہ کیا چیز ہے وہ تو فقط قوالی گاتا تھا اس نے بہت غور کیا کہ اگر کہوں کہ مجھے نہیں معلوم تو شرمندگی کی بات ہے، اس نے سوچا یہ شخص دیہاتی آدمی ہے اسے اس کے ذہن کے مطابق جواب دیا جائے، پوچھا اونٹ دیکھے ہیں تو اس شخص نے کہا ہاں دیکھے ہیں اسکا چھوٹا بچہ بھی دیکھا ہے، کہا ہاں وہ بھی دیکھا ہے جو ماں کے پیچھے دوڑتا ہے، یہ اونٹ کا بچہ جو ماں کے پیچھے دوڑتا ہے اس کو بودم کہتے ہیں، اب دیکھیں قوالی میں ایک گھنٹہ اس نے ''بودم'' کہا جس سے وہ وجد میں آیا اور فارسی کے بقول ''اس نے کیف کیا'' اردو والوں کے بقول ''مزا آ گیا''، لیکن مزے کے بعد نہ گانے والے کو پتہ ہے کہ بودم کیا ہے اور نہ سننے والے کو پتہ ہے کہ بودم کیا ہے، یہ ایک قوالی کی موج تھی جو اٹھ جاتی تھی۔

اسی طرح اتحاد اتحاد، ''یا ایھا المسلمون'' وحدت وحدت، جیسے بعض افراد انقلاب انقلاب شروع کر دیتے ہیں، جس کو عام تعبیر میں راگ الاپنا کہیں گے اس کے معانی کیا ہیں ایک لفظ زبان پر آ جاتا ہے لیکن یہ پتہ نہیں ہوتا اس سے مراد کیا ہے اگر کوئی پوچھ بیٹھے بودم کیا ہے تو معلوم نہیں ہے، وحدت وحدت سے کیا مراد ہے وحدت ریلے کے طور پر شروع کر دیتے ہیں، لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ وحدت ہے کیا چیز۔

وحدت اور اختلافات کے معیار

وحدت کے اپنے اصول ہیں، جہانِ ہستی اور عالم تکوین بر اساس وحدت قائم ہے، یعنی عالم تکوین کا نظام وحدت پر استوار ہے وحدت از نظر فلسفی بہت وسیع معنی میں ہے، توحید عملی، توحید تکوینی اور توحید عینی یہ نہیں ہے کہ ذات خدا واحد ہے بلکہ وحدت قہار ہے قیامت کو جس کا حال کھلے گا

......لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ......(۱)

(۱) سورہ غافر، آیت ۱۶۔

وہ واحد قہار وہی حاکم ہے، نظام ہستی اس کی وجہ سے قائم ہے، لیکن انسان کو بھی انتخاب کا حق ہے، اس وجہ سے تکوینی وحدت کے ساتھ ساتھ ایک تشریعی وحدت ہے جس کا حکم دیا گیا ہے، جس کو انسان توڑ بھی سکتا ہے جس کو انسان برقرار بھی کرسکتا ہے۔

انسانی ماحول میں اور انسانی محیط میں یا یوں کہیں ہم اگر مختلف موجودات کو شمار کرنا شروع کردیں ان موجودات میں سے ایک انسانی معاشرہ ہے، دوسرے موجودات جس طرح سے ہیں اور آپ بھی موجود ہیں یہ ستون، دیوار یہ ساری چیزیں شجر اور حجر، زمین اور آسمان ساری چیزیں موجود ہیں اور ہر موجود اس قانون وحدت اور ایک اکائی پر استوار ہے انسانی معاشرہ کی بھی اپنی وحدت ہے۔

بہت سارے علوم میں بھی وحدت ہے اتفاق سے جتنے علوم کے ساتھ آپ کا سروکار ہے سب کے سب علوم اس وقت علم بنتے ہیں جب ان میں وحدت آجائے، ورنہ علمی شکل اختیار نہیں کرسکتے، علم نحو اور علم صرف جنہوں نے پڑھا ہوا ہے وہ مبتداء اور منتٰہی کے بارے میں جانتے ہیں یہ بھی وحدت پر استوار ہیں اگر مسائل نحوی میں وحدت نہ ہو تو یہ ایک علم نحو نہیں بن سکتا، وحدت کی وجہ سے پراکندہ و منتشر مسائل علم نحو بن گئے، حتٰی ایک قضیہ اور جملہ جب آپ بناتے ہیں ''الفاعل مرفوع'' تو یہ وحدت کے مرہون منت ہے یہ قضیہ وحدت کے بغیر قضیہ نہیں بن سکتا، عالم عینی ہو یا عالم تکوینی ہو یا عالم تشریعی اس کی بنیاد وحدت پر ہے، بازار کثرت کی رونق بقاء، وحدت کے رہین منت ہے، وحدت کی وجہ سے کثرت وجود میں آئی وحدت کی وجہ سے باقی رہے گی مثلاً قضیہ یا ایک جملہ جب تک اس میں وحدت نہ ہو، وجود میں نہیں آئے گا جملہ تب بنے گا جب اس میں وحدت آئے گی، منطق میں کہا جاتا ہے، حمل اتحاد کو کہتے ہیں اتحاد یعنی ''وحدت من جهة و مغايرت من جهة ''یعنی دو چیزوں میں ایک جہت سے تعدد ہو، اور ایک جہت سے اتحاد، وحدت حمل کو کہتے ہیں، وحدت من جہت، دوسری جہت سے دو ہوں، اس کو اتحاد کہیں گے، یہ پیدائش کیلئے بھی ضروری ہے بقاء کیلئے بھی ضروری ہے، اگر آپ وحدت ختم کر دیں وہ قضیہ نہیں رہے گا، دو تصور ہو جائے گا، بات تصدیق کے عالم سے باہر چلی جائے گی، علم نہیں رہے گا

سرے سے تصور محض زید عالم اس وقت قضیہ ہے وحدت ہو، ان کے درمیان نسبت اتحاد ہو ان کے درمیان، ورنہ زید اور عالم دونوں تصور ہیں۔

یہ وحدت ہے جو سراسر نظام عالم میں موجود ہے اس پر معاشرے کا نظام تشکیل پاتا ہے جو مطابق با نظم جہاں ہوتا ہے اگر مطابق نظم جہاں ہو تو اس میں وحدت ضروری ہے بغیر وحدت کے سماج وجود میں نہیں آسکتا ہے خصوصا اس کے اندر جو سماج کی مطلوب شکل ہے قرآنی شکل، الٰہی و دینی شکل جس کو انسان نے خود اختیار کرنا ہے ورنہ خود بخود قرآنی و اسلامی امت نہیں بنتی، اجتماعی شکل کا نام امت ہے باقی ساری چیزیں وارداتی ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے باہر سے اسلام کے اندر آگئی ہیں امت تنہا وہ نظام ہے جو اسلام نے تجویز کیا ہے قرآن نے تجویز کیا ہے، جو مطابق با عالم تکوین بھی ہے جو مطابق با عالم تشریع بھی ہے جو مطابق با جہان علمی بھی ہے، جو مطابق با جہان عینی بھی ہے۔

انسانی و غیر انسانی تمام چیزوں میں یہی بنیاد ہے امت ایک خاص وجود ہے جو خود انسان نے ایجاد کیا ہے، لیکن شرائط کے ساتھ، امت وحدت کا نام ہے، بشرطھا و شروطھا مطلق فقط ذات خدا ہے ماسوا، خدا کوئی چیز مطلق نہیں ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اعتقاد بہ توحید کے بارے میں بیان فرمایا

كَلِمَةُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ......(۱)

پھر فرمایا...... بشروطها وانامن شروطها ...... یعنی توحید، لا الہ الا اللہ بھی بشرطها و شروطها یوں نہیں قولو لا اله تفلحوا، لا اله الا الله کہو نجات پا جاؤ گے۔

امام معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں توحید کی بھی شرط ہے بشرطھا و شروطھا کیا ہیں، ایمان بر خدا، ایمان بر معاد، ایمان بر رسل، ایمان بر کتب اور ایمان بر حقائق دیگر یہ شرائط توحید ہیں، اسی طرح توحید

(۱) التوحید، شیخ صدوق، جلد ۱، ص ۲۵۔

بھی ہر دوسری چیز کیلئے شرط ہے، امت ایک انسانی وحدت کا نام ہے، لیکن بشرطہا وشروطہا اس کی اپنی شرائط ہیں ایمان اس کی پہلی شرط ہے غیر مومنین سے مل کر امت نہیں بنتی لہٰذا وحدت کا نعرہ مومنین اور غیر مومنین میں نہیں لگایا جا سکتا مومنین یعنی مسلمین جن کا اعتقاد خدا پر ہو یعنی کافر اور مومن کے اتحاد کا نعرہ نہیں لگایا جا سکتا۔

قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ...... لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (۱)

الگ الگ راستے ہیں ہمارا آپ سے کیا جوڑ، لیکن جو اہل دین ہیں جن کا خدا پر ایمان ہے، اسے آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم کسی جگہ پر اکٹھے ہو سکتے ہیں لہٰذا اہل کتاب کو خطاب کر کے فرمایا:

قُلْ یَآ اَهْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ ...... (۲)

وہ کیا ہے...... اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ...... ہم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کریں یعنی مسیحیت اور یہودیت کے ساتھ گنجائش ہے، ایک کلمہ مشترک، ایک نقطہ مشترک ہے کس میں یہود اور اسلام میں، مسیحی اور مسلمان میں بھی کلمہ مشترک موجود ہے، کون سا...... اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ...... اور یہ اتنا بڑا نکتہ ہے کہ اگر ساری چیزوں میں اختلاف ہو جائے کہ جیسا ہے لیکن یہ اتنے بڑے نکتے میں اتحاد ہے، اتحاد میں یہ جہت غالبہ ہے، کس میں اتحاد ہے خدا پر اور خدا پر اتحاد ہو جائے تو باقی ساری چیزیں اس وحدت کے زیر سایہ آ جاتی ہیں اس کو تحت الشعاع کہتے ہیں، یعنی وحدت قہار، جب وحدت قہار غالب آئے تو کثرت و مغایرت اس کے سامنے مغلوب ہو جاتی ہے، بے رنگ ہو جاتی ہے، بے اثر ہو جاتی ہے، اگر مغایرت کو قہار بنا دیں تو وحدت اس کے سامنے مغلوب ہو جاتی ہے۔

...... تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ...... ان کو کہا، لیکن مشرکین کو کہا نہ آپ کا ساتھ نہیں ہو سکتا، لیکن یہی یہودی اور مسیحی یہ بھی خدا کو مانتے ہیں، ہم بھی خدا کو مانتے ہیں، پس...... تَعَالَوْا ...... لیکن بشرطہا و شروطہا اس کی بھی شرط ہے اور شروط ہیں شرائط جب تک نہیں ہوں گی جمع نہیں ہو سکتے، اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد

---

(۱) سورہ الکافرون۔

(۲) سورہ آل عمران آیت ۶۴۔

آئیں مسلمانوں میں جنہیں بڑے فرقے کہہ لیں، چونکہ یہی تعبیر کرنا پڑتی ہے نئی اصطلاح کی وضاحت کرنے میں آدھا گھنٹہ لگتا ہے اسی رائج اصطلاح سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ اسلام کے دو بڑے فرقے سنی اور شیعہ مسلمانوں کے اندر موجود ہیں، سنی اور شیعہ کے مشترکات اور اختلافات دیکھیں، اہل علم کو عالمانہ دید رکھنی چاہیے ہمیشہ آپ کے پاس منابع ہیں، آپ عقائد میں آجائیں، آپ فروع میں آجائیں ،آپ معارف دینی میں آجائیں، 80 فیصد یا اس سے زیادہ اشتراک ہے سنی اور شیعہ میں، پندرہ فیصد یا بیس فیصد میں اختلاف ہے یہ حقیقت ہے جس کو شک ہو مطالعہ کرلے، یہ منابع سنی اور شیعہ ہمارے پاس موجود ہیں، ان میں تلاش کرلیں کتنا اختلاف ہے؟ 80 فیصد اشتراک ہے، تو کیا 80 فیصد اشتراک میں یہ آیت...... تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ ...... شامل نہیں ہے؟ ہمارے پاس مشترکات ہیں ہم مشترکات پر ایک ہو سکتے ہیں اور وہ کیا ہے،...... اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہ...... یہ تو مسیحیت کے لئے کہا ہے، ورنہ اسلام کے اندر تو بہت سارے اشتراکات ہیں، یہ غیر عقلائی کام ہے کہ انسان کے پاس 80 فیصد مشترکات ہوں بیس فیصد اختلافات ہوں، لیکن غلبہ اختلافات کا ہو، البتہ آج کی الٹی دنیا ایسے ہی ہے جس طرح ثروت مند کتنے ہیں؟ اکثریت ہم جیسوں کی ہے، لیکن غلبہ پانچ فیصد سرمایہ داروں کا ہے پچانوے فیصد لوگ فقیر ہیں، البتہ فقر کے درجات ہیں بعض فقر کے نزدیک ہیں، بعض خط فقر کے نیچے ہیں لیکن خط فقر کے دائیں بائیں پچانوے فیصد ہیں اور پانچ فیصد ثروت مندوں کا پوری دنیا پر غلبہ ہے ایک اردو شاعر کی بہت اچھی نظم ہے ، کتے کے عنوان سے، ایک افسانہ بھی ہے یہ نظم فیض کی ہے اور یہ نظم علامہ اقبالؒ کے اشعار کی پیروڈی ہے

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی......(۱)

فیض نے یہ اسی کی پیروڈی لکھی ہے

یہ گلیوں کے آوارہ کتے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق گدائی

---

(۱) کلیات اقبال، بال جبریل، طارق کی دعا، ص ۱۰۵۔

یہ تشبیہ دی ہے البتہ یہ اس کی ذہنیت تھی، اور یہ اس نے مزدوروں کے متعلق لکھا ہے، ان کو آوارہ کتوں سے تشبیہ دی ہے۔

میں سندھ میں ایک شہر میں گیا وہاں اتنے کتے تھے کہ پریشان ہو گیا یعنی ریکارڈ کتے دیکھے جو اور کسی جگہ پر نہیں دیکھے، یہ آوارہ، بیکار کتے جن کا تعلق نسل درندہ سے ہے، جبڑے دیکھیں، پنجے دیکھیں اس کی خصوصیات جسمانی اور باطنی خصوصیات دیکھیں یہ درندہ صرف ایک گوشت کے ٹکڑے کیلئے سارا دن لاتیں کھاتا ہے، جوتے کھاتا ہے اور قصاب کی دکان کے سامنے لیٹا رہتا ہے، کسی گلی میں ڈھیر پر، درندہ ہوتے ہوئے، بلی اور چوہے سے بھی بدتر ذلت ورسوائی اور خواری کی زندگی بسر کر رہا ہے، اس کی وہی نسل ہے، جو بھیڑیے اور شیر کی ہے، جس کا نام سن کر انسان ڈر جاتا ہے یہ اسی نسل سے ہے لیکن درندوں کی نسل کا یہ ذلیل ترین طبقہ کتا ہے، اب اس کے نام کے ساتھ وفا کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور خوشی سے گلے میں پٹا ڈال کے انسان کے گھر آ گیا ہے یہ باوفا جانور ہے، وہ بھی اسی پر خوش ہے مجھے باوفا کا لقب ملا ہے باوفا جانور ہے لیکن جو سلوک اس کے ساتھ ہوتا ہے وہ محاورہ بن گیا ہے، کتے کی موت مرنا، کتے جیسا سلوک کرنا، کتے جیسی درگت بنانا، کتا گالی بن گیا ہے، ابھی انسانوں میں کسی کو کتا کہیں برداشت نہیں کر سکتا اگر کسی کو شیر کہیں تو یہ خوش ہوتا ہے کیا فرق ہے، وہ بھی جانور یہ بھی جانور ہے لیکن شیر نے اپنی آبرو ریزی نہیں کی، عزت بچا کر رکھی ہے اور باوفا بن کر انسان کے گھر نہیں آیا، ابھی تک بر سر پیکار ہے مسخر نہیں ہوا لیکن کتا جھانسے میں آ گیا اپنی درندگی اپنی خوبی اپنی نژاد سب کچھ بھول گیا اب دیکھیں کس حالت میں بیٹھا ہوا ہے، ہر شہر میں اس کی تعداد تقریباً انسانوں کے برابر ہوتی ہے، لیکن ذلیل اور رسوا ہے۔

فقیر زیادہ ہیں لیکن پانچ فیصد ثروت مند پوری دنیا پر قابض ہیں غلبہ اس چیز کا ہے جس کا ہونا نہیں چاہیے تھا 80 فیصد مشترکات اور 20 فیصد اختلافات لیکن غلبہ اختلافات کا ہے، اسلئے جہان میں ہر چیز الٹی ہوتی ہے۔

وحدت کو ایک پورے نظم کی ضرورت ہے، یہ موضوع بہت وسیع ہے لیکن یہاں کلیات آپ کی

خدمت میں پیش کر رہے ہیں، ورنہ یہ ایسا موضوع ہے جس میں طویل بحث درکار ہے، وحدت بشرطہا و شروطھا، نہ کہ ریلے کی طرح وحدت، وحدت مسلمانوں کے اندر، دشمن سے بھی وحدت، منافق سے بھی وحدت اور اِس سے بھی وحدت اور اُس سے بھی وحدت، ہلا ہلا والی وحدت نہ، سوچ سمجھ کر معیار کے مطابق وحدت ہونی چاہیے۔

وحدت کیلئے پہلی " **اصل ما بہ الاتحاد من جھة** " قہار ہونا چاہیے، غالب ہونا چاہیے، یعنی ایسا نقطۂ قوت ہونا چاہیے جو مغایرتوں پر غالب آ جائے، موضوع اور محمول الگ ہوتے ہیں لیکن جملہ واحد بن جاتا ہے آپ بے شک کہیں کہ الگ ہیں لیکن ماننے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوگا چونکہ ہوہویت اور وحدت کا اس قدر غلبہ ہے باایں کہ نسبت خود غیر مستقل ہے لیکن اتنی قہار ہے کہ دو مستقل کو ایک بنا دیا ہے دو اسم مغایر میں اتحاد برقرار کرنے والا حرف ہے، لیکن اس حرف میں اتنی غالبیت ہے کہ دو مستقل چیزوں کو اس نے ایک بنا دیا ہے علامہ اقبال کے بقول:

یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی!......(۱)

پہاڑ نے بکری سے کہا تو چھوٹی ذات ہے، لیکن تیری بات دل کو لگتی ہے، نسبت بھی جملہ میں چھوٹی چیز ہے لیکن کام بڑا کرتی ہے، نسبت دو چیزوں کو متصل کرتی ہے، دو چیزوں کو متحد کرتی ہے، دو چیزیں جو مستقل ہیں اور یہ خود غیر مستقل ہے، وحدت جن عناصر پر قائم ہوتی ہے ان کو کیا ہونا چاہیے فانی، جو نسبتیں برقرار ہوتی ہیں ان کا انجام فنا ہے جو نسبت اپنے آپ کو باقی رکھے وہ کبھی بھی دو چیزوں میں اتحاد برقرار نہیں کر سکتی، مثلاً میں آپ کو کہوں میرے گرد جمع ہو جاؤ تو کبھی بھی اتحاد برقرار نہیں ہوگا کیونکہ اس پر برہان عقلی اور برہان قاطع قائم ہے یہ اجتماع کبھی بھی نہیں ہو سکتا، یہ وحدت کبھی بھی قائم نہیں ہو سکتی

---

(۱) کلیات اقبالؒ، بانگ درا، پہاڑ اور بکری ص ۳۴۔

چونکہ جو نقطہ ملا رہا ہے وہ فانی ہونے کے لیے تیار نہیں ہے نسبت بین طرفین گم اور فانی ہونی چاہیے، اصلاً نسبت تلاش کریں کیا نظر آتی ہے؟ آپ قضیہ میں نسبت دیکھیں کہاں ہے جس نے دونوں کو ایک کیا ہوا ہے، کہیں بھی نہیں ہے، وہ کہاں ہے؟ کہتے ہیں انہی طرفین میں فانی ہے، اگر میں کہوں میرے گرد آکر جمع ہو جائیں یہ وحدت ہلا ہلا ہے، یہ وحدت نہیں ہے یہ مغالطہ ہے، کیونکہ دائیں یا بائیں مغایرت مــن جهة تو ہے، سنی اور شیعہ تو ہیں، اگر کہا جائے کہ سنی، شیعہ کے گرد جمع ہو جائیں اور شیعہ، سنی کے گرد جمع ہو جائیں یہ وحدت نہیں ہو سکتی، چونکہ یہ اول نزاع ہے جب بھی بٹھائیں گے جھگڑ کر اٹھیں گے، یا ایک ہی فرقہ کے اندر دو گروہوں کو جب تیسری مستقل چیز کے گرد جمع کرنا یہ اول نزاع ہے لہذا اس کو وحدت نہیں کہتے ہیں یہ مغالطہ ہے وحدت، وحدت اچھا شعار ہے، اچھے شعار کی جب اچھی تفسیر ہو تو خوبصورت ہوتا ہے اچھے شعار جب غلط موارد میں منطبق ہوں تو ان کا نتیجہ الٹ نکلتا ہے۔

وحدت کی کوششوں سے جتنے جھگڑے ہوتے ہیں اتنے جھگڑے اختلاف سے نہیں ہوتے کچھ لوگ تیار ہو کر جاتے ہیں کہ آج لڑنا ہے لیکن وہ اتنے نہیں لڑتے جتنا یہ سوچ کر جانے والے کہ ہم نے ایک ہونا ہے، چونکہ جس نقطہ پر ایک ہونا چاہیے وہ نہیں ہوتا، ایرانی دکانداروں سے عموماً معاملہ کرنا مشکل ہوتا ہے چونکہ ہمیں طریقہ نہیں آتا، ایک ایرانی کے بقول طریقہ یہ ہے کہ پہلے جائیں اور کہیں دست شما درد نکند، سلام بعد میں پہلے اس کی تعریف کریں پھر کوئی چیز پوچھیں، قیمت سب سے آخر میں پوچھیں پہلے قیمت پوچھی تو وہ برا مانے گا، اسے پتہ چل جائے گا کہ یہ نہیں خریدے گا، پہلے خود اس کی تعریف کریں پھر دوست بنائیں مثلاً دکان بہت اچھی ہے میٹریل بہت اچھا ہے اس کو شیشہ میں اتار کے پھر آخر میں سودا بنائیں، ایک ایرانی ہمارے ساتھ ہم سفر تھے مکہ میں ایک دکان پر گئے، دکاندار بنگلہ دیشی تھا ایرانی نے اس کے ساتھ آدھی قیمت پر معاملہ کر لیا اور وہ چیز خرید لی ہم بہت حیران ہوئے کہ آدھی قیمت پر کیسے خریدی، تو ان سے پوچھا کیسے خریدی اس نے بتایا اس طرح سے خریدی ہے ہمارے ساتھی کہنے لگے ہم بھی اسی حربے کو آزماتے ہیں میں ساتھ تھا نقل قول نہیں ہے اس ماجرا کا عینی شاہد ہوں، انہوں

نے بنگلہ دیشی کے پاس جا کر حال احوال پوچھا پھر گلے لگایا اب یہ ماتھے کو چومنا چاہتے تھے وہ چومنے نہیں دیتا تھا بہرحال اسی کشمکش کے دوران میں ساتھ والی دکان میں چلا گیا جب واپس آیا تو ایک کا ہاتھ دوسرے کے گریبان میں تھا اور ایک دوسرے کو سخت ناروا سنا رہے تھے انہیں چھوڑایا میں نے کہا کیا ہوا کہنے لگے یہ بکواس کرتا ہے، میں نے کہا یہ کسی کسی کا کام ہوتا ہے آپ کا کام نہیں ہے۔

پہلے دیکھیں ہم کس طرح دعوت دے رہے ہیں کس کو دعوت دے رہے ہیں، کس کی طرف دعوت دے رہے ہیں، کس کے گرد جمع کرنا ہے، ہمیشہ نسبتیں مستقل چیزوں کو ایک کرتی ہیں مستقل معانی دوسروں کو متحد نہیں کرتے، وجہ شباہت کو اہل علم جانتے ہیں لیکن عوام میں ایسے ہی ہوتا ہے ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اسد اللہ کہا جاتا ہے تو یہ توہین ہے کیوں کہ اسد چونکہ شیر ہے جانور ہے، میں نے کہا بزرگوار تشبیہ ایک جھت سے ہوتی ہے باقی جھات سے نہیں ہوتی، شیر میں ایک جھت شجاعت ہے، جس کی جھت سے تشبیہ ہے، ورنہ دم، جبڑے اور پنجے یہ چیزیں وجہ شباہت نہیں ہیں۔

اسی طرح وحدت کے لیے ہمیں ایک اور مشکل درپیش ہے وہ یہ کہ ہمارے ہاں تنظیم سازی، انجمن سازی کا سلسلہ موجود ہے۔ چونکہ ایک ہی گھر میں سب افراد تنظیموں میں ہیں اگر Average نکالیں تو ہر گھر میں تین تنظیمیں بنتی ہیں ہم ان تنظیموں سے یہاں تک پہنچے ہیں، ان انجمنوں سے یہاں تک پہنچے ہیں اور انجمن سازی ایک رجحان ہے جو غالب ہو جاتا ہے وہ پاکستان میں ہے کسی اور دوسری جگہ نہیں ہے، علاقائی طور پر کسی حد تک ڈارون کی تھیوری کی تائید ہوتی ہے ان کا نظریہ تکامل انواع کے متعلق ہے جو کم وبیش آپ نے سنا ہوا ہے کہ تمام مخلوقات اول میں ایک نوع تھی بعد میں پھیلیں، کوئی خشکی پر چلی گئی کوئی پہاڑوں میں چلی گئی، کوئی صحراؤں میں چلی گئی، پھر ماحول نے اثر کیا، ہر علاقے کے اثر سے خاص تغیرات آئے، کسی جگہ اسی موجود کی دم نکل آئی کسی جگہ سینگ نکل آئے، کسی جگہ پنجے نکل آئے، تھے ایک

ہی لیکن ماحولیات کی وجہ سے کثرت میں تبدیل ہو گئے، ویسے تو علمی لحاظ سے یہ نظریہ مردود ہے لیکن پاکستان میں نگاہ کرنے سے لگتا ہے تھوڑی بہت جان اس میں ہے، معلوم نہیں پاکستان کی سرزمین یا آب وہوا میں ایسی کیا چیز ہے، اس سسٹم کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

جغرافیائی نظام کے اثرات ہوتے ہیں جو برموڈا جاتے ہیں، انہیں خاص قسم کے اثرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اب ہم تو کہتے ہیں امام زمانہ عج وہاں پر ہیں، لیکن ماحول ایسا ہے جو برموڈا ٹرائی اینگل میں جائے وہاں (مقناطیسی) شعاعیں ہیں، جو اس پر اثر چھوڑتی ہیں یا مثلاً زمین سے باہر فضا میں چلے جائیں، وہاں پر اس کے خاص اثرات ہیں، اسی طرح اگر کوئی آدمی حوزہ علمیہ سے پاکستان چلا جائے تو خاص سیارے اور ستارے ہیں جو اپنی خاص شعاعیں صرف پاکستان روانہ کرتے ہیں اور کسی جگہ روانہ نہیں کرتے وہ یہ کہ پہلا کام تنظیم بنانا ہے، اس لئے کہ پہلے دن سے ہی طے ہوتا ہے کہ اے کاش وہ دن آجائے، جس دن میں تنظیم کا سرپرست ہو جاؤں۔ خزانچی سے شروع کرتا ہے آرزو ہوتی ہے صدر بن جاؤں، ہماری سوچ اور روش موجودہ ماحول کے تابع ہوتی ہے، اگر کسی نے صدر نہیں بنایا تو اپنی انجمن بنالیں گے چونکہ یہ تو اپنے اختیار میں ہے، یہ وہ تجربے ہیں جو ہم پاکستانیوں نے کیے ہیں۔

وحدت کا قرآنی نمونہ

وحدت کا قرآنی نمونہ امت ہے

وَلْتَكُنْ مِنكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ...... (۱)

(۱) سورہ آل عمران آیت ۱۰۴۔

وَلْتَكُنْ امر ہے کہ تم امت بنو امت سازی کرو بشرطہا وشروطہا، امت وحدت کا نام ہے بشرطہا وشروطہا، امت جس سے وحدت کی بنیاد بنتی ہے۔ ما بہ الاتحاد کیا ہوتا ہے جس سے امت بنتی ہے، ما بہ الاتحاد آئیڈیالوجی ہے وہ لوگ جو آئیڈیالوجی کی بنیاد پر ایک ہوں وہ ایک امت بنتے ہیں ورنہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو فرمایا کہ

ایها الناس المجتمعة ابدانهم المختلفة اهواؤهم......(۱)

آئیڈیالوجی کے بغیر کسی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہوں، کسی مصلیٰ میں بیٹھے ہوئے ہوں، کسی عید گاہ میں بیٹھے ہوں، کسی جلوس میں بیٹھے ہوئے ہوں، کسی محفل میں، کسی پنڈال میں، کسی کنونشن میں، اگر آئیڈیالوجی کے بغیر جا بیٹھیں تو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھیں یہ کون ہیں؟ تو فرمائیں گے مجتمعة الابدان ہیں جسمانی طور پر قریب ہیں

لَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ......(۲)

ان کے اندر اختلاف رہے گا،......إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ...... مگر رحمت رب جن کے شامل حال ہو جائے، خدا نے نہیں چاہا،......وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ...... اگر مشیت خدا ہوتی سب امت ہوتے لیکن خدا نے نہیں چاہا، اس لیے خود انسان نے امت بننا ہے، خود ہمیں امت بننا ہے، کس بنیاد پر؟ ما بہ الاتحاد بیان کیا، جس کو آئیڈیالوجی کہتے ہیں جو ایک کرتی ہے، جن کی آئیڈیالوجی ایک ہو، مقصد ایک ہو، راہ ایک ہو، ہدف ایک ہو وہ ایک ہو سکتے ہیں وہ مجتمع الابدان نہیں۔

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ ۲۹۔

(۲) سورہ ہود، آیت ۱۱۸۔

جو مجتمع الصراط ہوں، مجتمع المقصد ہوں، مجتمع الحرکت ہوں، مجتمع القلوب ہوں ان میں اس جہت سے اتحاد برقرار ہوسکتا ہے، چونکہ آئیڈیالوجی پورے منظم نظام کو کہتے ہیں، جس کی ایک شکل ہمارے پاکستان میں ہے اور اہل علم کیلئے پاکستان میں جو اسلام متعارف ہوا ہے وہ روایتی آئیڈیالوجی ہے، جو اسلام نہیں ہے یہ سب سے بڑی مشکل ہے، لہٰذا ہر آدمی کے بین الگ ہیں، الگ بانسری بجا رہا ہے، چونکہ آئیڈیالوجی اسلام نہیں ہے اس لئے ہر آدمی الگ الگ راگ الاپ رہا ہے۔

شہید مطہریؒ نے انقلاب کی جو خدمت کی وہ یہ تھی کہ پراکندہ، منتشر اور روایتی اسلام کی بجائے ایک آئیڈیالوجی کا اسلام، ایک منظم اسلام امت کے سامنے پیش کیا اور امت اس کے گرد جمع ہوئی، اس طرح امت بنتی ہے، پراکندگی سے کبھی امت نہیں بنتی، اخلاق اور مواعظ سے کبھی امت نہیں بنتی، جب تک آپ ایک نظام وضع نہیں کرتے، آئیڈیالوجی کا اسلام پیش نہیں کرتے امت تشکیل نہیں پاتی۔

یہ درمیانی نکتہ جس کی وضاحت ضروری تھی لا یزالون مختلفین لوگ مختلف رہیں گے الا من رحم ربک، مگر یہ کہ خدا رحمت کرے اس کے معنی کے بارے میں علامہ طباطبائی نے فرمایا وہ لوگ وحدت کی طرف آئیں گے، رحمت خدا جن کے شامل حال ہو جائے ۔ یہاں سے ہم رحمت کے مقابلے لغت میں لعن کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، رحمت یعنی نعمت خدا کا شامل ہونا، لعن یعنی محروم ہونا ۔ دو دعائیں ہیں ایک رَحِمَ اللّٰهُ اِمرَاءً یعنی خدا اس پر اپنا فیض نازل فرمائے، دوسری لَعَنَ اللّٰهُ اِمرَاءً یعنی خدا اس کو محروم کرے، کچھ دینے کو رحمت اور کچھ لینے کو لعن کہتے ہیں، امت مرحومہ اور امت ملعونہ یہاں سے مشخص ہو جاتیں ہیں، قرآن کہتا ہے لَو شَاءَ رَبُّکَ ...... اِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّکَ ...... مگر رحمت خدا جن کے شامل حال ہو جائے، رحمت خدا کی علامت کیا ہے؟ امت ہو جانا، ایک ہو جانا، اگر امت بن گئے سمجھو رحمت خدا ہے ورنہ نہیں، کچھ رحمت خدا سے محروم ہیں، محروم از لطف

رب محروم از رحمت رب جس میں الفت نہ ہو، جس میں مودت نہ ہو، قرآن نے پیغمبر اکرم ﷺ کو بیان فرمایا اے پیغمبر ﷺ اگر آپ اگر تمام "مَا فِي الْاَرْضِ" بھی ان لوگوں پر خرچ کریں یہ ایک نہیں ہو سکتے، ان میں نہیں آسکتی، الفت کب آئے گی؟ جب لطف خدا اور رحمت خدا شامل حال ہوگی، پیسے خرچ کرنے اور وعدہ وعید دینے سے کبھی ایک نہیں ہونگے، یعنی پیغمبر اکرم ﷺ کو فرمایا اگر آپ......مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعاً......خرچ کریں یہ ایک نہیں ہو سکتے

......لا یزالون مختلفین......(۱)

ہمیشہ مختلف رہیں گے الا من رحم ربک مگر رحمت خدا جن کے شامل حال ہو جائے،

......وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ......(۲)

اور اسی لیے خدا نے خلق کیا ہے۔اور پھر ساتھ ہی یہ بھی قرآن نے بیان فرمایا: وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّکَ......یہ وعدہ خدا محقق ہے سمجھو کہ وقوع پذیر ہو چکا ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّکَ...... وعدہ خدا گویا واقع ہو چکا ہے

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ......(۳)

تو میں جہنم کو بھر دوں گا تاکید کے ساتھ یہ وعدہ خدا محقق ہو چکا ہے۔

یہ طویل بحث ہے جو وحدت سے متعلق ہے صرف مقصود یہ ہے کہ ایام وحدت بہترین انتخاب ہے اور بصیرت کی دلیل ہے کہ لوگوں کو تاریخ ولادت کے جھگڑوں سے نکال کر مولود کی طرف متوجہ کیا جائے

---

(۱) سورہ ہود، آیت ۱۱۸۔

(۲) سورہ ہود، آیت ۱۱۹۔

(۳) سورہ انعام، آیت ۱۱۵۔

اس کی طرف آئیں اور اس مولود کی طرف آنے کے کچھ اصول ہیں ان اصولوں کے تحت وحدت بین المسلمین عملی چیز ہے۔ خداوند تبارک وتعالیٰ وہ دن دکھائے کہ ہم تمام مسلمانوں کو متحد دیکھیں اور نہ صرف مجتمع الابدان بلکہ مجتمع القلوب دیکھیں اور مودت، الفت ومحبت جو آسمانی دین اور اسلام ہے وہ مودت عملی طور پر بین المومنین والمسلمین وبین محبین اہل بیتؑ خصوصاً آپس میں محبت ومودت نظر آئے۔

ضرورت وحدت
اور
انسجام اسلامی

- ضرورت وحدت اور انسجام اسلامی
- وحدت کا اسلامی اصولوں میں سے ایک اہم اصل
- منشور وحدت اسلامی کی تدوین از نظر مقام معظم رہبری
- مذہبی احساسات اور مقدسات
- ضرورت وحدت اہمیت کا حامل موضوع
- وحدت در قرآن و سنت
- وحدت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی روشنی میں
- وحدت مصلح علماء کی نظر میں
- وحدتِ مسلمین کے محور
- وحدت کی راہ میں حائل رکاوٹیں
- عامل وحدت
- منادیان وحدت
- حکومتوں کا تفرقہ ایجاد کرنے میں کردار
- تفرقہ کے نقصانات
- وحدت اور تفرقہ ایجاد کرنے کے مؤثر ذرائع

3

ضرورت وحدت اور انسجام اسلامی

وحدت کی ضرورت کو اجاگر کرنا ایک ضروری اور مسلم امر ہے اور کوئی بھی باشعور انسان اس سے انکار نہیں کرسکتا، اگر غور کیا جائے تو وحدت کیوں اور کیسے؟ کا جواب بھی اسی نکتہ سے ملنا شروع ہو جاتا ہے، پس وحدت تمام انسانی معاشروں میں ایک قابل قبول اور مسلّم اصول میں سے ہے، لہٰذا اگر انسان نے قومی، دینی یا مکتبی زندگی بسر کرنی ہے تو وہ وحدت کے بغیر ممکن نہیں ہے، چونکہ دین ہو یا قوم، ہر دو کی بقاء اسی میں ہے۔

قرآن مجید نے بھی اسی مطلب کو ذکر کیا ہے کہ تمہاری بقاء وحدت کے اندر ہے اور یہی بات معصومین علیہم السلام کے اقوال میں بھی موجود ہے اور علماء کرام و اولیاء الٰہی نے بھی ہمیں اسی طرف متوجہ کیا ہے اور ادیبوں نے بھی نظم و نثر میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے اور اسے اپنے خاص انداز سے بیان کیا ہے کہ ہر معاشرے کی بقاء وحدت کے اندر ہے۔

وحدت اسلامی اصولوں میں سے ایک اہم اصل

اگر ہم اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کریں تو یہ بات واضح اور روشن ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ وحدت اسلامی اصولوں میں سے ایک اہم اصل ہے، لیکن بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک نظام اور سوچ کا دھارا دگرگوں ہو جاتا ہے جیسا کہ نہج البلاغہ میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اسی مطلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور سید الشہداء علیہ السلام سے بھی یہ نکتہ منقول ہے کہ بعض اوقات اقدار کا نظام ہی بدل جاتا ہے معروف منکر بن جاتا ہے اور منکر معروف بن جاتا ہے ،اسی طرح اصول ثانوی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور فروعات اساسی نشست پر جا بیٹھتے ہیں یہ وہ کام ہے کہ جو ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے

اسلامی تعلیمات میں وحدت کواصل کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، لیکن اس کو ہمیشہ سے ثانوی حیثیت دی گئی ہے، سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ کے اندر بھی یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ

اَلدُّنْیَا قَدْ تَغَیَّرَتْ وَ تَنَکَّرَتْ وَاَدْبَرَمَعْرُوْفُهَاوَاسْتَمَرَّتْ حِذَاءً وَلَمْ یَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صَبَابَةٌ کَصَبَابَةِ الْاِنَاءِ......(۱)

دنیا بدل گئی ہے زمانہ دگرگوں ہوگیا ہے یہ جوتعبیر ہے......اَلدُّنْیَا قَدْ تَغَیَّرَتْ...... اس سے ہم یہی معنٰی نکال سکتے ہیں کہ زمانہ اُلٹ گیا ہے، اُلٹا زمانہ ہے، اُلٹی دنیا ہے اور اُلٹی دنیا کا ہر کام اُلٹا ہوتا ہے......وَاَدْبَرَمَعْرُوْفُهَاوَاسْتَمَرَّتْ حِذَاءً وَلَمْ یَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صَبَابَةٌ کَصَبَابَةِ الْاِنَاءِ...... اس میں حضرت نے فرمایا کہ دنیا میں معروف ختم ہوگیا ہے صرف برتن کی تہہ میں موجود تری کی حد تک باقی ہے، جس طرح اگر کسی ایسے برتن کو الٹا دیا جائے کہ جس میں ایک مائع چیز (مانند پانی یا دودھ وغیرہ) ہوتو جو کچھ اس کے اندر ہو بہہ جائے گا، اس کی تہہ میں رطوبت رہ جائے گی برتن کی تہہ میں رہ جانے والی رطوبت کو(سبابہ) کہتے ہیں۔ اگر انسان اس الٹے برتن کی تہہ میں موجود رطوبت کو دیکھے تو یہ بہت تھوڑی محسوس ہوتی ہے، اس سے نہ پیاس بجھائی جاسکتی ہے اور نہ ہی اور کسی کام آسکتی ہے، نہ اس سے طہارت کی جاسکتی ہے، جس طرح پانی یا مائع سے جس حد تک استفادہ کیا جاسکتا ہے اس باقی بچی ہوئی رطوبت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

﴿وحدت اسلامی اصولوں میں سے ایک اہم اصل﴾

پس جب دنیا الٹ جائے زمانہ دگرگوں ہو جائے، تو معروف اس کی تہہ میں فقط تہہ ماندہ ہے یعنی رطوبت کی مقدار میں کچھ نہ کچھ موجود ہوتا ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس کی ہر چیز الٹ ہو جاتی ہے، اس کے معیارات الٹ جاتے ہیں، اس کے موازین الٹ جاتے ہیں، اس کے اندر قدریں الٹ جاتی ہیں، اس کا توازن دگرگوں ہو جاتا ہے اور اس دگرگوں توازن کے نتیجے میں جو چیزیں تہہ و بالا ہو جاتی ہے وہ اقدار ہیں۔

---

(۱) شیخ محمد ابن طاہر السماوی، ابصار العین فی انصار الحسین علیہ السلام، ص ۳۰۔

جس طرح نہج البلاغہ میں حضرتؑ نے فرمایا کہ

......لُبِسَ الْاِسْلَامُ لُبْسَ الْفَرْوِ مَقْلُوباً (۱)

یعنی اسلام میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے فوراً بعد یہ اتفاق رونما ہونا شروع ہوا اور پھر ابھی تک مسلسل جاری ہے۔ اور اسے حضرت سید الشہداءؑ نے الٹے برتن سے تشبیہ دی ہے جبکہ حضرت علیؑ نے الٹے لبادے سے تشبیہ دی ہے، "فرو" چمڑے کے بنے ہوئے لبادے کو کہتے ہیں، جسے لوگ ایسے اوڑھتے تھے جیسے قباء ہوتی ہے، اس کی شبیہ اگر چمڑے کی بنی ہوئی چیز ہو تو اس کو عرب (فرو) کہتے ہیں۔ ......لُبِسَ الْاِسْلَامُ لُبْسَ الْفَرْوِ مَقْلُوباً...... یعنی لوگوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے لیکن الٹا اوڑھا ہوا ہے اور اس کے اندر کا حصہ یعنی استر والا باہر کیا ہوا ہے اور باہر کا حصہ اندر کیا ہوا ہے۔ اور خوش ہیں کہ متلبسِ اسلام ہیں۔ اور ملبوس بہ لباس اسلام ہیں۔ یا برتن میں موجودتری کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ برتن کے اندر کچھ نہ کچھ پڑا ہوا ہے۔ دگرگونی کے مختلف شعبے ہیں، اس کا ایک شعبہ یہ ہے کہ زمانہ اس قدر الٹا ہوا ہے کہ دین کی تعلیمات میں وحدت واتحاد کے مسائل ثانوی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔

حالانکہ سیرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتحاد اور وحدت کو اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے قرار دیا۔ جب مدینے کے اندر اسلامی معاشرہ و اسلامی حکومت تشکیل دی تو اس کا آغاز وحدت واتحاد سے کیا، قبائلی اور گروہی تشخص کو ختم کیا، پہلے سے جتنے بھی تفرقے کی شکلیں تھیں ان سب کو ختم کیا۔ یہ آغاز تھا اور اختتام بھی حضورؐ نے خطبۃ الوداع میں وحدت واتحاد پر کیا۔ وہی خطبہ کہ جسے ہم خطبہ غدیر کے نام سے جانتے ہیں اور جس کا سیاق وسباق چھوڑ دیتے ہیں ہم صرف ایک جملہ تکرار کرتے ہیں، حالانکہ اسی خطبے کے اندر ساری چیزوں کے بعد اختتام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحدت واتحاد جیسی اسلام کی اہم اصل بیان فرما رہے ہیں یعنی وہ خطبہ کہ جسے خطبہ تکمیل دین کہہ سکتے ہیں۔

---

(۱) نہج البلاغہ (شیخ عبدہ) خطبہ ۱۰۸، ج ۱۔

اُس میں امتیازات اور وجوہات تفرقہ کی نفی فرمارہے ہیں۔ یعنی جتنی چیزیں کہ جن کی وجہ سے ایک معاشرہ بٹ سکتا ہے اور اسے تقسیم کیا جا سکتا ہے مانند عربیّت، عجمیت، لسانیت، وعثمانیت، علاقائیت وغیرہ، لیکن افسوس اس قسم کے جتنے بھی تمایزات اور شکلیں تھیں وہ آج ساری مسلمانوں میں نظر آتی ہیں، جس کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں نفی کی تھی وہ سب آج مسلمانوں میں رونق افروز ہیں اور عام چیزیں نظر آتی ہیں۔

حالانکہ اسلامی معاشرے اور اسلامی حکومت کا آغاز انہی موجبات تفرقہ کی نفی سے ہورہا ہے اور آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کا اختتام بھی اسی نکتے پر ہوا اور اس کے درمیان میں بھی ساری عمر لوگوں کو اتفاق، اتحاد و وحدت کی تعلیم دی۔ لیکن جب لبادہ اسلام الٹ جائے اور الٹا پہن لیا جائے تو اس میں وحدت مفقود چیز بن کر رہ جاتی ہے اور تفرقہ ایک ارزش اور قدر بن جاتا ہے۔ کم از کم ہم لوگ یعنی برصغیر کے مسلمانوں میں جہاں پر ہماری فکری، دینی اور تہذیبی پرورش میں بہت سی چیزیں داخل ہیں وہاں پر تفرقہ کو بھی ہماری فکری، دینی اور تہذیبی پرورش میں ایک بہت بڑا مقام حاصل ہے۔ جس محیط و ماحول میں ہم نے پرورش پائی ہے وہ تفرقہ زدہ ماحول ہے، اس کے اندر تفرقہ نہ صرف مذموم بلکہ مردانگی کی علامت ہے، تفرقہ علم کی علامت ہے، تفرقہ مقامات کی علامت ہے، جو جتنا تفرقہ ڈال سکے اور جتنا تفرقہ کو ہوا دے سکے وہ اتنا زیادہ عالم سمجھا جاتا ہے، یعنی مذاہب شروع ہی تفرقہ اور مسلمانوں کی نفرت سے ہوتے ہیں۔ ہر مذہب خواہ وہ شیعہ ہو یا سنی ہو، اس میں پہلا سبق اتحاد اور وحدت کا نہیں پڑھایا جاتا بلکہ سب سے پہلا سبق جو سکھایا جاتا ہے اس سے تفرقہ ٹپک رہا ہوتا ہے، یعنی یہ اور ہیں اور آپ اور ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب پہلا سبق ہی انسان یہ پڑھتا ہے تو پھر پہلا سبق ہمیشہ انسان کو یاد رہتا ہے۔

ایک صاحب کہتے تھے کہ میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ دینی طلاب کے دل سخت ہوتے ہیں، جبکہ دینی تعلیمات کی وجہ سے انکے دل موم ہونے چاہییں، حالانکہ ان کے دل بہت سخت

ہوتے ہیں لوگوں کے دلوں میں پھر بھی کوئی گنجائش نکل آتی ہے لیکن ان کے دلوں میں کوئی گنجائش اور رحم کا عنصر نہیں ہوتا، میں نے جب ان کے سلیبس کو دیکھا کہ جو سب سے پہلے اور شروع میں پڑھایا جاتا ہے، اب ہمارے سلیبس کی یہ بدقسمتی ہے کہ ادبیات میں سب سے پہلے کتاب ''الصرف'' پڑھائی جاتی ہے، علم صرف کے موضوع پر کوئی اور کتاب بھی ہوسکتی تھی مثلاً ''امثلہ'' وغیرہ، اور ''صرف'' کی بھی ایک بدقسمتی ہے کہ ''صرف'' میں اور بھی بہت سارے عربی صیغے، مواد، اور اوزان الی ماشاء اللہ ہیں، لیکن ان سب میں سے جسے چن کر بعنوان نمونہ باب رکھا ہوا ہے وہ مثلاً (ضَرَبَ) کو رکھا ہوا ہے اور باقی جتنے مواد ہیں اس کے اوپر آ کر منطبق کرتے ہیں یعنی پہلا مطلب ہی یہ ہے کہ

ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوا...... ایک نے مارا، دو نے مارا، سب نے مارا، عورت نے مارا، مرد نے مارا، میں نے مارا، ہم نے مارا، اس نے مارا، بس سب مار ہی مار۔ یہ مارا، ماری ہی جب ان کو پہلے سبق کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ تو ان سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

بہرکیف انہوں نے ایک لطیفہ کے طور پر بات بتائی لیکن اس لطیفے کے اندر بہت لطیف بات ہے لطف اسی میں ہے کہ پہلا سبق جو بھی سکھایا جائے وہ آخر تک یاد رہتا ہے۔ جب مذہب کی بنیاد ہی نفرت پر ہو۔ جب تبلیغ مذہب بھی نفرت سے شروع ہو اور تفرقہ سے شروع ہو تو تفرقہ مقدر بن جاتا ہے، یہ ہماری پرورش میں دخیل ہے، یعنی فکری اور مذہبی پرورش کا حصہ بن چکا ہے اور اسی لیے وحدت یا اتحاد بہت اجنبی سا لگتا ہے کہ وحدت بھی آیا اسلام میں جائز ہے بعض تو حتی اس کے جواز کے بھی ممکن ہے قائل نہ ہوں اور شک وشبہ رکھتے ہوں یعنی اس طرح تفرقہ ان کے ذہنوں میں راسخ ہو چکا ہے ہم انہیں جو مذہب سکھاتے ہیں تو وہ شروع ہی اس باب (ضَرَبَ) سے کیا جاتا ہے پس اس نکتے کے پیش نظر کہا تھا ضرورت وحدت نمایاں کرنا ہمارے لئے اشد ضروری ہے۔

منشور وحدت اسلامی کی تدوین از نظر مقام معظم رہبری

جس طرح مقام معظم رہبری (حضرت آیت اللہ اعظمیٰ سید علی خامنہ ای) نے فرمایا کہ منشور وحدت اسلامی، منشور اتحاد اسلامی ضروری ہے، منشور سے مراد یعنی عملی نقشہ یعنی اس طرح سے وحدت کا ایک عملی نقشہ کہ جو تمام مسلمین کے لیے، پورے جہان اسلام کے لیے قابل عمل ہو، اور جس کے اندر سارے حقائق اور سارے مسائل کی نشاندہی جزئیات کے ساتھ ہو، ورنہ فقط وحدت کے ہونے پر تاکید کر دینا کہ وحدت ہونی چاہیے، یہ انشائی صیغے ہیں، ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جب تک سامنے نہ بتائیں کہ وحدت کس طرح ہونی چاہیے، کس میدان میں ہونی چاہیے۔ اس کی عملی شکل کیا ہوگی مثلاً اپنے تئیں آپ اور ہم بھی اس کو ایک فریضہ سمجھیں اور دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ احساس وظیفہ بھی ہمیں کرنا چاہیے، چونکہ تفرقہ کی آگ میں اگر علاقائی طور پر دیکھیں تو سب سے زیادہ ہمارا نقصان ہوا ہے۔ ویسے تو جہان اسلام کا نقصان ہوا ہے، عالم اسلام کا نقصان ہوا ہے، امت مسلمہ کا نقصان ہوا ہے اور جہاں پر بھی یہ نقصان ہو وہ ہمارا نقصان ہے، خواہ عراق میں ہو یا فلسطین میں ہو لبنان میں ہو یا کسی جگہ پر بھی، اگر تفرقہ وفتنہ شروع کیا جاتا ہے، جیسا کہ آج پورا جہان اسلام، پوری امت مسلمہ اسی آگ میں جلائی جارہی ہے۔

یعنی دشمنان دین نے ایسا حربہ استعمال کیا، آگ کی ایسی بھٹی انہوں نے جلائی ہے کہ جس میں ایندھن بھی مسلمان ہیں، اور جلانے والے بھی مسلمان ہیں، یعنی مسلمان ہی کے وجود سے یہ شعلہ نکلتا ہے اور مسلمان ہی کو جلاتا ہے اس وقت عالم اسلام تفرقہ کی آگ میں جل رہا ہے اور امت مسلمہ کے لیے یہ ایک اہم ترین نقطہ ہے، مسلمانوں کے اندر بہت سادگی کے ساتھ اور بہت سادہ سی چیز کے ذریعے تفرقہ ایجاد کیا جارہا ہے، ابھی گزشتہ دنوں میں جو چند ایک واقعات رونما ہوئے ہیں انہی میں دیکھ لیں ایک معمولی سی بات ایک افواہ مسلمانوں کے اندر ایک خونریز جنگ شروع کرنے کے لیے کافی تھی یعنی آج کے متمدن زمانے میں جاہلیت سے بدتر حالت ہے کہ ایک افواہ ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے

لیے کافی ہوتی ہے۔ پاکستان میں ابھی بھی یہ سلسلہ جاری ہے لیکن اس وجہ سے اب اس کا تذکرہ نہیں آتا کہ عراق میں جب اس کا بڑا شعلہ موجود ہے تو چھوٹا شعلہ نظر نہیں آتا ورنہ پاکستان کے اندر ابھی بھی جاری ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں کوئی دن ایسا نہیں کہ وہاں کوئی شہید نہ ہو رہا ہو، لیکن نہ خبروں میں اس کو منعکس کیا جاتا ہے نہ اس کی اس طرح تشہیر کی جاتی ہے، چونکہ اب بڑی بڑی جنگیں ہو رہی ہیں جس میں طرفین و فریقین کے جب تک 100 سے اوپر یا 50 سے اوپر آدمی زخمی یا شہید نہ ہوں یا نہ مارے جائیں اس وقت تک کوئی بڑی خبر جنگ کی نہیں سمجھتے۔ لیکن ایک دو واقعات آئے دن ہو رہے ہیں اس لیے وحدت ہماری زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ ہم اس آگ کی تپش کو اپنے وجود سے لمس کیے ہوئے ہیں اور جل رہے ہیں اور ہر کام کی ایک مناسب فرصت ہوتی ہے اسی فرصت میں اگر اسے انجام دیا جائے تو نتیجہ بخش ہے۔

لیکن جب فرصت ہاتھ سے نکل جائے، پھر اس کے اوپر دگنا کام بھی کیا جائے تو وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو بروقت انجام دینے سے حاصل ہوتا ہے۔ فصل کاشت کرنے کا ایک موسم ہوتا ہے اگر کسان اس موسم میں سویا ہوا ہو یا کسی اور خمار میں مبتلا ہو اور بیج نہ بوئے مثلاً گندم کی کاشت کا جب موسم نکل جاتا ہے تو یہ بے موسمی گندم کی بوریوں کی بوریاں کاشت کر دے تو کوئی نتیجہ نہیں ملے گا کیونکہ جو فصل اپنے موسم میں کاشت ہو وہ فصل دیتی ہے اور نتیجہ بھی دیتی ہے اور اسے کاٹا بھی جا سکتا ہے اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔

پس ہر کام کا ایک مناسب موقع اور فرصت ہوتی ہے، اس وقت وحدت کی کوشش دنیا میں کسی جگہ بھی کی جائے تو اس کو فکری، معنوی اور مرکزی پشت پناہی حاصل ہے، پس اس وقت وحدت کے لیے ایک بہت بڑا امتیاز اور بہت بڑی فرصت پیدا ہوئی ہے، نہ یہ کہ وحدت آج کی ضرورت ہے کہ یہ سال گزر گیا تو اس کے بعد ضرورت نہیں یا اس سے پہلے نہیں تھی، بلکہ آج اس موجودہ زمانے کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس کوشش کو اب پشت پناہی مل گئی ہے پہلے اس قسم کی متمرکز پشت پناہی شائد نہیں تھی لیکن

آج موجود ہے۔ پہلے بھی تھی لیکن اس سے فائدہ نہیں اٹھایا گیااور آج بھی اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو یہ فرصت بھی خدانخواستہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور ظاہر ہے کہ نہتے وجود کے ساتھ جو کام کیا جائے وہ بے ثمر ہوتا ہے، برخلاف اس کام کے کہ جسے حمایت اور نصرت حاصل ہو جائے تو اس طرح وہ کام جلدی بھی ہوتا ہے اور جلدی پھیلتا بھی ہے اور قبول بھی جلدی ہوتا ہے اور خصوصاً اگر وحدت جیسے کام کے لیے عالمی سطح پر حمایت ونصرت موجود ہو تو وحدت کا عمل سرعت سے انجام پائے گا۔ کیونکہ عالمی حالات ہی علاقائی مسائل کو جنم دیتے ہیں، اس مطلب کو ایک عام فہم مثال کے ذریعے سے سمجھا جا سکتا ہے، اگر آپ مہنگائی کو دیکھیں علاقائی دکانوں مثلاً محلے، گلی کے اندر ایک پرچون فروش کی دکان پر ایک ماچس مہنگی ہو جاتی ہے، تو اس ماچس کا تعلق بھی عالمی اقتصادی حالات سے ہوتا ہے، لیکن ایک دیہاتی کو یا اس گلی میں رہنے والے کو سمجھ نہیں آتا کہ آخر ہماری پرچون کی دکان پر ماچس کے مہنگے ہونے میں اور عالمی اقتصادی حالات میں کیا ربط ہے، آگاہ لوگوں کا یہی کام ہے کہ وہ لوگوں کو یہ ربط سمجھائیں کہ آپ کی دکان کی مہنگائی ان عالمی اداروں یا عالمی حالات سے مربوط ہے، لوگوں کی بے شعوری سے فائدہ اٹھانا ہنر نہیں ہے لوگوں کو شعور دینا ہنر ہے۔ بے شعوری سے فائدہ اٹھا کر صرف اپنا مطلب نکال لینا اور اپنا کام نکال لینا تو کوئی فن نہیں ہے۔ بلکہ سرے سے کسی فن میں اس کا شمار نہیں ہوتا، لیکن لوگوں کو جگانا، بیدار کرنا، بے شعوری کا خمار، ان کے ذہنوں سے اتارنا یہ ہنر ہے۔ علامہ اقبال کے بقول

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی ......(۱)

نشے پلا کے گرانا، لوریاں سنا کے سلانا یہ سب کو آتا ہے۔ یہ ہنر نہیں ہے یہ تو عورتیں بھی بچوں کو لوریاں سنا کر سلا دیتی ہیں۔ مزہ تو جب ہے کہ یہ جو گر رہے ہیں ان کو بیدار کیا جائے ان کو خبردار کیا جائے۔

---

(۱) کلیات اقبال، بانگ درا ص ۲۰۸۔

مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

یہ گرتوں کو تھامنے والا کوئی ساقی نہیں ہے، اس کا فقدان ہے۔ عوامی سادگی سے فائدہ اٹھانا، عوامی جذبات واحساس سے فائدہ اٹھانا یہ سب کو آتا ہے۔ مذہبی دنیا بہت ہی حساس دنیا ہوتی ہے، شاید حساس ترین ماحول مذہبی ماحول ہوتا ہے۔ غیر دینی ماحول اتنا حساس نہیں ہوتا جتنا مذہبی ماحول حساس ہوتا ہے، اس کے اندر کئی چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ پس ایک طرف یہ احساسات کی دنیا ہوتی ہے تو دوسری طرف مقدسات کی دنیا ہوتی ہے۔

مذہبی احساسات اور مقدسات

مذہب میں ہر چیز مقدس ہوتی ہے۔ یعنی مذہب کے دائرے میں جو بھی چیز آئے وہ مقدس بن جاتی ہے۔ یہ تقدس کا ایسا دائرہ ہے کہ اس کے اندر چیونٹی بھی گھس جائے تو وہ بھی مقدس ہو جاتی ہے۔ اس کو بھی بوسے دیتے ہیں لوگ گائے کو کیوں پوجتے ہیں؟ چونکہ مذہبی دنیا کے اندر آگئی ہے، مذہبی دنیا سے باہر اب بھینس کو نہیں پوجتے، پس اس لحاظ سے بیچاری بھینس بدقسمت ہے کیونکہ اس کا کوئی مذہبی عنوان نہیں ہے۔ حالانکہ لوگ بھینس سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ تقدس بھینس کو حاصل نہیں ہوا جو گائے کو حاصل ہے، اس طرح سے بعض دوسرے جانور جب مذہبی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو یہ قدم رکھتے ہی ان میں تقدس آجاتا ہے حتیٰ لاطینی افریقہ یا امریکہ میں بعض ایسے مذاہب ہیں ان کے ہاں مقدس وہی گدھا ہے جس کو ہم مذمت وملامت اور حماقت کی علامت سمجھتے ہیں، اور محاورے میں توہین و تحقیر کیلئے استعمال کرتے ہیں ان کے ہاں یہی گدھا تقدس کی علامت ہے۔ پس مذہبی دنیا بہت ہی حساس اور تقدسات کی دنیا ہوتی ہے لہٰذا اسی وجہ سے بہت حساسیت کی حامل ہوتی ہے، اور اگر اس میں بےشعوری کا عنصر بھی شامل ہو جائے، اب اگر مقدس بھی ہو، حساس بھی ہو اور ساتھ ساتھ بےشعور بھی ہو تو پھر اس دنیا کو ایک معمولی سی افواہ سے برہم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے افراد کو ایک دوسرے کا دشمن بنایا جا سکتا ہے۔ ایک دوسرے کے درمیان آسانی سے نفرت پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور ایسے ماہرین نفسیات

جن کو صرف عوامی بے شعوری سے فائدہ اٹھانا آتا ہے وہ جلدی مذہبی دنیا کے اندر آجاتے ہیں، لیکن وہ معمار جو اس دنیا کی حساسیت کو درک بھی کرتا ہو اور اس کا درد بھی رکھتا ہو وہ بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے امام خمینیؒ و شہید مطہریؒ جیسے بزرگان جو اس نظام دینی و مذہبی کو واقعاً سمجھتے بھی ہوں اور آ کر اصلاح کریں نہ کہ اصلاح کے نام پر مزید خراب تر کردیں بعضوں کو اصلاح کا شوق گدگداتا ہے لیکن وہ ابرو کو سنوارتے ہوئے آنکھ پھوڑ دیتے ہیں، لیکن امام خمینیؒ نے اصلاح کی، شہید مطہریؒ نے اصلاح کی اس لیے کہ اس حساسیت کو سمجھتے تھے اس نبض کو سمجھتے تھے نبض پر ہاتھ تھا، جس طرح ڈاکٹر جب آپریشن کرتا ہے تو اس کا ایک ہاتھ نبض پر ہوتا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب یہ ڈیجیٹل اور الیکٹرونک دنیا نہیں تھی تو ایک ہاتھ اس نے نبض پر رکھا ہوتا تھا اور ایک ہاتھ میں چھری اور اس سے کام کر رہا ہوتا تھا۔ اب تو نبض کو الیکٹرانک سکرین کے ساتھ متصل کردیا جاتا ہے۔ اور ڈاکٹر ایک نگاہ اس پر رکھ کر اس طرح نبض دیکھ رہا ہوتا ہے کہ میں جس کا آپریشن کر رہا ہوں، علاج کر رہا ہوں اس کی نبض کیسے چل رہی ہے۔ لیکن جو مذہبی معاشرے کی آکر نبض چیک کرتے ہیں یہ بجائے اس کے کہ نیم نگاہ نبض پر رکھیں اس طرف پٹی باندھ دیتے ہیں تاکہ اصلاً نبض پر نگاہ ہی نہ پڑے کہ اس کی نبض کیسے چل رہی ہے۔ اور اصلاح سے پہلے اس کو مذہب کی دنیا سے متنفر کردیتے ہیں۔ پس مذہب بہت حساس دنیا ہے۔ اور اس حساس دنیا کے اندر آکر اس کی اصلاح کرنا اور اس کے اندر خصوصاً وحدت و اتحاد ایجاد کرنا غور و فکر کا محتاج ہے۔

الحمدللہ ایسے لوگ موجود ہیں نہ یہ کہ موجود نہیں ہیں۔ اب علاقائی طور پر ہم جس خطے سے تعلق رکھتے ہیں وہ خطہ تہذیبی طور پر بھی حساس ہے یعنی ویسے تو مذہبی دنیا حساس ہوتی ہے لیکن برصغیر میں غیر مذہبی دنیا بھی بہت حساس ہے۔ یہاں کی تہذیب ہی ایسی ہے احساساتی تہذیب ہے، ہمارا کلچر احساساتی ہے کیونکہ غیر مذہبی لوگ بھی ویسے ہی احساساتی ہیں جیسے مذہبی لوگ احساساتی ہیں۔ ایک دن قم میں ایک ٹیکسی میں بیٹھے تو بوڑھا سا ڈرائیور تھا اس نے پوچھا کہ کہاں سے ہو تو ہم نے کہا کہ پاکستان سے تو چونکہ بوڑھا تھا اور تقسیم سے پہلے وحدت کا ماحول اس کے ذہن میں تھا۔ کہ ہندوستان و پاکستان

ایک ہی ہیں۔ بہر کیف اس نے تعریف کرنا شروع کر دی کہ ہندی فلمیں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ حالانکہ ہم عبا قبا میں تھے۔ لیکن تنہا جو حسن اس کو ہماری تہذیب کے اندر نظر آیا وہ فلمیں ہی تھیں اور کہا کہ بہت ہی اچھی فلمیں ہوتی ہیں اور ان فلموں کو دیکھ کر بہت رونا آتا ہے۔ اُس نے پھر کہا کہ ایک دفعہ انقلاب سے پہلے میں اپنی ماں کو ہندی فلم دکھانے کے لیے سینما پر لے گیا میری ماں اول سے آخر تک فلم کے دوران مسلسل دو تین گھنٹے روتی رہی۔ تو میں نے ماں سے کہا کہ اگر میں آپ کو مجلس سید الشہداء میں لے جاتا تو آپ اتنی نہ روتیں، جتنی ہندی فلم کو دیکھ کر روئی ہیں۔

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فلمیں احساساتی ہوتی ہیں اور اس مثال سے ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کی دنیا واقعاً احساساتی ہے۔ چونکہ تعقل بہت کم ہے، ایک برادر مرحوم شرف الدین رضوان اللہ علیہ سے نقل کر رہے تھے کہ مسلمانوں کے اندر عقلانیت احیاء ہوتی ہے۔ البتہ ساری دنیا میں شاید عقلانیت پیدا ہو جائے۔ لیکن برصغیر میں عقلانیت پیدا ہونا گویا جوئے شیر لانا ہے، یعنی اس احساساتی دنیا میں اس جذباتی دنیا میں جہاں لوگوں کی رگ رگ میں احساسات بھرے ہوئے ہیں اور تند، شدید اور نازک احساسات والی اس دنیا کو عقلانیت کی طرف لانا بہت مشکل ہے۔ البتہ لایا جا سکتا ہے۔

برصغیر میں جن لوگوں نے اسلام کی تبلیغ کی انہوں نے بھی عقلانیت کے پہلو سے دین کی تبلیغ نہیں کی بلکہ قوالیوں سے، موسیقی سے اور حساسات سے اور دھمال سے لوگوں کے احساس کو ابھارا، پس انہوں نے احساسات کو عقلانیت کی بجائے زیادہ مدنظر رکھا، اس لیے کہ ان کو پتہ تھا کہ اس معاشرے میں عقلانیت لانا شاید آسان کام نہیں ہے، لیکن عقلانیت کی طرف ہماری ضرورت ہر ایک سے زیادہ ہے عقلانیت ہر علاقے، ہر خطے، ہر قوم سے زیادہ ہماری ضرورت ہے۔

الحمدللہ یہ معنوی اور فکری پشت پناہی بھی حاصل ہوگئی ہے۔ وحدت کے لیے یہ فرصت ہے اور اس فرصت میں اہل برصغیر اور خصوصاً پاکستان میں یہ فضا ایجاد کرنا اہم واجبات اور فرائض میں سے ہے تفرقہ کی پروردہ ذہنیتوں کو معتدل کرنا، تعدیل کرنا ہے اور یہ کام آہستہ آہستہ سناتے رہنے سے ہو سکتا ہے

ہمارے ذہنوں میں تفرقہ راسخ ہے۔ ہماری پرورش ہی اس طرح سے ہے کہ شیعہ، سنی کی نفرت لیکر پروان چڑھتے ہیں اور اُدھر سے ایک سنی بھی اسی ماحول میں پروان چڑھتا ہے، اس کو جو پہلا سبق مدرسے میں پڑھایا جاتا ہے وہ شیعہ دشمنی ہے۔ اس پہلے سبق کو کیسے ذہن سے نکالیں اور کیسے اس ذہن کو تبدیل کریں۔ اس کا ایک طریقہ یہی ہے کہ مسلسل تلقین کی جائے مسلسل ایک بات کی افادیت، اور اہمیت بیان کرنے سے بالآخر ایک انسانی ذہن میں تبدیلی آسکتی ہے۔ اگرچہ بعضوں کو قرآن نے کہا ہے کہ

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً......(۱)

یعنی بعض دل ایسے سخت ہوجاتے ہیں کہ ان پر پانی کے قطرے سے فرق نہیں پڑتا بلکہ پوری آبشار بھی ان کے اوپر سال ہا سال بہتی رہے تب بھی فرق نہیں پڑتا یہ تو پتھر سے زیادہ سخت ہیں، پتھر پر بھی پانی کی رطوبت کا اثر ہوتا ہے لیکن دل پر نہیں ہوتا، بعض ایسے بھی ہیں، لیکن کم ہیں جو اس مرحلے پر جا پہنچیں، اکثر وہ ہیں جن کے دل کو تلقین کے ذریعے سے معتدل کیا جا سکتا ہے، چونکہ منفعل ہونا، متاثر ہونا انسانی ذہن کی خاصیت ہے، اگر اہمیت کے ساتھ اس کو ایک بات سنائی جائے اور خصوصاً ایسے لوگوں سے جن کی باتوں کا اثر ہوتا ہے، تو فوراً ذہن اس کو قبول کرتا ہے۔ اگر آج نہیں تو چند دن بعد قبول کر لیتا ہے۔ اس لیے اس کا مسلسل ہونا ضروری ہے۔ ایک آدھ سال میں یہ کام ہونے والا نہیں ہے بلکہ ابھی تو فقط آغاز ہے۔ البتہ وحدت کے لیے ایک سال شاید ایران کے لیے کافی ہو لیکن پاکستان کے لیے شاید وحدت ایجاد کرنے کے لیے ایک صدی بھی ناکافی ہو۔ یعنی یہ مسلسل کام ہے اور اس کو جاری رہنا چاہیے اور اس کام کا ایک حصہ علمی، تحلیلی ہے، دوسرا اہم حصہ میدان میں کام کرنا ہے۔ یعنی تفرقہ کے شکار معاشرے کے اندر اور زمینی حقائق کی روشنی میں یہ کوشش شروع ہو، اور اس میدان میں جو بھی فعال لوگ ہیں، ان کو بھی منسجم ہو کر وحدت کی کوششوں کو قوت کے ساتھ جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

---

(۱) سورہ بقرہ، آیت ۷۴۔

منشور وحدت اسلامی کی تدوین کے لیے ایک نقشہ اور ایک خاکہ ہونا چاہیے کہ جس کے تحت ہم اپنے کام کو آگے بڑھائیں۔ یہاں پر ''منشور وحدت'' کے مہم عناوین اور فصول کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

ان عناوین پر بعد میں قلمی صورت میں کام کیا جائے، گفتگو، مذاکرہ اور مباحثہ بھی ہو یعنی اس گفتگو کو جاری رہنا چاہیے اور خصوصاً اہل علم حضرات سے بھی یہ توقع ہے اور خواہش ہے کہ وہ انشاء اللہ وہ موضوعات جو آپ کے ذہن میں آئیں ان موضوعات کا اس میں اضافہ کر کے اسے مزید محکم کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں چند اہم نقاط درج ذیل ہیں۔

1۔ضرورت وحدت اهمیت کا حامل موضوع

سب سے پہلا نقطہ ضرورتِ وحدتِ اسلامی ہے، منشور وحدت اسلامی کا ایک اہم ترین فصل ''اصلِ ضرورت'' ہے اور بیان کیا کہ علاقائی صورت حال کا اگر جائزہ لیں تو پاکستان کے لیے کم از کم ضرورتِ وحدت اسلامی کی بحث بہت ضروری ہے۔ اور اسی طرح ہندوستان کے لیے بھی ایسے ہی ضروری ہے، پاکستان میں شاید وحدت کی بحث کرنا پھر بھی آسان ہے لیکن ہندوستان میں ایک شیعہ ہندو کے ساتھ تو وحدت کے بارے بات کرنے کا سوچ سکتا ہے، لیکن سنی کے ساتھ وحدت کی اس کے ہاں سرے سے کوئی گنجائش موجود نہیں ہے اور اسی طرح ہندوستانی سنی شاید ہندو کے ساتھ وحدت کو قبول کرے، لیکن شیعہ کے ساتھ قبول کرنے کو تیار نہیں ہے، اس دوری اور بُعد کو کم کرنے کے لیے ''ضرورت وحدت'' بہت اہمیت کا حامل موضوع ہے اور اس ضرورت کے تحت جو عناوین ہیں جن کی طرف اشارہ ہوا ہے کہ وحدت، دین کے بنیادی اصولوں میں سے ہے، تفرقہ ایک ٹھونسی ہوئی اور تحمیلی چیز ہے، یعنی آج جس تہذیب میں ہم پیدا ہوئے ہیں اور جس ماحول میں اور جن دینی مراکز میں ہم نے پرورش پائی ہے وہ تفرقہ زدہ مراکز یا تفرقہ زدہ ذہنیتیں تھیں جن سے ہم نے اپنی اجتماعی یا دینی زندگی کو شروع کیا، یہی جراثیم ہمارے اندر منتقل ہوئے اور آج بزرگان دین جو اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ آپ وحدت اور اتحاد کی طرف آئیں اس لیے کہ تشیّع کی بقا تفرقے میں نہیں ہے۔ اس لیے کہ کیسے ممکن

ہے کہ کوئی مذہب ہو وہ بھی دینی مذہب ہو۔ الٰہی مذہب ہو اور تفرقے میں وہ زندہ رہے، تفرقے میں ایک مذہب کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے سیم اور تھور والی زمین میں ایک فصل اُگے، آخر کیسے وہ فصل اُگ سکتی ہے؟ وہ خس وخاشاک تو ہو سکتا ہے لیکن شورزدہ زمین میں کوئی غلہ انسان کے لیے نہیں اُگ سکتا، تفرقے میں جو چیز بڑھتی، پلتی، پھلتی، پھولتی ہے وہ مذہب نہیں ہوتا پس ذہن تعدیل کرنے کے لیے ''ضرورت وحدت اسلامی'' پہلا اہم موضوع ہے۔

2۔وحدت در قرآن و سنت

اس منشور کے ضمن میں دوسرا نقطہ جو ضروری ہے اور پہلے نکتے سے مربوط اور جداگانہ بھی ہے اور اس کو اہمیت کی وجہ سے ایک فصل قرار دے سکتے ہیں کہ ''وحدت در قرآن وسنت''، یعنی قرآن میں موضوع وحدت کیسے بیان ہوا ہے اور اسی طرح سنت میں، سنت سے مراد اقوال معصومین علیہم السلام ہیں یعنی وحدت کے موضوع کو معصومین علیہم السلام نے کیسے بیان کیا ہے اور بہت جالب ہے اگر وحدت کو قرآن مجید میں موضوعی طور پر یعنی کن کن زاویوں سے قرآن نے وحدت کے موضوع کو چھیڑا ہے، اور کیا رہنمائی کی اور کیا نتیجہ لیا ہے، ان میں غور کرنے سے اس کے نئے افق سامنے آتے ہیں اور اسی طرح معصومین علیہم السلام کے کلام میں اگر ہم وحدت کے موضوع سے جستجو کریں تو نئی جہتیں سامنے آئیں گی۔

﴿وحدت در قرآن وسنت﴾

امام خمینیؒ نے جب اتحاد بین المسلمین کا شعار دیا اور لوگوں کو وحدت کی طرف دعوت دی تو بعض نے یہ سمجھا کہ یہ ایک مصلحتی نعرہ ہے، یعنی آج چونکہ انقلاب لے آئے ہیں اور آج دنیا سے روابط رکھنا اس کی ضرورت ہے۔ عالم اسلام میں اکثریت سنی اسلام ہے لہٰذا انہیں سنی اسلام کی ضرورت پڑ گئی ہے لہٰذا یہ ایک مصلحتی شعار ہے اور ایک سیاسی تکنیک کے طور پر انہوں نے یہ نعرہ لگایا ہے امام خمینیؒ نے خود تصریح فرمائی ہے کہ وحدت ہمارے اصول دین میں سے ہے، امام خمینیؒ نے اس وقت وحدت کی طرف لوگوں کو دعوت دی، جب عملاً انقلاب کی نہضت بھی شروع نہیں کی تھی۔ اس وقت امام نے وحدت

اسلامی اور وحدت دینی کی طرف لوگوں کی توجہ دلائی اور خود استدلال بھی کیا۔ اور امام نے ان روایات اور بعض بہت ہی لطیف روایات بیان کیں اور ان سے لطیف استنباط بھی کیا ۔

3۔وحدت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی روشنی میں

سیرت النبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و معصومین علیہم السلام، سنت واقوال معصومین علیہم السلام اور انہی کی روشنی میں ہمیں وحدت کی جستجو کرنی ہے۔ سیرت بمعنی اخص، نہ حالات زندگی، سیرت یعنی طرز زندگی معصوم علیہ السلام، انداز زندگی معصوم علیہ السلام، روش زندگی معصوم علیہ السلام، نہ خود زندگی، معصومین علیہم السلام نے ممکن ہے کسی جگہ وحدت کا نام لیا ہو، لیکن بعض امور میں معصوم علیہ السلام کی زندگی کا انداز اس طرح سے تھا کہ وہ انداز وحدت انگیز تھا، بجائے اقوال کے سیرت سے کہیں زیادہ ہمیں وحدت کے نکات میسر آتے ہیں، شاید احادیث میں ہمیں اتنا تذکرہ نہ ملے، البتہ وحدت کا ذکر احادیث میں فراواں ہے، لیکن سیرت سرشار از وحدت ہے۔

تمام معصومین علیہم السلام کی سیرت سے مراد طرز زندگی، روش زندگی اور انداز زندگی ہے، چونکہ ہمارے حالات اور ہیں اور ان کے حالات اور تھے یعنی زندگیاں مختلف ہیں۔ وہ ایک طرح کا لباس پہنتے تھے ہم ایک طرح کا لباس پہنتے ہیں، وہ کچھ اور چیزیں کھاتے تھے ہم کچھ اور کھاتے ہیں وہ کچھ اور چیزوں پر سواری کرتے تھے ہم کچھ اور چیزوں پر سفر کرتے ہیں پس وسائل الگ ہیں، زندگی الگ ہے حالات الگ ہیں، لیکن طرز ایک ہونی چاہیے یہ سیرت ہے۔

بعض اوقات ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ ہمیں سیرت کی طرف ارجاع دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہمیں چودہ سو سال پہلے کی زندگی کی طرف بلا رہے ہیں یعنی آج ہمیں گاڑیوں کو چھوڑ کر گدھوں پر بٹھا رہے ہیں۔ بعض نے اس شبہ کو صراحت سے لکھا بھی ہے اور بیان بھی کیا ہے، چونکہ اس زمانے میں لوگ گدھوں، گھوڑوں اور اونٹوں پر سواری کرتے تھے، یعنی ہم جہاز اور گاڑیاں چھوڑ

کراس زندگی میں چلے جائیں؟

شہید مطہریؒ جیسے بزرگان نے اس کا جواب بھی دیتے ہیں کہ سیرت پرعمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ بیشک جہاز پر بیٹھیں اور اگر معصومین علیہم السلام گھوڑوں پر بیٹھتے تھے تو یہ گھڑسواری سیرت کا حصہ نہیں ہے بلکہ گھوڑے پر بیٹھنے کا انداز، طرز کہ وہ کس طرح بیٹھتے تھے آیا گھوڑے پر بیٹھنا اپنا سٹیٹس سمجھتے تھے ،اس سواری کو طبقاتیت کی علامت سمجھتے تھے یا یہ سواری فقط ایک وسیلۂ سفر تھا، جبکہ گاڑی آج سٹیٹس کا حصہ بن گئی ہے۔ پاکستان میں ایک مولانا ہیں جنہوں نے کہا کہ میں نے آج تک ٹینڈا نہیں کھایا کیونکہ ان کے مطابق سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے ٹینڈا کھایا ہے یا نہیں، اس لیے انہوں نے آج تک ٹینڈے کو ہاتھ نہیں لگایا بعض کو دیکھا گیا ہے کہ وہ چمچ سے نہیں کھاتے ،کیونکہ یہ خلاف سیرت ہے بلکہ ہاتھ سے کھانا سیرت ہے اور ایک محفل میں تو جس میں تمام مدعوین علماء اور طلباء تھے، ان سب کو ایک بزرگ نے شدت سے ڈانٹا کہ آپ سب چمچ سے کھا رہے ہو کیسے انسان ہو؟ انہوں نے کہا کہ عالم و طالب علم تو درکنار تم انسان بھی نہیں ہو چونکہ چمچ سے کھا رہے ہو، تو میں نے ان سے کہا کہ آپ یہاں تک کس چیز پہ آئے ہیں اپنے گھر سے حرم تک اور وہاں سے یہاں دعوت تک کیسے آئے ہیں؟ کہا کہ ٹیکسی پر آیا ہوں میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب ٹیکسی پر سوار ہوئے تھے کہ آپ ٹیکسی پر آئے ہیں، پہلی بدعت تو آپ نے کی ہے کہ ٹیکسی پر بیٹھ کے آئے ہیں، جو آدمی خود غلط کر رہا ہے دوسروں کو کیوں منع کرتا ہے۔ پس چمچ اور ٹیکسی یہ سیرت کے منافی چیزیں نہیں ہیں وہ اپنے زمانے میں موجود ودستیاب وسائل و ذرائع سے پر سفر کرتے تھے، آپ کے زمانے کے اپنے وسائلِ سفر ہیں آپ نے وسائل سفر تو استعمال کرنے ہیں، اہم یہ ہے کہ یہ سفر اور یہ وسائل و ذرائع کس دید سے استعمال کرنے ہیں۔ سیرت ان اصولوں کا نام ہے جو سفر کرتے وقت انسان کو مدنظر رکھنے ہیں، یعنی طرز سفر و طرز زندگی کو مدنظر رکھنا ہے۔

وحدت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت

پس وحدت کا سیرت کے اندر جستجو کرنا، یہ زیادہ موثر ہے خصوصاً پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ

میں اگر جائیں کہ قرآن نے بھی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں کے لیے اسوہ حسنہ ہیں اور ہم رسول اللہ ﷺ سے صرف وہی احادیث لیتے ہیں جن سے تفرقہ زیادہ سے زیادہ پھیلایا جا سکتا ہو قرآن پر انتخابی عمل کرتے ہیں پورا قرآن نظر انداز کر کے بیچ میں ایک آدھ آیت ڈھونڈتے ہیں کہ جس سے تفرقہ پھیلایا جا سکتا ہو، حالانکہ ایسی سو آیات سے گزرتے ہیں، ہزار آیات سے گزرتے ہیں جن سے وحدت پھیلائی جا سکتی ہے، اسی طرح احادیث ڈھونڈ، ڈھونڈ کے مثلاً بحار الانوار سے کہ جس میں ہزاروں لاکھوں حدیثیں ہیں ان سب کو نظر انداز اور چشم پوشی کر کے جیسے کہ بحار الانوار کے اندر موجود ہی نہیں ہیں، صرف ایک حدیث کے پیچھے ہیں کہ جس سے دوسروں کو آگ لگائی جا سکتی ہے، جس سے وہ تہہ تک جل جائے، پس ایسی حدیثیں نقل کریں گے کہ جن کے نقل کرنے کی اصلاً ضرورت ہی نہیں ہے۔

حدیثوں کے ذریعے سے تفرقہ کا کام زیادہ ہوا ہے مثلاً شیعہ پر جتنی تہمتیں لگائی گئی ہیں وہ احادیث کے ذریعے سے ہی لگائی گئی ہیں، مثلاً یہ ثابت کرنے کے لیے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں، شیعہ کتب سے چن چن کر ایسی احادیث نقل کرتے ہیں کہ جن سے یہ بات ثابت ہو سکے، حالانکہ شیعہ اعتقادات میں تحریف قرآن کا کوئی وجود نہیں ہے، کسی شیعہ اعتقادی کتاب کا حوالہ نہیں دیتے سب شیعہ حدیثی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں اور اسی طرح کی حدیثیں ہمارے مناظرین بھی، مجادلین بھی تلاش کر کے پیش کرتے ہیں، پہلے یہ دیکھیں کہ یہ حدیثیں قابل اعتماد ہیں یا نہیں وہ خود قبول کرتے ہیں یا نہیں صرف کسی مسلک کی کتاب میں ایک حدیث کا آنا یہ تو جرم نہیں ہے۔

یہ احادیث علامہ مجلسیؒ نے لکھ دیں اور ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ یہ صرف محفوظ کر رہا ہوں یہ آپ کا اپنا کام ہے جب عمل کرو تو خود ان کی تحقیق کرلو اور ان میں غور و فکر کرلو اور فقہاء کی سیرت اس سلسلے میں زیادہ مہم ہے کہ ہماری جو معتبر ترین کتابیں ہیں جیسے اصول کافی اور فروع کافی ان میں سے بھی بغیر تحقیق کے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے پہلے اس حدیث کی چھان بین کرتے ہیں، کیونکہ فتویٰ دینا ہوتا ہے پس جب کسی طہارت اور تیمم کے مسئلے میں تحقیق کرنے کی اتنی اہمیت ہے کہ حدیث کی بال کی کھال اتارتے

ہیں رجال کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ علم رجال حرام ہے چونکہ اس سے لوگوں میں اسرار فاش ہوتے ہیں دوسرے کہتے ہیں کہ چونکہ یہ دین کی ضرورت ہے اس لیے حرج نہیں، اسرار فاش ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں حتی بعض بہت نازک چیزوں تک پہنچ جاتے ہیں رجال کی توثیق و تعدیل کے لیے ان کی شخصی زندگی میں چلے جاتے ہیں۔ اگر تیمم وطہارت کا معمولی سا مسئلہ اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ آپ اس کے لیے حدیث کی سند اور رجال اور اس کے جدو اجداد تک پہنچ جاتے ہیں، تو آیا وحدت و تفرقہ اور اتحاد امت اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے کہ اس کے لیے ایک حدیث کا مدرک اور سند ہی اٹھا کر دیکھ لیں اور اگر سند موجود بھی ہو تو پھر اس کو دیکھتے نہیں کہ آیا یہ ایسی حدیث ہے کہ اس کو پیش کروں یا نہ کروں، مزید یہ کہ ایک ایسا مدرک ملے کہ جس سے دوسرے تڑپ اٹھیں اور ان کو خوب آگ لگے کہ جس سے ان کا دل جل جائے اور آب زمزم سے بھی ٹھنڈی نہ ہو پس آگ لگانا بعض اپنے لیے ہنر سمجھتے ہیں۔

4۔وحدت مصلح علماء کی نظر میں

وحدت کے لیے علماء اسلام نے بہت زیادہ کوششیں کی ہیں، خاص طور پر ان علماء کی خدمات قابل تحسین ہیں جنہوں نے سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام سے اس سلسلہ میں استفادہ کیا ہے۔ مصلح علماء کی تعداد اگرچہ کم ہے لیکن ان کی اپنی ایک تاریخ ہے، ان کے مقابل کچھ جو محافظہ کار ہیں، جیسے سیاست میں یہ اصطلاح (محافظ کار) ان لوگوں کے لئے استعمال ہوتی ہے، جو موجودہ صورت حال کو جاری رکھنے پر راضی ہیں، مطلب سمجھانے کیلئے اسی اصطلاح سے استفادہ کرتے ہیں اس لحاظ سے علمی حلقوں میں محافظ کار انہیں کہا جائے گا جو تشیع یا اہل سنت کی اندرونی صورت حال برقرار رکھنا چاہتے ہیں، شاید یہ اسے تقدیر کا فیصلہ سمجھ کر قبول کیے ہوئے ہیں لیکن علماء مصلح وہ ہیں جنہوں نے اس کو نہ

صرف مقدر نہیں سمجھا بلکہ باہمی یکجہتی کے لیے کوشاں ہو کر اس حالت کی تبدیلی کیلئے برسرپیکار رہے ہیں، اس حوالے سے اہل سنت میں شیخ محمد عبدہ جیسے دیگر قابل قدر شخصیات موجود ہیں، اس سلسلہ میں علماء تشیع نے بھی کبھی پوشیدہ اور کبھی عیاں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

شیعہ علماء میں سے ایک آیت اللہ العظمیٰ آقائے بروجردیؒ پر بعض لوگ یہ الزام لگاتے تھے کہ یہ وحدت کی کوششیں کرتے ہیں چند اور بے بنیاد قسم کے الزامات آغا بروجردیؒ پر لگائے جاتے تھے ایک یہ کہ یہ انگلش سکھاتے ہیں، طلبہ کو باہر بھیجتے ہیں، شہید بہشتی اور دیگر علماء کو بیرون ملک بھیجا، دوسرا جو شہید مطہریؒ نے بھی لکھا ہے کہ تہران کے کاروباری مقلدین آقائے بروجردی کے پاس آئے ،کاروباری جو بڑے بڑے سیٹھ تھے خمس دیتے تھے وہ آئے اور انہوں نے آ کر کہا کہ ہم انگلش پڑھانے کے لیے خمس نہیں دیتے، ہم فقہ پڑھانے کے لیے خمس دیتے ہیں اگر آپ نے مزید یہ کلاسیں لگائیں، تو ہم خمس دینا چھوڑ دیں گے، مجبوراً آقائے بروجردیؒ نے یہ کلاسیں ختم کر دیں۔ موجودہ بزرگ علماء اور مراجع تقلید ان کی کلاسوں میں پڑھتے تھے، ان میں سے بعض نے انگلش انہی کلاسوں سے سیکھی تھی جیسے حضرت آیت اللہ نوری ہمدانی، آیت اللہ آقائے مکارم شیرازی ہیں۔ شہید بہشتی، امام موسیٰ صدر اور شہید مطہریؒ جیسے شاگرد انہی کلاسوں میں پڑھتے تھے انہوں نے یہ کلاسیں ترتیب دی تھیں۔ ایسی ہی وجوہات کی بنا پر، آقائے بروجردی وحدت کی کوششیں برملا نہیں کرتے تھے کیونکہ تفرقہ کی متحجرانہ فضا تھی، جو اس کوشش کو متحمل نہیں ہو سکتی تھی، لہٰذا آقائے بروجردی کے یہ کارنامے اور یہ خدمات زیادہ عام نہیں ہوئیں۔

ان شخصیتوں میں سے جو وحدت بین المسلمین کے لئے کوشاں رہے ہیں ایک مرحوم محمد حسین

کاشف الغطاء ہیں، وحدت اسلامی کے لئے ان کی کوششیں فراواں ہیں، اور اس کے لیے انہوں نے بے شمار سفر کئے۔ مختلف اسلامی ممالک کے سفر کئے غالباً ہندوستان اور پاکستان کا بھی سفر کیا انہوں نے بعض کانفرنسوں میں شرکت بھی کی، حوزہ علمیہ نجف کی نمائندگی بھی کی، ان مصلح علماء کی طولانی فہرست بنتی ہے، ان فصول میں سے ہٹ کر بھی اس موضوع پر ہم کام کر سکتے ہیں۔

5۔وحدتِ مسلمین کے محور

وحدت کا منشور جب تک نہیں بنتا اور اس میں جب تک جزئیات اور زمینی مصادیق سیجٹ نہیں ہوگی تب تک پتہ نہیں چلیگا کہ وحدت کیا ہے، آپ گلی گلی فقط ذہنی باتیں کریں کہ وحدت ہونی چاہیے، وحدت ہونی چاہیے، لیکن وحدت کہاں ہونی چاہیے؟ کس مسئلے میں وحدت ہونی چاہیے؟ اگر ان امور کو مدنظر نہ رکھا جائے تو یہ مہمل اور ابہام آمیز نعرے خود اس کا باعث بنتے ہیں کہ بعض لوگ وحدت کو اغواء کر کے کہیں اور لے جائیں گے۔

جس طرح میں نے پہلے گفتگو میں کہا تھا کہ جب چور پکڑنا ہو تو چور چور کا شور نہ کرو بلکہ کہو ''الف'' ''چور'' ہے، ''ب'' چور ہے تا کہ پتہ چلے کون چور ہے، جب آپ چور چور کا نعرہ لگاتے ہیں، تو پھر چور بھی کہتا ہے ''چور چور'' پھر کسی کو پتہ نہیں چلے گا کہ یہ چور ہے یا وہ چور کا نام لیں کہ یہ چور ہے تا کہ چور کے ہاتھ سے یہ حربہ لیں، کہ وہ بھی ''چور چور'' کا نعرہ لگاتے ہوئے جمعیت میں شامل ہو جائے۔

وحدت کے اصلی محور بیان کرنے سے پہلے اس نکتہ کی وضاحت ضروری ہے اور یہ نکتہ وحدت اسلامی کے لیے بہت ضروری ہے، میں اس نکتے کو تھوڑا سا آپ کی خدمت میں عرض کروں، البتہ ان ساری فصول کو وضاحت کی ضرورت ہے، چونکہ وحدت سے ابہام دور کرنا اہم مسئلہ ہے۔ **خود محوری**، یعنی وہ جو وحدت کا نعرہ لگاتا ہے وہ کہتا ہے، تم میرا ''ارتکاز'' کرو یعنی میں محور ہوں اور تم میرے گرد گھومو، وحد تمیں خود ہوں ''متحد ہو جاؤ، متحد ہو جاؤ'' یعنی ایک دائرہ بناؤ کہ جس کے اندر میں قطب ہوں، میرے

گردطواف کرو، خود کو انسان محور سمجھے، نہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے بلکہ وحدت کے اپنے محور ہیں، اور ہم پہلے قرآن ،سنت اور سیرت سے وحدت کے وہ محور ڈھونڈیں،ان میں کسی جگہ بھی ''میں'' (انسان) محور نہیں ہے، کہ میرے گرد مسئلہ وحدت گھومے ،خود محوری، خود خواہی، خود غرضی یہ وحدت کے لیے سب سے بڑا مانع ہے، یعنی نہ صرف محور نہیں ہیں بلکہ موانع ہیں۔

ظاہر ہے ایک ہی گفتگو ہر ماحول میں ایک تناظر میں نہیں دیکھی جاتی مثلاً ایک گفتگو آپ ایرانیوں کے سامنے کریں وہ اس سے کچھ اور مطلب سمجھتے ہیں، یہی گفتگو آپ عراقیوں کے اندر کریں وہ اس گفتگو سے کوئی معنی سمجھتے ہیں، یہی گفتگو آپ افغانیوں کے اندر کریں وہ اس سے کچھ اور معنی سمجھیں گے اور وہی آپ پاکستانیوں کے سامنے کریں وہ اس گفتگو سے ایک اور معنی سمجھتے ہیں، کیونکہ پہلے سے جو ذہنیت بنی ہے اسی تناظر میں وہ بات کو لیتے ہیں، پاکستان میں مخاطبین پاکستانی ہیں، یہاں یہ گفتگو کرتے ہوئے ہمیشہ یہ مشکل ہے، آپ کو بھی یہ تجربہ ہے اور مجھے بھی اور سب کو تجربہ ہے، کیونکہ ہم لوگوں نے اسی مسئلے میں عمر گزاری ہے اور بخوبی اب معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے مخاطبین کی نفسیات کیا ہیں، عوام کی، خواص کی، علماء کی، غیر علماء کی، سیاست دانوں کی، دینداروں کی روشن فکروں کی جوانوں کی، بڑوں کی، خواتین کی ،غرض مختلف طبقے ہیں اور یہ ان کی نفسیات ہیں، مخاطبین بہت اہم ہیں حتیٰ ہمارے جو اردو زبان کے شعراء ہیں وہ فارسی زبان کے شعراء سے ذرا مختلف لب ولہجہ رکھتے ہیں چونکہ ان کو بھی ان کی نفسیات کا پتہ ہے، مثلاً وہی بات مولانا فارسی زبان میں کرتے ہیں لوگ ان کی پرستش شروع کر دیتے ہیں وہی بات علامہ اقبال کرتے ہیں لوگ ان کو دین سے خارج سمجھتے ہیں اتنا فرق ہے مخاطبین کے اندر ہوتا ہے، جیسے مولانا روم منصور حلاج کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ اشاروں میں باتیں کرتے تھے، اس کے باوجود لوگوں نے انہیں پھانسی پر لٹکا دیا اور مولانا روم فرماتے ہیں کہ میری باتیں اتنی تند اور صریح ہیں کہ مجھے خود حلاج آ کر پھانسی لگائے گا یعنی مخاطبین کا اتنا فاصلہ ہے کہ ایک دفعہ مثلاً اشارے میں بات کر دی اس کو پھانسی لگا دیتے ہیں اور ایک دفعہ ایک آدمی ایسی سخت بات کرتا ہے کہ خود منصور اٹھ کر اس کو پھانسی لگا دیتا

ہے مولانا روم فرماتے ہیں میری باتیں اتنی سخت اور تند ہیں کہ منصور حلاج بھی ان کو برداشت نہیں کر
سکتا، چہ جائیکہ عوام برداشت کریں۔

ایک اور ادیب فیض جو اردو زبان کے شاعر ہیں، بات کرتے ہوئے ڈرتا ہے کہ کروں یا نہ کروں
ایک نظم میں اس کا قافیہ ہے

جانے کس رنگ میں تفسیر کریں اہل ہوس
مدح زلف و لب ورخسار کروں یا نہ کروں ......(۲)

اس شعر کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ میں کہوں لب وہ سمجھیں عورت کے لب، میں کہوں زلف
وہ کہیں عورت کی زلف، اس لیے کہ اہل ہوس پتہ نہیں کس زبان میں سمجھیں اور کیا معنی اخذ کریں۔

اس طرح آپ توجہ فرمائیں امام خمینیؒ کی عارفانہ ومعروف نظم کا ایک شعر ہے البتہ امام خمینیؒ کے
اشعار اور نظمیں اب ایک دعوان کی صورت میں بھی سامنے آچکی ہیں، اس شعر میں فرماتے ہیں کہ

من بہ خالِ لبت ای دوست گرفتار شدم
چشم بیمارِ تورا دیدم و بیمار شدم......(۳)

اس غزل پر بعض نادانوں، احمقوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ امام دین سے خارج ہیں، بعضے کہ
کہ یہ عرفاء شافعین میں سے ہیں یعنی یہ مطلب جو امام نے اس غزل میں بیان کیا ہے اس سے انداز
ہوا کہ امام کا شمار اعلیٰ درجے کے عرفا میں ہوتا ہے۔

مخاطبین کے فہم میں اتنا فرق ہے، پاکستان کے اندر کچھ مستثنیات ہیں البتہ میں پاکستان کی بات کر
ہوں، دوسروں کینفی نہیں کر رہا ہوں وہ احساس محرومی نہ کریں اس لیے کہ ممکن ہے دوسری جگہ بھی اس قسم
کے تلازمات موجود ہوں بلکہ یقیناً ہیں قطعاً موجود ہیں مثلاً چند تلازمات جو پاکستان میں اس

---

(۲) دیوان فیض۔
(۳) دیوان امام خمینیؒ، ص ۱۴۲۔

وقت رائج ہیں اور آپ سب کے شناخت شدہ ہیں، میں انہی کی طرف اشارہ کر رہا ہوں، مثلاً ضیاء الحق نے اعلان کیا کہ اگر آپ کو اسلام چاہیے تو میں صدر رہوں، یہ تلازم اور ربط اگر تمام دنیا کے منطقی بیٹھ جائیں اس کو کشف کریں کون سا تلازم ہے یہ کس قسم کا لازمہ ہے یہ شاید اگر ایک ارسطو نہیں کئی ارسطو بھی جمع ہو جائیں تو یہ تلازم کشف نہیں کر سکتے کہ "اگر آپ اسلام چاہتے ہیں تو میں صدر رہوں" ان دونوں چیزوں کا آپس میں کوئی ربط ہے؟ اب جوانوں کو پتہ نہیں ہوگا وہ ضیاء الحق کے زمانے میں چھوٹے تھے لیکن بڑوں کو پتہ ہے کہ اس نے ریفرنڈم کروایا اور اس میں نعرہ یہی تھا (اگر اسلام چاہتے ہو، میں صدر ہوں) ہاں یا نہ کی پرچی اس نے دی تھی، اسلام چاہتے ہو یا نہیں ہاں یا نہ، یعنی نہ کا مطلب اسلام نہیں چاہیے، ہاں کا مطلب اسلام چاہیے، "ہاں" کا معنی یہ پانچ سال کے لیے صدر رہوگا، "نہ" کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کو اسلام نہیں چاہیے، دنیا ساری حیران تھی کہ کس کے ذہن سے یہ تلازم نکلا ہے؟ ساری دنیا حیران تھی، ان کا آپس میں اصلاً کیا لازمہ ہے کہ اگر تمہیں اسلام چاہیے تو میں پانچ سال تک تمہارا صدر ہوں؟ یہ واقعیت ہے پاکستان کے اندر اب یہ موجودہ جرنیل جو ضیاء الحق سے بھی چند قدم آگے ہے۔ حماقت کی طرف دو جرنیلوں کی دوڑ ہے، اس جرنیل نے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔

امریکا میں ایک کمپنی ہے یہ جو طنزیہ کام کرتی ہے، جس طرح سے لوگوں کو کوئی خدمت کرنے پر نوبل انعام ملتا ہے، اسی طرح یہ کمپنی بھی ہر سال احمق ترین (سب سے بڑے بے وقوف) انسان کو انعام دیتی ہے اور بش ایسا چمپیئن ہے کہ اس میدان میں ہر سال ٹائٹل جیت لیتا ہے اور یہ ہمارا صدر دوسرے نمبر پر ہے کبھی تیسرے نمبر پر رہتا ہے ان کو خود پتہ نہیں، ابھی ان کی حماقتوں کے جو آثار ہیں وہ سب آپ دیکھ رہے ہیں، ان کی بے وقوفیوں کی وجہ سے پاکستان آئے روز جل رہا ہے، انہوں نے امت فروشی، دین فروشی، وطن فروشی اور سب کچھ کیا، سب کچھ ڈبو کے، ہڑپ کر کے نعرہ کیا ہے؟ جیسا کہ ضیاء الحق نے کہا تھا کہ اگر اسلام چاہتے ہو تو میں صدر رہوں، یعنی آپ کی منطق دانی کی آزمائش ہے کہ اگر آپ کو اسلام چاہیے تو میں صدر رہوں اور ان کا نعرہ یہ ہے کہ اگر پاکستان بچانا چاہتے ہو تو میں

صدر ہوں، اس میں کیا تلازم ہے کہ اگر مجھے بیچ میں سے ہٹا دیا تو اسی دن پاکستان ختم ہو جائے گا؟ لہذا اگر پاکستان چاہیے تو میں صدر ہوں، اسی طرح آپ عراق میں آجائیں وہاں میں بھی ایک تلازم ہے اور باقی جگہوں پر بھی ہے لیکن ذہنیت سے زیادہ سازگار تلازم ہے کہ اگر تشیع بچانا چاہتے ہو تو امریکہ کی مخالفت نہ کرو، یہ ہے بات! ایک نعرہ عام ہے کہ اگر آپ نے امریکہ کی مخالفت کی تو تشیع ختم ہو جائے گی اس کا آپس میں کیا تلازم ہے؟

امام خمینیؒ نے چاروں طبقات سے باخبر رہنے کی تلقین کی تھی امام خمینیؒ نے ان مقدس مآبوں، مقدس نماؤں اور انقلاب نماؤں سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی تھی، ایک تو واقعاً مقدس ہے اور ایک مقدس نما ہے، مقدس نہیں ہے ویسے لبادۂ تقدس اس نے اوڑھا ہوا ہے، یہ خطرناک ہے، اور ایک واقعاً انقلابی ہے وہ خوب ہے لیکن ایک انقلابی نماء ہے، لبادہ انقلاب اس نے اوڑھا ہوا ہے، مثلاً بسا اوقات نعرہ ہوتا ہے ابھی ایران میں بھی ہے ایران سے باہر بھی ہے اپنے ہاں بھی ہے کہ اگر آپ ولایت کے تابع ہو تو ہمارے گرد جمع ہو جاؤ، ولایت فقیہ کو اگر مانتے ہو تو آپ ہمارے گرد جمع ہو جاؤ یہ بھی ایک تلازم ہے!

ظاہر ہے جب سربراہ ایسی باتیں کرے گا تو دوسرے بھی کریں گے، ان کا منہ تو کوئی بند نہیں کر سکتا پاکستان میں جو اطلاعاتی ایجنسیاں، انٹیلی جنس ایجنسیاں ہیں وہ بہت ہی ہوشیار اور قابل ہیں، مثلاً پاکستان میں آپ کوئی بات کریں ممکن ہے وہ ان کی نظروں سے اوجھل رہے، لیکن ملک سے باہر جو بات ہو وہ فوراً ان تک پہنچتی ہے، یہ ایجنسیاں اس قدر قابل ہیں کہ دنیا کی کسی بھی ایجنسی میں ایسے مقدس، پڑھے لکھے، دیندار، اہل علم، اہل فضل اہلکار نہیں ہیں اور مشکل سے میسر آتے ہیں، ان کا ایک نعرہ ہے کہ اگر محب وطن ہو تو اپنے بھائیوں کی جاسوسی کرو، یہی ان کی تلقین اور تعلیم ہے، البتہ میں نے عرض کیا کہ باقی جگہوں پر بھی ایسے ہی ہے باقی نام نہیں لے رہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہاں یہ کام نہیں ہوتا وہاں بھی ہوتا ہے، کہتے ہیں محب وطن ہو تو فلاں کی رپورٹ دو، محبت وطن ہو، اس کے بارے میں بتاؤ، محب وطن ہو فلاں کا بتاؤ کیا ہے؟ یہ، یہ کام ہیں۔

بعض مولانا ہیں ان کا یہ نعرہ ہے کہ اگر تم ہمارے مخالف ہو دین سے باہر ہو، یعنی اگر ان کی رائے سے آپ نے ادنیٰ سا بھی اختلاف کیا تو آپ دین سے باہر ہیں۔ اصلاً اسلام سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے، ایک دم اسلام سے اجنبی ہیں، آپ نامحرم ہیں اور اس قسم کے اور بہت سارے تلازمات موجود ہیں۔ مثلاً یہاں فلاں استاد بہت اچھا ہے کیونکہ میں اس کے پاس درس پڑھتا ہوں۔ ہمارے استادوں کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ ہم ان کے پاس پڑھتے ہیں۔ اگر ہم ان کے پاس نہ پڑھیں تو پیچھے کیا رہتا ہے؟ یا جن استادوں کے پاس ہم نہیں پڑھتے، ان کے اندر کوئی صلاحیت نہیں ہے، یہ تلازمات ہیں جو ہمارے ذہنوں میں راسخ ہیں یا جس گروہ، پارٹی میں ہم نہیں ہیں، وہ اصلاً ہیں کیا؟ جس میں ہم نہیں تو ہمارے بغیر اس کا کیا وجود ہے؟ اس قسم کے تلازمات بھی ذہن میں راسخ ہیں، یہ کیا تلازم ہے؟ یہ سارے تلازمات خودمحوری کے ہیں یہ تلازمات منطق نے بیان نہیں کیے ہیں، ارسطو کے تخیلے (خیال) میں بھی نہیں آیا تھا کہ لوگ یہ تلازم بھی اک دن کشف کریں گے۔

شیخ رئیس (بوعلی سینا) نے کہا ہے کہ ارسطو نے ایسی منطق تدوین کی ہے کہ ہزاروں سال گزر گئے ہیں لیکن کوئی ایک نکتہ اس پر اضافہ نہیں کر سکا۔ یہ خودمحوری کے تلازمات نہ ارسطو کے ذہن میں آئے، نہ شیخ رئیس کے ذہن میں آئے۔ اگر وحدت چاہتے ہو میں آپ کا مرکز اور محور ہوں، میرے گرد جمع ہو جاؤ، اس میں کونسا تلازم ہے؟ لیکن ہم جس ماحول سے تعلق رکھتے ہیں اس میں اس قسم کی فضا اور ذہنیت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم محور وحدت کو مشخص کریں، محور وحدت کونسی چیزیں ہیں؟ یعنی جن چیزوں کو ہم وحدت کا محور قرار دے سکتے ہیں۔

1۔توحید

سب سے پہلا محورِ وحدت ''توحید'' ہے، یعنی اتحاد بین المسلمین کا بنیادی ترین واساسی ترین محور ونقطہ توحید ہے۔ جیسے سعودی عرب عید قربان کا اعلان کرتا ہے اور سب کے سب شیعہ، سنی جتنے فرقے اور

مذاہب وہاں پر ہیں کہتے ہیں ٹھیک ہے جو آپ نے اعلان کیا ہم اسی دن حج کرینگے اور ہمارے ہاں اس طرح نہیں ہے عید الفطر کا اعلان ہوتا ہے تو اس کے مقابلے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں آقا کی عید ہے، فلاں آقا کی عید نہیں ہے۔ حج کا نمونہ بہترین نمونہ ہے، اب وہ صحیح اعلان کرتے ہیں یا غلط، بالآخر اتحاد کا ایک بہترین مظاہرہ ہے، صحیح اعلان کرتے ہیں تو بھی اتحاد کا بہترین مظاہرہ ہے، غلط اعلان کرتے ہیں تو بھی اتحاد کا بہترین مظاہرہ ہے کہ جب مسلمانوں میں ایک اعلان ہو جاتا ہے کہ آج دس ذی الحجہ ہے نو ذی الحجہ ہے حج کرو پھر سب فرقے مل کر اسی دن حج کرتے ہیں۔

سعودی عرب اعلان کرے تو اس دن عرفہ ہو جاتا ہے لیکن اگر شیعہ رہبر عید کا اعلان کرے تو اس عید نہیں ہوتی کیوں؟ اسی خودمحوری کی وجہ سے، کیونکہ جب میں اپنے نام سے عید کا اعلان کرونگا تو میرا نام اٹھے گا لوگ کہیں گے کہ فلاں آقا کی عید ہے، جیسے ہمارے ہاں عید الفطر پر ہو رہا ہے۔ اب عید قربان بھی اس آقا کی اور اس آقا کی عید ہو گئی ہے۔

لُبِسَ الْاِسْلَامُ لُبْسَ الْفَرْوِ مقلوبًا......(۱)

عید کے اضافے اور نسبتیں بدل گئی ہیں اسلام کی عید کی بجائے فلاں آقا کی عید ہو گئی ہے، عالی ترین محور وحدت توحید اور خدا کی ذات ہے کہ جس کی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا ہے حتیٰ یہی وہ نکتۂ وحدت ہے کہ جس میں تمام ادیان جمع ہو سکتے ہیں

---

(۱) نہج البلاغہ (شیخ عبدہ) خطبہ ۱۰۸، ج ۱۔

قُلْ یَا اَهْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلیٰ کَلِمَةٍ سَواءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ......(۱)

توحید قرآنی محور اتحاد ہے اس پر سب اکٹھا ہو سکتے ہیں۔ عنصر دین نقطہ اتحاد ہے، بالآخر دو دیندار ہوں، دو مذہبی ہوں، ایک کا الگ مذہب ہو، ایک کا الگ مذہب ہو، لیکن ایک تیسرا ہو جس کا کوئی مذہب و دین نہ ہو، فرض کریں ایک شیعہ مذہبی ہے ایک سنی مذہبی ہے اور ایک بے دین آدمی ہے، یہاں پر شیعہ، سنی دونوں کی کوشش ہوگی کہ اس بے دین کو اپنا دوست بنالیں لیکن آپس میں ایک دوسرے کے قریب نہیں ہوں گے۔ جب کہ دین محور اتحاد ہونا چاہیے، بالآخر وہ اپنے مذہب کا پیرو ہے آپ اپنے مذہب کے پیرو ہیں، مزید یہ کہ فرض کریں ایک ہندو مذہبی آدمی ہے اور ایک غیر مذہبی ہے ان دو میں سے کون بہتر ہے؟ ان میں سے مذہبی ہندو بہتر ہے اگرچہ تطبیق میں اس نے اشتباہ کیا ہے وہ بُت کو خدا سمجھتا ہے یا جو بھی کرتا ہے لیکن بالآخر خدا کا تصور تو اس کے ذہن میں ہے، اس سے تو بہتر ہے جو ہر سے منکر تصور خدا ہے۔

2۔ مشترکہ ھدف

ہدف مشترک محور اتحاد ہو سکتا ہے، محور وحدت ہو سکتا ہے اس ہدف تک پہنچنے کے راستوں میں وحدت ہو سکتی ہے، مشترکہ ہدف تک جانے کے لیے بعض راستے ایک ہیں، ان راستوں میں وحدت ہو سکتی ہے۔

3۔ درد

میری نظر میں وحدت عملی اور شُستہ رُفتہ وحدت، جو شائبوں، مکاریوں اور منافقتوں سے خالی ہوتی ہے اس کا محور درد ہے، سب کا درد ایک ہو، یہ عالی ترین نمونہ وحدت ہے، بلاشبہ اس میں کوئی داغ و

---

(۱) سورہ آل عمران آیت ۶۴۔

دھبہ نہیں ہے۔ وہ لوگ جن کا درد ایک ہے، ایک مشترک درد رکھتے ہیں ان کے پاس عالی ترین محور وحدت ہے، اہل درد اہل نظر، اہل فکر، اہل اعتقاد اور اہل علم یہ سب محور وحدت ہیں، لیکن فکر اور علم میں فرق ہے۔ بعض مسائل اور علمی آراء میں علمی وحدت ہو سکتی ہے، لیکن فکر غیر از علم ہے فکر سے مراد شعور ہے، ہمارے ہاں علمی طور پر بھی تھوڑا ضعف ہے لیکن کسی حد تک کام چلانے کے لیے علم ہے لیکن اہل علم میں بھی فکر اور شعور کا فقدان ہے اور ظاہر ہے بے شعوری سے تو وحدت برقرار نہیں ہوتی۔ مثلاً کوئی مشترک فکر نہ ہو اور وحدت ہو یہ وحدت بانجھ وحدت ہے۔ جس کو فارسی میں کہتے ہیں ''تو خالی'' کھوکھلی وحدت ہے اس کے اندر کچھ بھی نہیں ہے۔

﴿رہبری﴾

4۔رہبری

ایک نکتہ اشتراک، رہبریؑ مشترک ہے ہمارا رجحان علاقائی رہبری کی طرف زیادہ ہے، ہمارا دشمن مرکزیت کی طرف رجحان رکھتا ہے، گلوبلائزیشن کی طرف جارہا ہے تفرقے ختم کر کے جغرافیائی سرحدیں، قومی سرحدیں اور ثقافتی سرحدیں مٹا کر ایک نظام برپا کرنے کی طرف جارہا ہے، اور ہم اپنے مرکزی نظام کو توڑ تفرقے کی طرف رجحان رکھتے ہیں اور ایک لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مرکزی نظام جو افتخارِ تشیع تھا، عالمی مرکزی مرجعیت کا نظام، تمام جہان تشیع ایک مرجع کا مقلد ہوتا تھا، لیکن ابھی آہستہ آہستہ مرجعیت بھی لوکلائز ہو رہی ہے، یعنی مرکزی مرجعیت، محلی مرجعیت، قومی مرجعیت اور علاقائی مرجعیت میں تبدیل ہو رہی ہے۔

رہبری یعنی ایک مرکزی رہبری، اگر ہم علاقائی رہبری میں بٹ گئے تو یہ خود تفرقے کا موجب ہو گا۔ ہمارے پاس دنیا میں اقلیتوں کے ایسے نمونے موجود ہیں جن کی ایک مرکزی رہبری ہے، جیسے آغا خانی ہیں، جیسے بوہری ہیں اور جماعتیں ہیں جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں لیکن ان کی ایک مرکزی رہبری ہے اور اس وجہ سے جہاں جہاں بھی ہیں سب ایک ہیں، اگر ہر علاقے کا رہبر الگ ہو جائے تو یہ خود محوری اور تفرقہ ہے۔

5۔ انقلاب

ایک محور اتحاد انقلاب ہے، انقلابی فکر، انقلابی رجحان اور انقلابی تعلیمات رکھنے والے، جن کی ذہنیتیں انقلابی ہیں جن کی تربیت انقلابی ہے ان کے لیے انقلاب ایک بہترین محور وحدت ہے، ہمیں بے دینوں سے سیکھنا چاہیے، اگر بے دین وطن پر، زبان پر، قوم پر ایک ہو سکتے ہیں تو کیا ہم معنویات پر ایک نہیں ہو سکتے؟ انقلاب معنویات میں سے ہے۔

6۔ دشمن مشترک

ایک محور وحدت دشمنِ مشترک کا تعین ہے، امام خمینیؒ اسلامی دنیا کی توجہ اس نکتے کی طرف مبذول فرماتے رہے کہ آپ اگر آنکھیں کھول کے دیکھیں تو ہمارا ایک ہی دشمن ہے۔ آج یہ بات منصۂ شہود پر پہنچ چکی ہے اور ثابت ہو چکی ہے، اور ساری اسلامی دنیا نے قبول کر لیا ہے کہ سنی اور شیعہ کا ایک ہی دشمن ہے کسی تفریق اور امتیاز کے بغیر اس کی دشمنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور وہ امریکہ اور استکباری طاقتیں ہیں۔

7۔نظام

نظام و سسٹم، یہ بھی ایک محور وحدت ہے۔ایک نظام ایک سسٹم جس میں سب منسلک ہو جائیں تو ان میں اتحاد برقرار ہو جائے گا۔

انکے علاوہ اور بھی محور وحدت ہیں جیسے اشتراک عمل اور مشترکہ جدوجہد، اور مصلحت اسلام و مسلمین نہ ذاتی و شخصی مفادات، چونکہ یہ خود محوری میں شمار ہوتے ہیں۔

وحدت کی راہ میں حائل رکاوٹیں

وہ چیزیں جو محور وحدت نہیں ہونی چاہئیں جب کہ آج انہیں محور وحدت سمجھا جاتا ہے اور ان کے گرد طواف ہوتا ہے وہ نہ تو عامل وحدت ہیں بلکہ محور تفرقہ ہیں۔مثلاً حزب، گروہ، علاقہ، وطن، زبان، شخصیت، قومیت، مفاد، جذبات، عواطف، احساسات، قدرت...... یہ چیزیں محور وحدت نہیں ہیں۔ ان کا وحدت سے تناقض اور تضاد ہے، یہ ضد وحدت امور ہیں، ہم ان ضد وحدت امور کو وحدت کا محور قرار دیں اور ان کے گرد جمع ہو کر شعار وحدت لگائیں، تو کبھی بھی وحدت برقرار نہیں ہوگی۔البتہ یہ سارے عناوین ایسے ہیں جن کو واضح کرنے کی ضرورت ہے لیکن اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف نظر کرتے ہیں۔

عامل وحدت

علماء اور روحانیت کا کردار وحدت کے ایجاد کرنے میں بہت موثر ہے جب کہ باعث تفرقہ بھی

یہی طبقہ ہے اور وحدت بھی اس طبقہ کے بغیر ایجاد نہیں ہو سکتی چونکہ مذہبی محوریت علماء اور روحانیت کو حاصل ہے، لیکن محور وحدت یہ نہ ہو کہ کوئی یہ نعرہ لگائے کہ میرے گرد جمع ہو جاؤ، بلکہ علماء کو چاہیے کہ وحدت میں روحانیت کا کردار ادا کریں، تا کہ شیعہ سنی کو ایک دوسرے کے قریب آئیں، اس میں دونوں طرف کے علماء مثبت کردار ادا کریں اور اسباب وعوامل تفرقہ کی نشاندہی کریں، چونکہ کچھ مذہبی تعلیمات یا مذہبی لٹریچر ہے جو باعث تفرقہ بنتا ہے، یعنی اعتقادی بحثیں ہیں فقہی بحثیں ہیں ان دونوں کو الگ الگ نشاندہی کرنے کی ضرورت ہے، نیز وہ امور جو باعث وحدت ہیں ان کی بھی نشاندہی ہونی چاہیے، جس میں علماء بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں۔

منادیان وحدت

یہ ایک مستقل عنوان ہے "وحدت از نظر امام خمینیؒ"، امام خمینیؒ نے امت مسلمہ کے درمیان اتحاد کیلئے حج کو ایک پلیٹ فارم کے طور پر متعارف فرمایا ہے۔ وحدت اسلامی کے عملی طریقے، وحدت اسلامی کا لائحہ عمل بتایا تا کہ ان خطوط پر چل کر وحدت ایجاد کر سکیں، امت مسلمہ کے خدوخال امت کی تعریف کہ امت کیا چیز ہے؟ اس کو مشخص کرنے کی ضرورت ہے چونکہ جب تک ہم گروہوں، پارٹیوں اور حزبوں سے نکل کر امت کی طرف سفر نہیں کرینگے وحدت کا تصور خام خیالی ہے، لہٰذا امت کا قرآنی اور اسلامی تصور پیش کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح پاکستان اور برصغیر کیلئے مہم ہے "وحدت از نظر علامہ اقبال" کہ علامہ اقبال بھی ان منادیان وحدت میں سے ہیں کہ جن کی ساری عمر ساری کوششیں اسی

اتحاد بین المسلمین کیلئے تھیں۔ اگرچہ مصلحین میں ان کا تذکرہ آجاتا ہے لیکن یہ اس موضوع کے بہت اہم عناوین اور بہت اہم رکن ہیں اس وجہ سے ان کو مستقل عنوان کے تحت ذکر کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح جمال الدین افغانی اور وحدت اسلامی، علامہ شرف الدین موسوی اور وحدت اسلامی، علمائے مصر اور وحدت اسلامی۔

حکومتوں کا تفرقہ ایجاد کرنے میں کردار

حکومتوں کا تفرقہ ایجاد کرنے میں بڑا کردار رہا ہے، مثلاً اس وقت پاکستان میں یا عراق کے اندر یا بعض آس پاس کی علاقائی حکومتیں اور عالمی استعماری حکومتیں یہ جب چاہیں وحدت پیدا ہو جاتی ہے اور جب چاہیں تفرقہ ڈال دیتی ہیں۔ ان کے ہاتھ میں پوری ڈور ہے۔

﴿حکومتوں کا تفرقہ ایجاد کرنے میں کردار﴾

تفرقہ کے نقصانات

انتشار اور پراکندگی کے نقصانات مشخص کرنے کی ضرورت ہے، اگر ان کو اعداد و شمار کے ساتھ ذکر کریں تو زیادہ مؤثر ہے۔ مثلاً تفرقے میں آج تک کتنی جانیں ضائع ہوئیں؟ کتنا مال ضائع ہوا؟ کتنی عقب ماندگی ہوئی؟ کتنے نقصانات ہوئے معنوی، کلچرل، دینی، اجتماعی، سیاسی یہ بہت زیادہ ہیں۔ تفرقے کے نقصانات یہ بھی ہیں کہ مثلاً دیندار آدمی الیکشن نہیں جیت سکتا، بے دین آدمی یا دشمن انسان ووٹ لے کر جیت جاتا ہے، مسلمانوں کی عقب ماندگی کے اسباب میں تفرقے کا اہم کردار ہے۔

وحدت اور تفرقہ ایجاد کرنے کے مؤثر ذرائع

وحدت اور تفرقہ میں میڈیا کا ہمیشہ سے مؤثر کردار رہا ہے، لیکن ہمیں ان مراکز کی نشاندہی کرنے کی ضرورت ہے جو وحدت ایجاد کرنے میں سب سے مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں چونکہ سب یکساں نہیں ہیں بعض مراکز ایسے ہیں جن کے اندر پوٹینشل (Potentional) زیادہ ہے، اب ممکن ہے جس کے اندر وحدت کا پوٹینشل ہو، وہ اسے نظر انداز کر کے کسی اور سمت میں لگ جائے، مثلاً اگر وحدت کے عنوان سے ایک ادارہ کارفرما ہے تو اسے چھوڑ کر کسی اور ادارے سے جو کوئی اور کام کر رہا ہے کہا جائے کہ وحدت کا سیمینار منعقد کریں، اس میں پوٹینشل نہیں ہے، وحدت کے کام کا وہ دوسرا مرکز جو ہے کہ جس کے اندر زیادہ پوٹینشل موجود ہے وہ وحدت کا سیمینار منعقد کر سکتا ہے، مذاہب کے اندر وحساس نکات جو چنگاری کا کام دیتے ہیں۔ چنگاری جن کو ذرا سی ہوا ملے شعلہ بنا دیتی ہے۔ ان حساسیتوں کی نشاندہی کی ضرورت ہے جن پر ہائی الرٹ یا ریڈ الرٹ کر دیا جاتا ہے کہ ادھر قدم نہیں رکھنا، ادھر آنا ممنوع ہے۔ یہاں قدم رکھتے ہی دھماکہ ہوگا۔ جب تک ان کی نشاندہی نہ ہو تفرقہ سے نہیں بچا جا سکتا، وہ گروہ، مراکز اور ٹیمیں جو باقاعدہ تفرقے کے لیے وجود میں آئی ہیں اور باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت تفرقہ پیدا کر رہی ہیں، منصوبہ سازی کر رہی ہیں، ان مراکز کی نشاندہی اور شناخت بہت ضروری ہے۔

نتیجہ

نہایۃً یہاں ایک جامع عالمی وحدت کے لیے ایک طرح اور منصوبہ بندی ہونی چاہیے، اور علاقائی

خصوصیات کے پیش نظر بھی ایک طرح اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے، چونکہ علاقائی خصوصیات مختلف ہیں، پاکستان، عراق، ایران، افغانستان اور ہر ملک کے مختلف علاقائی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے وحدت کے لیے ایک جامع طرح اور منصوبہ بندی ہونی چاہیے، جیسے قبائلی اور شہری علاقہ یا قبائلی اور غیر قبائلی علاقوں کے اندر جو صورتحال ہے اس کے پیش نظر وحدت کیلئے ایک عموی کوشش کرنی چاہیے۔

یہ شاید منشور وحدت کے اصلی خطوط ہیں، جو ذکر کیے گئے ہیں اگر ان کو ہم بیان کرسکیں، کھول سکیں اور ان محوروں میں کوشش کریں ان کو لوگوں کے سامنے پیش کریں اور لوگوں کیلئے میدان فکر فراہم کریں کہ وہ انہی جیسے موضوعات میں آکر اظہار نظر کریں تو کم از کم وہ تفرقہ کی فضا جو ذہنوں میں بنی ہوئی ہے وہ تبدیل ہو سکتی ہے اور آہستہ آہستہ (علامہ اقبالؒ کے بقول) اہل اسلام کی پراکندہ اور منتشر تصویر کو دوبارہ ہم ایک لڑی میں پرو سکتے ہیں۔ انشاء اللہ وہ دن آئے گا کہ جب تمام مسلمان وحدت کا مظاہرہ کریں گے۔

وحدت و
انسجام اسلامی
کیوں اور کیسے؟

- وحدت وانسجام اسلامی کیوں اور کیسے؟
- وحدت بنیادی اصل
- وحدت کی اقسام
- جہان اسلام میں تفرقہ کے محور
- وحدت کے موانع
- وحدت کی کوشش کو نقصان پہنچانے والے موانع

4

وحدت و انسجام اسلامی کیوں اور کیسے؟

اس موضوع کا آغاز میں علامہ اقبال کے ایک مصرع سے کرنا چاہتا ہوں علامہ اقبال اس کیوں اور کیسے کا جواب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے......(۱)

شکتی یعنی طاقت، قدرت، اقتدار، شانتی بمعنی سکون، چین، صلح و امن یہ سب بھگتوں کے گیت میں ہے، مذہبی رہنماؤں کی تعلیمات میں ہے، دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے۔ زمین کے اوپر رہنے والے باشندوں کی نجات، محبت، وحدت والفت میں ہے ایک لحاظ سے اس پر تأسف کا اظہار کرنا چاہیے کہ ہمیں ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ جہان اسلام و امت مسلمہ کے لیے وحدت کے موضوع کو اجاگر کیا جائے، اس کی اہمیت بیان کی جائے، وہ وحدت جو اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے، اسلامی منابع کی نگاہ سے اگر ہم وحدت کو دیکھیں تو وحدت کا وہ تصور نہیں ہے جو سیاست کی دنیا میں یا دیگر مکاتب کی نظر میں موجود ہے۔

وحدت بنیادی اصل

وحدت دیگر اسلامی اصولوں کی مانند ہے، ایسے نہیں ہے کہ یہ ضرورت صرف ایک زمانے کی اقتضاء ہو، ایک مکانی ضرورت ہو یا کسی خاص قوم کی ضرورت ہو بلکہ وحدت اسلام کی نگاہ میں ''ریشہ دار'' ہے اس کی جڑیں اسلام کے اصولوں میں ہیں، اسلام کی بنیادوں میں ہیں۔ وہ نظریہ انسانی معاشرے کے

(۱) کلیات اقبال، بانگ درا، ص ۸۸۔

لیے ایک دائمی اصل اور ہمیشہ کے قانون کی حیثیت رکھتا ہے جس کی جڑیں اس معاشرے کے پیچھے موجود اور کارفرما فلسفہ کے اندر موجود ہوں، اور اتفاق سے اسی طرح وحدت دین کے فلسفہ وجودی کے اصولوں میں سے ایک ہے۔ کس قدر دین سے دوری ہوئی یا دینی تعلیمات فراموشی کا شکار ہوئیں کہ وحدت جیسے موضوع کو اجاگر کرنے کی ضرورت پڑی یہ ایسے ہی ہے، جیسے دین کے پجاریوں کو اور دین کے پیروکاروں کو توحید یاد دلائی جائے، توحید کی اہمیت بتائی جائے اور توحید کی طرف دعوت دی جائے یعنی خدا کو ایک ماننا، جس قوم میں، جس مسلمان معاشرے میں ضرورت پڑ جائے کہ توحید کو نمایاں کیا جائے، معلوم ہوا وہ دینی اصولوں سے بہت دور ہیں، ان کے اندر دین کا حقیقی چہرہ اس طرح سے پیش نہیں ہوا جیسا کہ ہونا چاہیے تھا۔

وحدت کی اقسام

1۔وحدت تکوینی:

وحدت اگر ہم دیکھیں تو کل جہان ہستی پر وحدت اور اس کا قانون کارفرما ہے کیونکہ عالم تشریع جب تک سازگار نہ ہو عالم تکوین کے ساتھ تشریع کو ایک پائدار بنیاد میسر نہیں آتی تشریع کی پائدار بنیادیں جہان تکوین میں ہیں، وحدت کا ایک عرفانی مرتبہ ہے کہ کثرت اسمائی، اسمائے حق تعالی، اسمائے مقدسہ کی کثرت اس وجہ سے قائم ہے چونکہ ان کے اوپر وحدت سایہ فگن ہے، نظم وترتیب ان اسماء کے اندر وحدت کے زیر سایہ ہے اور جہان ہستی مجردات اور مادیات سمیت جہان کثرت ہے، لیکن اس کثرت کے اوپر وحدت کا ایک لطیف پردہ اور ایک کساء وردا٘وحدت سایہ فگن ہے، جس کے سائے میں کثرت موجود اور باقی ہے اور اگر وہ سایہ وحدت ضعیف پڑ جائے، تو یہ کثرت نابود ہو جائے گی باقی نہ رہے گی حتیٰ کثرت، کثرت بھی نہ رہے گی۔

عالم طبیعت با اینکہ عالم تکثر ہے و عالم کثرت ہے، لیکن اس کے باوجود ایک مرموز اور پنہاں وحدت جہان طبیعت کی بقا کی ضامن ہے وہ علوم جو طبیعات سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے مطالعے سے

انسان موجودات طبیعہ سے بیشتر آشنائی حاصل کرتا ہے، علماء طبیعت نے اس وحدت کی تشریح کی ہے انہوں نے اس مرموز اور پنہائی وحدت کا اقرار واعتراف کیا ہے، یہ وحدت انسان کو جہان طبیعت کے اندر نظر آتی ہے، مزاج عالم مزاج وحدت ہے اور یہ قانون وحدت عالم طبیعت میں اگر ہم دیکھیں اجسام کی ترکیب اسی کثرت کو وحدت میں پرونے کا نام ہے، اس چیز کا دوسرا نام وحدت واتحاد ہے یا ترکیب ہے، اسی سے سای رونق ہے، اسی سے زمین وآسمان قائم ہیں اور اسی سے زمین کے اوپر موجود ہر چیز وجود میں آتی اور باقی رہتی ہے۔ قانون وحدت کا ضابطہ اور تقاضا مختلف عناصر کو ملا کر ایک جسم واحد کو تشکیل دینا ہے لیکن ان عناصر کا آپس میں سازگار ہونا ضروری ہے، قانون طبیعت یہ ہے کہ جو عنصر باقی عناصر کے ساتھ مل کر ترکیب پیدا نہیں کرسکتا جہان طبیعت اس کو منہدم کر دیتا ہے معدوم کر دیتا ہے، یہ ناموس طبیعت وقانون الہی ہے، ہر عنصر جو ہم اپنے جسم میں دیکھیں جو باقی عناصر کے ساتھ مل کر ایک ترکیب کی حالت پیدا نہیں کرنا چاہتا، بدن کے اندر موجود قانون وحدت اس عنصر کو باہر دھکیل دیتا ہے، اور وہ زوال پذیر ہو جاتا ہے، عالم تکوین اس طرح سے تشکیل پایا ہے۔

2. وحدت تشریعی:

وحدت تشریعی یا ایک اور وحدت جو انسانی معاشرے کے لیے حکم اور دستور کے طور پر اور خصوصًا مومنین ومسلمین کے لیے ضروری ہے اور جس کی وضاحت آج ہمارے سامنے ضروری قرار پائی ہے کہ جس عنصر حیاتی کی طرف پیشوایان ورہبران دینی متوجہ کر رہے ہیں، وحدت کی تاکید پر موجود منابع دین میں اگر دیکھیں تو یہ اصلی دینی موضوعات میں سے ایک وحدت ہے یعنی انسانی معاشرہ بھی دیگر موجودات کی طرح ایک موجود ہے، آپ اس کو طبیعی موجود سمجھیں تو بھی درست ہے، کہ جس کے اپنے ارکان وعناصر ہیں، وہ ارکان وعناصر اپنا خاص قانون رکھتے ہیں اگر ایک لطیف وحدت اس کثرت انسانی کے اوپر سایہ فگن نہ ہو اور ایک کسائے وحدت میں یہ کثرت ملبوس نہ ہو تو انسانی معاشرہ زوال پذیر ہو جاتا ہے قرآن مجید نے جتنی امتوں کے زوال کا ذکر کیا ہے اس کے اندر غور کرنے سے ہمیں یہی نکتہ

حاصل ہوتا ہے کہ وہ تسبیح جسے وحدت نے منسلک رکھا ہوا تھا جب وہ حلقہ ٹوٹا تو وہ امت زوال پذیر ہوگئی، اب ممکن ہے وہ اپنے زمانے کے نبی، امام، پیشوائے دینی کی نافرمانی کی وجہ سے ہو یا کسی دستور خداوندی کی معصیت کی وجہ سے اس وحدت کو پارہ پارہ کیا گیا ہو لیکن یہ عالم طبیعت کا قانون ہے اور یہی قانون عالم انسانیت و جہان بشریت کے لیے بھی موجود ہے۔

3.وحدت اسلام کا فراموش شدہ اصل:

پس وحدت اسلام کی نگاہ میں ایک شعار محض نہیں ہے، بلکہ فراموش شدہ اصل ہے چونکہ اسلام جب فرقوں کی شکل میں بٹا اور اس کے حصے بخرے ہوئے اور ہر حصے اور ہر فرقے نے اپنے لیے خاص فلسفہ بنالیا، اس دوران جو چیز غائب ہوگئی جس کی جستجو میں آج جہان اسلام ہے اور جس کی اشد حاجت محسوس کر رہا ہے وہ وحدت ہی ہے۔

فرقہ بازی، فرقہ سازی کا نتیجہ ہے۔ فرقہ سازی نے سب سے پہلے اس وحدت کو نقصان پہنچایا یہ وحدت اس فرقہ سازی کے اوران من گھڑت فلسفوں کے تحت پائمال ہوئی اور آہستہ آہستہ فراموش ہوگئی اور آج فرق اسلامی کے اندر ہر چیز دیکھنے کو ملتی ہے سوائے اس عنصر حیاتی کے کہ جس کی دینی تعلیمات کے اندر سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے یعنی وحدت، وحدت کی ضرورت اپنی جگہ ایک اہم موضوع ہے اگر چہ ہم اسے سرسری اور اجمالی طور پر تو سمجھتے ہیں شاید کوئی ایسا انسان نہ ہو خصوصاً اہل علم سے توقع نہیں ہے کہ وحدت کی ضرورت سے انکار کریں۔

ایسے مواقع جہاں پر یہ سننے کو ملے کہ بعض وحدت کو پسند نہیں کرتے خصوصاً مذاہب کے درمیان وحدت، مختلف فرقوں کے درمیان وحدت اور مسلم آبادی یا مسلم جمعیت کے درمیان وحدت کو پسند نہیں کرتے اور کھلم کھلا اس کا انکار یا اس کی ضرورت کا انکار کرتے ہوں نہ تو کسی منطقی دلیل کے تحت یا کسی معقول وجہ کے مطابق کرتے ہیں شاید اپنے احساسات اور جذبات کے تحت یہ اظہار ہوتا ہے ایک عقل مند انسان سے کم از کم یہ توقع نہیں ہوتی کہ ضرورت وحدت کا انکار کرتا ہو ہر صاحب شعور و صاحب درد

انسان خصوصاً صاحب درک انسان آج کے اس زمانے میں ہر دوسرے زمانے سے بڑھ کر اس اصل کا اور اس بنیاد کا احساس کرتا ہے۔

امام خمینیؒ جو اس صدی میں جہان اسلام میں عظیم منادی وحدت ہیں، جہاں پر امام بہت سارے اور کاموں میں منفرد و ممتاز ہیں ان میں سے ایک کام مسلمانوں کو اور جہان اسلام کو وحدت کی طرف بلانا اور اس فراموش شدہ اصل کو زندہ کرنا بھی انکا طرۂ امتیاز رہا ہے، امام نے اس کو ایک حکمت عملی کے طور پر نہیں بیان کیا اگر چہ وحدت ایک حکمت عملی بھی ہے اور اگر آج وحدت کا احساس زیادہ کیا گیا ہے اور اس کی طرف تاکید اور توجہ دلائی گئی ہے تو اس کو حکمت عملی کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے لیکن امام راحلؒ کے نزدیک حکمت عملی سے بڑھ کر وحدت حکمت نظری کا حصہ ہے یعنی ایک اعتقادی چیز ہے اسلام کے لیے، اسلام کی تعلیمات کے لیے بنیادی اور حیاتی چیز ہے۔

حکمت عملی ضروری نہیں کہ اس مسلک یا اس مذہب یا اس جمیعت کے اعتقادات سے بھی ہو بعض اوقات انسان حکمت عملی حالات کے مطابق یا وقت کے تقاضوں کے مطابق بھی اپنا سکتا ہے امام فقط ایک حکمت عملی کے طور پر وحدت کو پیش نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے نزدیک وحدت اسلام کی حکمت نظری کا تقاضا ہے۔ قرآن کا دستور ہے اور وحدت سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور سیرت آئمہ اطہار علیہم السلام ہے۔

4. وحدت سے دوری کے اسباب:

عالم اسلام میں وحدت کے کم رنگ اور کم اثر ہونے میں جس عنصر کا سب سے زیادہ دخل ہے وہ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری ہے۔ کتب احادیث اور کتب فقہی میں اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لئے گئے اور ان اقوال سے کسی حد تک استفادہ بھی ہوا لیکن چونکہ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فراموش رہی ہے جس کے نتیجے میں وحدت جیسا اہم عنصر مسلمان معاشرے کے ہاتھوں سے نکل گیا یا خدا کی رسی جس سے تمسک کرنا چاہیے تھا اس پر گرفت ڈھیلی پڑ گئی، جس کی وجہ سے عالم اسلام کو آج نکبت و ذلت و رسوائی و خواری کا سامنا ہے۔ سیرت ویسے بھی فراموش شدہ چیز ہے خصوصاً

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ سیرت کے بجائے دوسری چیزیں زیادہ نمایاں اور برجستہ ہوئیں چونکہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وحدت عالم اسلام میں کس طرح سے برقرار ہو سکتی ہے؟ اور وحدت کس طرح سے پائدار ہو سکتی ہے؟ آیا وحدت ممکن بھی ہے یا نہیں؟ یہ سوال بہت سارے ذہنوں میں موجود ہے وحدت کی ضرورت کا اقرار اور اعتراف تو کرتے ہیں کہ وحدت ہونی چاہیے لیکن آیا یہ وحدت ممکن ہے! اتنے خلیج کے بعد، اتنی فاصلے کے بعد، اتنی نفرتوں کے بعد، اتنی کدورتوں کے بعد، آیا پھر وحدت کا نام لینا کیسے ممکن ہے؟ آیا اس صورت حال میں عالم اسلام میں وحدت ممکن ہے؟

اگر ہم سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر میں رکھیں پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں پر تبلیغ کی توحید کا پیغام پہنچایا، لوگوں کو خدا پرست بنایا، بتوں اور شیطان کی عبادت سے دور کیا وہاں پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصلی اقدامات میں سے ایک وحدت تھی۔ آج کی کدورتوں، نفرتوں، دوریوں اور قتل وغارت گری کو اگر ہم نظر میں رکھیں اور اس کا موازنہ زمانہ بعثت یا قبل کے زمانے سے کریں اس کے منابع موجود ہیں۔ تاریخ میں باقاعدہ زمانہ بعثت یا قبل از بعثت کے زمانہ کا تذکرہ موجود ہے، نہج البلاغہ میں موجود ہے حتی قرآن میں صریح بعض بیانات موجود ہیں کہ اس وقت لوگ کس عالم میں تھے اور ان کی کیا حالت تھی، یقیناً آج مسلمانوں کے اندر جو تفرقہ وفرقہ بازی نفرت وکدورت کا ماحول ہے اس سے کہیں زیادہ شدید تر اس معاشرے اور ماحول کے اندر نفرت وکدورت جنگ وجدال قتل وغارت گری تھی۔ جس میں خداوند تبارک وتعالی نے وجود نورانی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا وہ لوگ اس عالم میں اس جہالت سے نکل کر اگر وحدت کی لڑی میں پروئے جا سکتے ہیں تو یہ آج کے لیے امکان وحدت پر اول دلیل ہے۔ آج کے ماحول میں اور آج کے معاشرے میں قطعاً ایسی صورتحال نہیں ہے جو زمانہ بعثت میں تھی یا قبل از زمانہ بعثت تھی، بالآخر جن سے ہمیں سروکار ہے وہ سب مسلمان ہیں، خدا پرست ہیں۔ جبکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان بھی بنایا پھر ان کی قبائلی اور دیرینہ دشمنیوں کو الفت ومحبت میں تبدیل کر دیا، آج کل ایک افسوس ناک اور بہت ہی غمناک واقعہ رونما ہو رہا ہے کہ پاراچنار میں مذہب کے نام پر اور دین کے نام پر قبائلی

جنگ چھڑ گئی ہے، اس سے زیادہ شدید تر جنگیں قبائلی عرب معاشرے کے اندر موجود تھیں، آج قبائلی علاقوں میں رہنے والے حتیٰ بعض علماء جو یہاں حوزہ میں بھی موجود ہیں کہ پاراچنار یا قبائلی علاقوں میں اس جنگ کے ختم ہونے اور اتحاد برقرار کرنے کے بارے میں سوچتے بھی نہیں اور اس کے امکان کی نفی بھی کرتے ہیں بلکہ غیر قبائلیوں کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ کو پتہ نہیں ہے کہ قبائلی علاقے کیسے ہوتے ہیں۔ ان قبائلی علاقوں میں کیسے رسم ورواج ہیں اور یقیناً آج یہ قبائل اور ان کے اندر موجود یہ رسم رواج ان کے اندر موجود فضا ویسے ہی ہے جیسے بیان کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس ایسا نمونہ موجود ہے کہ اسلام کا آغاز قبائلی معاشرے سے ہی ہوا ہے اس کا آغاز کسی متمدن یا شہری ماحول سے نہیں ہوا، دوسرے معاشروں کے لیے تو شک کیا جاسکتا ہے لیکن قبائلیوں کے اندر اسلام کا تجربہ موجود ہے، اسلام کا آغاز ہی اُجڈ، بہت ہی پسماندہ اور پست قبائل سے ہوا ہے، جو بہت ہی معمولی باتوں پر سالہا سال جنگیں کرتے تھے، چالیس پچاس سالہ جنگیں تاریخ نے بھی ذکر کی ہیں، ان قبائل نے ایک معمولی سے حشرے پر چالیس سال آپس میں جنگیں لڑی ہیں جن میں ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کا قتل عام ہوا۔ اسلام کے پاس ایسا نسخہ موجود ہے، جس کے ذریعے سے حتیٰ ان جیسے اجڈ قبائل کو بھی آپس میں وحدت کی لڑی میں پرویا جاسکتا ہے۔

5. وحدت عدالت کا بنیادی رکن:

ہر چیز کی بنیاد وحدت ہے۔ وحدت دین کے اندر ایک قدر، اصل اور ارزش کے طور پر موجود ہے۔ اسلام کے اندر وحدت ایک حکمت عملی، شعار یا ایک حربہ نہیں، وحدت کو آج کی ضرورتوں کے لیے ایک حکمت عملی کے طور پر پیش کیا جارہا ہے لیکن حقیقت ایسے نہیں، آج اگر صلح وامن کا ماحول بھی ہو، بیرونی دشمن بھی نہ ہو، مغرب وامریکہ اسلام کی دشمنی ترک بھی کردیں، حتیٰ اگر فرقہ واریت اور مذہب کے نام پر قتل وغارت نہ بھی ہو، اس کے باوجود مسلمان کی آپس میں وحدت کی اشد ضرورت ہے چونکہ دین

وحدت کو ایک قدر اور ارزش کے طور پر پیش کرتا ہے، وحدت اقدار میں سے ہے جس طرح دین میں عدالت ہے بلکہ عدالت سے بھی زیادہ مہم تر وحدت ہے چونکہ وحدت کا تذکرہ عدالت سے بیشتر موجود ہے اگر چہ جہان ہستی میں بھی عدالت کارفرما ہے لیکن عدالت بعد از وحدت او رنتیجہ وحدت ہے، اگر وحدت ہو تو عدالت برپا ہو سکتی ہے۔

بالعدل قامت السموٰت والارض...... زمین وآسمان کا نظام عدل کے نظام پر قائم و برپا ہے۔ عدالت کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن وحدت ہے، اگر وحدت نہ ہو تو اعتدال برپا نہیں ہو سکتا۔ اس سے پہلے کہ رسول ﷺ حکومت تشکیل دیتے یا کئی اہم فرائض جو ہمارے لیے اہمیت رکھتے ہیں ان پر اصرار کرتے، ان تمام فرائض سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا سا اسلامی معاشرہ تشکیل دیا اور سب سے پہلے اس کا آغاز وحدت سے کیا۔

فرقہ واریت، فرقہ سازی، فرقہ بازی اور فرقہ وارانہ تعصبات میں وحدت اس طرح سے پائمال ہوئی کہ اس کے امکان میں بھی شک کیا جاتا ہے! اوس وخزرج قبائل تھے، مہاجر وانصار قبائل تھے آج کے قبائل کی نسبت ان قبائل میں دوری کئی گنا زیادہ تھی، صرف آج کے قبائل یا مذاہب میں دوری نہیں ہے بلکہ اس وقت بھی قبائل، ادیان اور فرقوں میں دوری تھی، آج جس چیز کی ضرورت ہے وہ اسی دوری کا بہانا بنانا یا اس دوری کے چرچے کرنا نہیں بلکہ ایک ایسی پیغمبرانہ حرکت اور کام کی ضرورت ہے جو اس دوری کو آکر قربت میں بدل دے، آج منادیان وحدت اور داعیان وحدت کی ضرورت ہے۔ آج الحمد اللہ رہبران دینی اور پیشوایان دینی موجود ہیں اور ان کی وحدت کے بارے میں تاکید بھی ہے۔ اب امت کا کام ہے کہ سمجھے اگر اس وقت اوس وخزرج رسول اللہ ﷺ کی بات سن سکتے ہیں آج امت مسلمہ میں سنی، شیعہ یا مختلف قبائل، دین کا یہ پیغام نہیں سمجھ سکتے؟ یعنی اتنے کند ذہن ہیں اوس وخزرج سے بھی زیادہ کند ذہن ہیں؟ کہ ایک واضح اور بدیہی چیز ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

جہان اسلام میں تفرقہ کے محور

اس وقت تفرقہ شدت کے ساتھ موجود ہے، اس وجہ سے وحدت کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ جہان اسلام کے اندر تفرقہ کے چند محور ہیں۔

۱۔ وطنیت

اسلامی ممالک کے درمیان تفرقہ ہے، پہلے ایک مملکت کو توڑ کر چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں بنائی گئیں، پھر اس میں بیسویوں ملک بنائے گئے۔ یہ رخنہ اسلامی سرزمین کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے میں بدلنے کی طرف پہلا قدم تھا اور ہم جیسی بعد میں آنے والی نسلیں چونکہ ان چھوٹی ٹکڑیوں میں پیدا ہوئے ہیں، ہم نے سمجھا کہ یہی ہمارے وطن ہیں، جس ٹکڑے میں جس کسی کی ولادت ہوئی اس نے سمجھا یہی میرا وطن ہے۔ ان ملکوں کے درمیان نامرئی خلیج پیدا کی گئی اور ان کو ایک دوسرے سے دور کیا گیا اور اس تقسیم کے اندر ایسے نامرئی فتنے پیدا کرنے والے عناصر وعوامل ایجاد کیے گئے جو آج تک دور سے دور تر ہی کرتے جارہے ہیں۔

۲۔ قومیت

دوسرا تفرقہ اسلامی ممالک کے بعد مسلمان قوموں کے درمیان ہے یعنی قومیت کا نعرہ، نژاد کا نعرہ، جہاں پر احساس قومیت نہیں ہے وہاں پر باقاعدہ احساس قومیت دلایا گیا اور قوم پرستی کو اجاگر کیا گیا۔ امام خمینیؒ بھی فرماتے تھے کہ سب سے بڑا اندرونی دشمن اس وقت دین کے مقابلے میں قوم پرستی ہے۔

وحدت کے عملی منشور کی طرف حرکت شروع کرنے سے پہلے ہمیں تفرقے کے اسباب اور وہ محور معلوم ہونے چاہئیں جہاں پر تفرقہ موجود ہے، امت مسلمہ کو قوموں اور قومی تفرقہ میں اس حد تک مبتلا کیا گیا ہے کہ قومیت شناخت بن گئی ہے، آج مسلمانوں کی شناخت قومیت ہے اسلام نہیں، حتی متاسفانہ ہم اپنے ملک سے باہر طلاب دینی مذہب کے نام پر موجود ہیں اسلام کی بجائے زیادہ تنگ حلقے میں ایک

دوسرے سے منسلک ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمارا رشتہ ہے لیکن اس کے باوجود تشیع ہماری شناخت نہیں ہے ہماری شناخت بھی قومیت ہے۔ قومیت کو اپنے تشخص اور اپنی شناخت کا ذریعہ قرار دیتے ہیں چونکہ ماحول ہی کچھ ایسے بنا ہوا ہے، اسی ماحول میں ہم پیدا ہوئے، ہمارے آباؤ اجداد و اسلاف کی شناخت قومیت تھی اور ہم ان کے ہاں پیدا ہوئے اور ہماری شناخت بھی قومیت بن گئی۔ ہمیں احساس بھی نہیں ہے کہ کس تفرقے اور مشکل میں مبتلا ہیں۔

۳۔ فرقہ واریت

تیسرا تفرقہ مسلمانوں کے درمیان مذاہب و مسالک کا تفرقہ ہے۔ مختلف مذاہب و مسالک، مختلف تفکرات ہیں بقدر نفوس فرقے موجود ہیں اب کس طرح اس حدیث کے معنی کریں کہ بہتر فرقے ہونگے؟ اس کی بھی اپنی خاص حکمت ہے شاید وہ کوئی خاص معنی مراد ہے ورنہ بہتر ہزار فرقے تو ابھی موجود ہیں ہر بشر اپنی جگہ پر خاص فرقہ ہے حقیقت میں اگر آپ دیکھیں کوئی سے دو آدمیوں کا فرقہ و مسلک ایک نہیں ہے اگر اپنے اطراف میں موجود افراد کے اعتقادات، رجحانات، تمایلات، خواہشات اور بہت ساری چیزوں کا ہم اپنے ساتھ موازنہ کریں تو دیکھیں گے کہ یہ اور فرقہ ہے میں اور فرقہ ہوں وہ اور مسلک ہے میں اور مسلک ہوں بہت سارے مکاتب ہیں بہت سارے مسالک موجود ہیں ان کے درمیان تفرقہ کا یہ تیسرا محور ہے۔

۴۔ دین کا اصلی چہرہ چھپانا

چوتھا محور جس کے اوپر اس وقت دشمنان دین شد و مد کے ساتھ کام کر رہے ہیں وہ تمام ان تقسیمات سے جن میں ممالک کی تقسیم، قوموں کی تقسیم، مکاتب اور مسالک کی تقسیم ہے اس سے بھی زیادہ قبیح کام جو دشمنان دین نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کیا ہے وہ یہ کہ انہوں نے اس فضا یعنی فرقہ وارانہ شورش کی فضاء سے فائدہ اٹھا کر اصل دین کا چہرہ چھپا دیا ہے۔ جس کو امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اسلام ناب، اسلام حقیقی سے تعبیر فرماتے تھے ان کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔

وحدت ایک قدر اور ارزش ہے اور یہ بنیاد اور اساس ہے یہ عقلی اور قرآنی ضرورت ہے، اسلام کے اندر وحدت اس کی راہ میں حائل کون سے موانع اور مشکلات ہیں، جن کو عبور کرنا ضروری ہے تا کہ وحدت اور اتحاد تک پہنچ سکیں۔

موانع وحدت یعنی وہ امور جن کو عبور کرنا بہت ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر وحدت کی کوئی کوشش ثمر آور نہیں ہوسکتی البتہ موانع عبور کرنا اس وقت فائدہ مند ہوگا جب وحدت کے لیے ہمارے اندر محرک، خواہش، تمنا اور جستجو موجود ہو اور ہم اس اصل کی تصدیق اور اعتراف کریں کہ وحدت ہی نجات کا ذریعہ ہے۔

وحدت کے منافی امور

۱۔ قوم پرستی

پہلا اور بڑا مانع اندرونی مانع ہے اور وہ قوم پرستی ہے۔ علامہ اقبال نے جہاں وحدت کا تذکرہ کیا ہے وہاں وحدت کے موانع کو بہت ہی نمایاں کر کے بیان کیا ہے البتہ علامہ اقبال کا میں حوالہ اس لیے دے رہا ہوں کہ اردو زبان والوں سے مخاطب ہوں ورنہ بعض اوقات کہتے ہیں کہ یہ تو ایران کی بات ہے یہ تو عراق کی بات ہے اس کا ہمارے ساتھ کیا تعلق ہے چونکہ علامہ اقبال کا تعلق اردو زبان سے ہے۔

انہیں سرزمین ہندوستان میں بیٹھ کر بھی ان کو یہ اصل قرآنی، اصل دینی اور اصل اسلامی سمجھ میں آگئی، اب بہت ساری جگہوں پر اس شخصیت کا ذکر آجاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک مولانا نے کہا کہ آپ ایسے شخص کا حوالہ دیتے ہیں جس کی داڑھی بھی نہیں تھی یہ حکمت خدا ہے کہ بعض باتیں داڑھی منڈوں کے ذہن میں ڈال دیتا ہے جو داڑھی والوں کو بعد میں سمجھ آتی ہیں اس میں کیا راز ہے یہ خدا کو معلوم ہے لیکن اس داڑھی منڈے کو یہ بات سمجھ میں آگئی اور انہوں نے بہت برجستہ طور پر اس نکتہ کی نشاندہی کی کہ وحدت کے لیے سب سے بڑا مانع یہی تقسیم ہے کہ مسلمان ہندی و عرب عجم و ایرانی و تورانی اور افغانی میں تقسیم ہو کر رہ جائے، امام خمینیؒ نے فرمایا تھا کہ وطن ما اسلام است، ہمارا وطن اسلام ہے خاک نہیں۔

۲۔ وطن پرستی

دوسرا مانع علاقہ پرستی اور وطن پرستی ہے۔قوم پرستی کے بعد وحدت کی راہ میں دوسرا بڑا مانع علاقہ پرستی اور وطن پرستی ہے علامہ اقبال نے اس کو اپنے فارسی اور اردو دونوں کلام میں بہت نمایاں کر کے پیش کیا ہے، ان کا اردو کلام آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی ہے روش لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آذر نے ترشوائے صنم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیراہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے(۱)

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے،لکڑی اور پتھر کی مورتیاں اتنا مذہب کو نقصان نہیں پہنچاتیں جتنا یہ بڑی بڑی مورتیاں نقصان پہنچاتیں ہیں ایک مندر کے اندر رکھی ہوئی مورتی اتنی نقصان وہ نہیں ہے، جتنی وطنیت کی مورتی نقصان دہ ہے، یہ سب سے بڑا خدا ہے جو انسان نے بنایا ہے اسے خود تراشہ ہے ان صنم پرستوں نے اور مذہب جو دفن ہوا ہے کس کفن میں دفن ہوا ہے یہ وطن کے پرچم میں دفن ہوا ہے جو بظاہر کتنا مقدس ہے ہر وطن کا پرچم بہت مقدس ہے وطن ٹوٹ جائے پرچم بچ جائے بڑی بہادری کرتے ہیں بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے وطن گنوا دیا صرف پرچم بچا کر لے آئے ان کو تمغۂ جرأت و کیا کیا ملا۔علامہ اقبال جو اسلامی مملکت کے مصور ہیں جس شخص نے مملکت پاکستان

(۱) کلیات اقبال، بانگ درا، ص ۱۶۰۔

کی تصویر پیش کی اس نے پوری مملکت کا حلیہ اور نقشہ بھی پیش کیا، مملکت صرف ایک خطہ یا خاک تو نہیں کہ اس کو تقسیم کر کے ادھر اُدھر کر دیں یہ ہندوستان اور وہ پاکستان صرف یہ نہیں کہا کہ مسلمانوں کے لیے اسلام کے نام پر ایک خطہ ہو اور وہ اسلام کا قبرستان ہو اور اسلام کو اس میں دفن کر دیا جائے جیسے کہ ہر کمیونٹی قبرستان کے لیے زمین خریدتی ہے مسلمان جہاں بھی جا آکر آباد ہوتے ہیں ان کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ قبرستان کے لیے ایک زمین خریدتے ہیں چونکہ ان کو پتہ ہے ہمیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد کہیں دفن تو ہونا ہے ہمیں علامہ اقبال نے اسلام کے قبرستان کا تصور پیش نہیں کیا تھا بلکہ اسلام کے گلستان کا تصور پیش کیا تھا جہاں پر اسلام کی کشت ہو، اسلام پھلے پھولے اور پوری دنیا میں پھیل جائے نہ کہ ایک قبرستان ہو جہاں پر دفن ہو جائے آج جو لوگ Pakistan First کا نعرہ لگاتے ہیں کیا یہ علامہ اقبال اور قائد اعظم سے زیادہ وطن کے مخلص ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو اور امت کو دھوکہ میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ علامہ اقبال سے ہی پوچھ لو جس شخص کی سرزمین پر زندگی بسر کرتے ہو اسی سے پوچھ لو کہ اسلام کا کیا تصور ہے؟

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیراہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے......(۱)

یعنی جو پیراہن وطن ہے وہ درحقیقت مذہب کا کفن ہے مذہب کو مار کر مذہب کے مردے کو اس کفن میں لپیٹا گیا، وطن اس کا پیراہن اور کفن بن گیا۔

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے
غارت گرِ کاشانہ دین نبویؐ ہے(۲)

یہ بت جو نئی تہذیب نے گھڑا ہے اس نے دین نبوی کو تباہ کر دیا ہے۔

(۱)،(۲) کلیات اقبال، بانگ درا، ص ۱۶۰۔

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے......(۱)

کس قدر مماثلت ہے، کس طرح خدا نے امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ پر تو جو کچھ لطف فرمایا وہ تو معلوم ہے لیکن اس داڑھی منڈے کو کہاں سے یہ باتیں سمجھ میں آئیں کہ

اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفویؐ خاک میں اس بت کو ملا دے
ہو قیدِ مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزاد وطن صورت ماہی
ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے......(۲)

''حب الوطن عبادۃ'' حب الوطن عبادت ہے یہ حدیث ہم کس لیے پیش کرتے ہیں اقبال نے بھی یہ حدیث سنی ہوئی ہے کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے کہ حب الوطن عبادہ لیکن وہ وطن کونسا ہے؟

(۱) کلیات اقبال، بانگِ درا ص ۱۶۰۔
(۲) مطالب کلام اقبال اردو ص ۲۶۵۔

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اسی سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اسی سے......(۱)

آج عرب قوم موجود ہے، عجم قوم موجود ہے، ایرانی قوم موجود ہے، طہرانی قوم موجود ہے، افغانی قوم موجود ہے، پاکستانی قوم موجود ہے، ہندی قوم موجود ہے، مہاجر قوم موجود ہے، پنجابی قوم موجود ہے، پختون قوم موجود ہے اسلامی قوم نہیں ہے۔ کیوں اسلامی قوم وجود میں نہیں آئی؟ یہ کہاں تقسیم ہوئی

اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اسی سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اسی سے......(۲)

جن لوگوں کو پیغام وحدت دنیا کو دینا ہے کم از کم انہیں چاہیے کہ اپنی شناخت اسلامی بنائیں، اپنا وطن اسلام کو قرار دیں، اپنا تعارف اسلام کے ساتھ کروائیں، وحدت کیلئے عملی کوششیں اپنے سے شروع کریں اور موانع وحدت کو عبور کریں بشرطیکہ محرک وحدت ان کے اندر موجود ہو چونکہ ہم بعض اوقات موانع کو موردالزام قرار دیتے ہیں یہ مانع ہیں، یہ رکاوٹیں ہیں، درحالانکہ مشکل محرک میں ہوتی ہے، محرک موجود نہیں ہوتا، مانع اس وقت روکتا ہے جب محرک موجود ہو، وحدت کے لیے قوم پرستی اور وطن پرستی جیسے موانع کو عبور کرنا ضروری ہے۔

---

(۱) مطالب کلام اقبال اردو ص ۲۶۵۔

(۲) کلیات اقبال بانگ درا ص ۱۶۰۔

۳۔ لسانی تعصب

وحدت وانسجام اسلامی کی راہ میں لسانی تعصبات اور قومیت جیسی دیواریں موجود ہوں اور ان دیواروں کے پیچھے ایک دوسرے کو کھڑا کر کے پھر ہم انہیں کہیں کہ ایک ہو جاؤ آخر کیسے؟ دیواریں گریں گی تو ہم ایک ہو جائیں گے مثلاً میں اس طرف آپ اُس طرف، میرا ہاتھ نہ آپ تک پہنچتا ہے اور نہ آپ کا ہاتھ مجھ تک پہنچتا ہے کہ ہم آپس میں کم از کم مصافحہ کر سکیں، جب تک ان تعصبات کی دیواریں نہیں گریں گیں ہم ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

٤۔ شخصیت پرستی

وحدت کی راہ میں ایک اور مانع شخصیت پرستی ہے۔ یہ مشکل آغاز اسلام سے لے کر آج تک موجود ہے بلکہ اس میں مزید شدت آئی ہے یعنی سب سے پہلا تفرقہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہوا اس کا سبب شخصیت پرستی ہی تھا مثلاً ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتایا ہوا واضح اور آشکار طریقہ موجود تھا، جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے، دوسری طرف ان لوگوں کی پسندیدہ اور محبوب شخصیات موجود ہیں لیکن انہوں نے ان شخصیات کی وجہ سے راہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے کو ترک کر دیا اور پھر یہ عنصر مرا نہیں بلکہ اس کو تقویت ہی ملتی رہی اور آج اپنے عروج پر ہے، شخصیت پرستی وحدت کی راہ میں ایک بہت بڑا مانع ہے۔

۵۔ تنگ نظری

شرح صدر نہ ہونا اور تنگ نظر ہونا یہ بھی وحدت کی راہ میں ایک مانع ہے جیسا کہ مقام معظم رہبری مدظلہ نے اپنے اس فرمان میں جو میلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز بیان فرمایا اس میں انہوں نے غلط توہمات کو ایک بہت بڑا مانع قرار دیا ہے۔ غلط توہمات شیعہ اور سنی دونوں میں ہیں اور یہ ایک

دوسرے کے بارے میں مقابلہ بہ مثل کر رہے ہیں، مثلاً یہ کہتے ہیں کہ آپ کی کتابوں میں یوں لکھا ہوا ہے خوب ان کی کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ اکثر جو کام شیعہ نے سنی کے خلاف کیا ہے اور سنی نے شیعہ کے خلاف کیا ہے ایک دوسرے کی حدیث کی کتابوں سے حدیثیں تلاش کر کے اور نکال کر انہیں پیش کیا ہے جس سے یہ خلیج زیادہ بڑھی ہے اور نوبت یہاں تک آ پہنچی۔

حدیث کی کتاب اور ہوتی ہے، اعتقادی کتاب اور ہوتی ہے، شیعہ کی حدیث کی کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے لیکن وہ سب کچھ شیعہ اعتقادات میں شمار نہیں ہوتا اسی طرح سنی کی حدیث کی کتاب میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے لیکن وہ سب کچھ سنی اعتقادات میں شامل نہیں ہے، مثلاً تحریف قرآن اس کا شیعہ کتب حدیث میں تذکرہ ملتا ہے لیکن شیعہ اعتقادات میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا، خوب یہ غلط تو ہمات ہیں جو ایک دوسرے کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں۔

۶۔ سوئے فہم

ایک اور نقطہ جو مقام معظم رہبری مدظلہ نے بیان فرمایا وہ سوئے فہم ہے سوئے فہم یعنی غلط سمجھنا صحیح بات کو غلط سمجھنا یہ بھی ایک مہارت اور ہنر ہے اس کو بھی اگر کہیں کہ لطف خدا ہے تو بہت سوں کے شامل حال ہے۔ صحیح بات کو غلط سمجھنا جیسے بعض نادر افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو غلط بات سے بھی صحیح پہلو نکال لیتے ہیں دین بھی اسی چیز کی تعلیم دیتا ہے کہ اپنے بھائیوں کے بارے میں حسن ظن رکھیں اگر کوئی آپ کے سامنے غلط راستے پر جا رہا ہے کوشش کرو اس میں سے بھی صحیح پہلو نکالنے کی کوشش کرو۔ کسی شخص کی غلط حرکت اور غلط بات سے بھی صحیح پہلو نکالو کہ شاید اس کی مراد یہ نہیں تھی یا یہ ہوگی لیکن ایسے بھی ہنر مند موجود ہیں جو صحیح بات سے بھی غلط مطلب نکال لیتے ہیں جو مطلب نہیں بھی نکلتا وہ بھی نکال لیتے ہیں، استاد بزرگوار حضرت آیت اللہ شیخ جواد تبریزی قدس سرہ درس میں یہی فرماتے تھے کہ جو مطلب میں نے

بیان کیا ہے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، اگر زور بھی لگاؤ تو اس مطلب میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن بعض ایسے ماہرین ہوتے تھے جو زور لگائے بغیر بیچ میں سے اشکال نکال لیتے تھے یہ سوئے فہم ہے اور اس کا روایات میں بھی تذکرہ ملتا ہے اگر خدا کسی کو پسند کرے اور اپنا لطف و انعام کسی پر کرے تو اس کو تفقہ دین عطا کرتا ہے اور اگر خدا کسی کو اپنے غضب کا شکار کرے اس کو سوئے فہم میں مبتلا کر دیتا ہے یعنی صحیح بات کو غلط سمجھے اور وہ باتیں بھی اس کو سمجھ میں آئیں جو نہیں ہیں اور یہ کوئی مذہبیوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ غیر مذہبیوں میں بھی ایسے ہی ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا یعنی ساری کہانی میں جس کا کوئی تذکرہ نہ تھا وہی بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے خوب یہ سوئے فہم ہے انسان کے لیے، دوسرے کی بات کو جان بوجھ کر غلط سمجھنا۔

۷۔ انانیت

وحدت کی راہ میں ایک اور بڑا مانع اور رکاوٹ انانیت ہے۔ یعنی انا پرستی، خود محوری، خودخواہی اور خودغرضی۔

۸۔ مفاد پرستی

مفادات کی خاطر ایک نہیں ہوتے، مفاد پرست انسان ضروری نہیں کہ حتماً وہ تفرقے کے گن گاتا ہو بلکہ وہ اپنے مفادات دیکھتا ہے جس دن اس کا مفاد وحدت کی باتیں کرنے میں ہو اس دن وحدت وحدت شروع کر دیتا ہے جس دن اس کا مفاد تفرقے میں ہو اس دن تفرقے کی باتیں شروع کر دیتا ہے، جیسے ابھی بھی بعض فنکار جو اپنے مفاد کے خاطر شیعہ میں سنی بن جاتے ہیں اور سنی میں شیعہ بن جاتے ہیں یعنی مفاد ان کو ایک دن سنی بنا دیتا ہے اور ایک دن شیعہ یعنی وہ ہمیشہ مفادات کے پیچھے ہوتے ہیں مفاد ایک دن ان کو انقلابی بنا دیتا ہے ایک دن انقلاب کے خلاف کر دیتا ہے ایک دن اسے ایک بات کا حامی بنا دیتا ہے ایک دن اس کو خلاف کر دیتا ہے "یدور ماحیث دار المفاد" جدھر مفاد جاتا ہے ادھر یہ جاتا ہے۔

۸. تحجر یا متحجرانہ شناخت

وحدت کے لیے ایک اور بڑا مانع جس کو عبور کرنا بہت ضروری ہے۔ وہ دین کی غلط شناخت ہے یہ بھی ایک لحاظ سے قوم پرستی جتنا بڑا مانع ہے۔

امام خمینیؒ کے فرمان کے مطابق اس مانع کو متحجرانہ شناخت کہہ سکتے ہیں جب ابتدا میں ہفتہ وحدت کا اعلان ہوا یہ اختلافی قول کہ میلاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو ہے یا ۱۷ ربیع الاول کو ہے اس اختلاف کو جب اتحاد کا پلیٹ فارم بنا دیا گیا کہ یہی دن ایام وحدت ہونگے بعضوں نے یہیں پر قم میں فریادیں بلند کیں اے لوگو"ایھا الناس" تشیع مٹ رہا ہے، تشیع ختم ہو رہا ہے، تشیع کی مدد کو پہنچو، یہ کیا بات تھی؟ کیا مسلمانوں کے ایک ہونے سے تشیع ختم ہو جاتا ہے؟ اگر شیعہ آپس میں ایک ہو جائیں تو تشیع ختم ہو جاتا ہے؟ پاکستان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو آئے دن اسلام خطرے میں نظر آتا ہے جب وہ اقتدار سے باہر ہوتے ہیں اسلام خطرے میں ہوتا ہے اور جب پارلیمنٹ میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اسلام محفوظ ہو گیا ہے، کبھی اسلام خطرے میں ہو جاتا ہے اور کبھی اسلام محفوظ ہو جاتا ہے۔

وحدت کی طرف ایک عمومی او اجتماعی حرکت اس لیے شروع نہیں ہوتی کیوں کہ اس کی راہ میں متحجرانہ دین رکاوٹ ہے یعنی جمود کا دین، متحجرانہ دین یعنی تنگ نظری کا دین جس کے اندر روشن گری و روشن فکری نہیں، شرح صدر نہیں، بصیرت نہیں، شعور نہیں ہے، دوسرے لفظوں میں متحجرانہ دین یعنی غیر سیاسی دین وحدت کی راہ میں مانع ہے، غیر سیاسی دین میں اصلاً وحدت کی ضرورت ہی نہیں تفرقہ جتنا ہو اتنا بہتر ہے اس میں تفرقہ کو برکت سمجھتے ہیں لیکن سیاسی اسلام، سیاسی دین و سیاسی مذہب البتہ سیاسی مذہب سے مراد نہ جس کو سیاسی اغراض کے لیے استعمال کیا جاتا ہو سیاسی دین سے مراد یعنی وہ دین جس میں سیاست ہو بلکہ وہ دین خود عین سیاست ہو، دین اجتماعی، دین ناب، دین مصطفویؐ یا علامہ اقبال کے بقول دین شبیری علامہ اقبال نے اس نکتے کی بھی نشاندہی کی ہے کہ وحدت کی راہ میں سب سے بڑا مانع اور رکاوٹ دین خانقاہی ہے۔ علامہ اقبال نے اس کو شیطانی مذہب کہا ہے شیطان نے کہا کہ مسلمان کو

کہو کہ مذہب سے دور ہو جاؤ تو وہ اور زیادہ مذہب کی طرف آتا ہے مسلمانوں کے اندر ایک خصلت ہے وہ یہ کہ جس چیز سے ان کو روکو اسی کی طرف زیادہ جاتے ہیں، جس چیز کی طرف بلاؤ اس کی طرف نہیں آتے اور مسلمان کی یہ نفسیات شیطان سمجھتا ہے وہ اگر مذہب سے دور کرنا چاہتا ہے تو یہ نہیں کہتا کہ مذہب چھوڑ دو چونکہ اس کو پتہ ہے جب کہوں گا مذہب چھوڑ دو تو یہ اور زیادہ مذہبی ہونگے۔ لہٰذا اس نے کہا کہ مذہب کی طرف آؤ توجہ کریں آج پاکستان میں پاکستانی حکومت نے رسمی طور پر یہ کھل کر کہا ہے کہ ہم صوفیانہ اسلام وحدت کے لیے پیش کریں چونکہ صوفیاء کے اندر شرح صدر زیادہ ہوتی ہے، وہ فرقہ واریت اور تعصب ان چیزوں میں مبتلا نہیں ہوتے۔

صوفیانہ اسلام یعنی علامہ اقبال کے بالکل نکتہ مقابل، مصور پاکستان کسی طرف جارہے ہیں اور پاکستان پر قابض اور غاصب کسی اور طرف جارہے ہیں۔ علامہ اقبال نے شیطانی مذہب، شیطانی دین کے بارے میں ابلیس کی مجلس شوریٰ کے نام سے ایک مفصل نظم لکھی ہے۔ ابلیس نے اپنے مختلف نمائندے بنائے مختلف علاقوں سے اور بلا کر ان سے پوچھا کہ ملوکیت اور آمریت کو کس چیز سے زیادہ خطرہ ہے شیطانی نظام میں حکومت کو کس سے زیادہ خطرہ ہے کسی نے کہا کہ سوشلزم سے، کسی نے کہا کیمونزم سے، کسی نے کہا جمہوریت سے، شیطان نے ان سب کو ڈانٹا کہ تم شیطان کے نمائندے ہوتے ہوئے اتنے سادہ لوح ہو کہ تمہیں معلوم نہیں کہ جمہوریت ایک لبادہ ہے جو ہم نے خود آمریت کے تن پہ چڑھایا ہے۔ تم جمہوریت سے کیوں ڈرتے ہو؟ سوشلزم سے کیوں ڈرتے ہو؟ مزدکیت سے کیوں ڈرتے ہو؟ یہ سب غلط ہے، شیطان نے اپنی پارلیمنٹ میں اپنے چیلوں سے کہا کہ

جانتا ہے جس پہ روشن باطن ایام ہے
مزدکیت فتنہ فردا نہیں اسلام ہے......(۱)

(۱) کلیات اقبال، ارمغان حجاز، ابلیس کی مجلس شوریٰ، ص ۶۵۴۔

یعنی جو شخص باطن ایام کو جانتا ہے زمانہ کی حقیقت کو جانتا ہے وہ بخوبی سمجھتا ہے کہ فتنہ فردا مزدکیت نہیں، خطرہ سوشلزم اور جمہوریت نہیں بلکہ اسلام ہے، اگر خطرہ اسلام ہے تو اسلام کہاں ہے؟ کون سا اسلام؟ مسلمانوں کو اگر اسلام سے دور رکھتا ہے تو اسے اسلام کی طرف بلاؤ لیکن کون سے اسلام کی طرف؟ خانقاہی اسلام کی طرف۔ علامہ اقبال نے شیطان کے سارے خطاب کا لب لباب بیان کیا کہ مست رکھو مسلمان قوموں کو مسلمان امت کو......

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے......(۱)

یہ خانقاہ میں جا کر بیٹھے، خانقاہ اس جگہ کو کہتے ہیں جو آبادیوں سے بہت دور ہو جہاں پر لوگ صرف اللہ اللہ کرتے ہیں ان کا کسی چیز سے تعلق نہیں ہوتا نہ معاشرے سے، نہ زندگی سے ان کا صرف یہ نعرہ ہوتا ہے کہ "دنیا را آب ببرد ما را خواب می برد" انہیں پرواہ نہیں ہوتی کہاں کیا ہو رہا ہے؟ جو ہوتا ہے ہونے دو ہم سے کیا، اگر ان سے کہو کہ فلسطین میں کیا ہو رہا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں وہاں کوئی شیعہ نہیں رہتا، اگر کہو عراق میں؟ تو کہتے ہیں مثلاً صدام آجائے گا یعنی اگر قابض طاقتوں کی مخالفت کی تو صدام برسر اقتدار آجائے گا، اگر ہم بولیں لبنان میں تو کہتے ہیں کہ لبنان سے ہمارا کیا تعلق ہے تمہیں پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو، خانقاہ ہر وہ چیز خانقاہ ہے جس کا معاشرے سے کوئی تعلق نہ ہو خواہ وہ دینی مرکز کیوں نہ ہو، اگر حوزہ ہے تو بھی خانقاہ ہے، مسجد ہے تو بھی خانقاہ ہے، وہ اگر امام بارگاہ ہے تو بھی خانقاہ ہے، وہ لائبریری ہے تو وہ بھی خانقاہ ہے، وہ یونیورسٹی ہے تو وہ بھی خانقاہ ہے، اگر وہ کالج ہے تو بھی خانقاہ ہے۔ جس کا اپنے معاشرے سے کوئی تعلق نہ ہو وہ خانقاہ ہے اور شیطان یہی چاہتا ہے کہ ایسے دینی

---

(۱) کلیات اقبال، ارمغان حجاز، ابلیس کی مجلس شوریٰ، ص ۶۵۷۔

در سے بہت ہوں جن کا معاشرے سے کوئی تعلق نہ ہو، ایسے حوزے بے شمار ہوں جن کا معاشرے سے کوئی تعلق نہ ہو، ایسی لائبریریاں، ایسی یونیورسٹیاں فراواں ہوں جن کا معاشرے سے کوئی تعلق نہ ہو ایسی خانقاہیں جگہ جگہ بنی ہوئی ہیں، ان خانقاہوں سے صرف تفرقہ ہی پھیلتا ہے، وہ کون سا دین ہے جو علامہ اقبال نے کہا اپناؤ، مملکت بھی بناؤ دین بھی اپناؤ کہا کہ وہ دین خانقاہی نہیں ہے بلکہ کہا، نکل کر خانقاہوں سے کتنی خانقاہیں جو کہ دین کے نام سے بنی ہوئی ہیں کیا کرو خانقاہوں سے نکلو، امام خمینیؒ ساری عمر امت کو یہی بتاتے رہے کہ

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ دل گیری.....(۱)

دین خانقاہی فقط اندوہ دل گیری ہے، تم شبیری دین اپناؤ اور ان خانقاہوں کو ترک کرو یہ خانقاہی دین تحجر ہے، وحدت کی بات کرو تشیع خطرے میں ہے، ابھی اسی محرم میں ایک طرف آپ دنیا میں موجود صورتحال دیکھیں اور دوسری طرف اسی محرم میں بعض غیر ذمہ دار لوگوں نے اسٹیجوں پر آ کر صاف طور پر کھلم کھلا ان لوگوں پر لعن طعن کی جو وحدت کا نعرہ لگاتے ہیں، یہ تحجر ہے، یہ خانقاہیت ہے یہ بہت بڑا مانع ہے اس کو عبور کرنا ضروری ہے، صرف وحدت وحدت کرنے سے یا وحدت کا شعار دینے سے وحدت برقرار نہیں ہو جاتی، وحدت کوئی ایسی چیز نہیں کہ سر راہ ہے جس کو کہا وحدت کے لیے وہ آ جائے گا بسم اللہ ہم بھی تیار ہیں آپ متحجر کو ہزار دلائل دیں تب بھی وہ تیار نہیں، جب تک اس کا دین نہیں بدلے گا، جب تک اس کو مذہب کا درست چہرہ سمجھ میں نہیں آئے گا۔

---

(۱) کلیات اقبال، ارمغان حجاز، ابلیس کی مجلس شوریٰ، ص ۶۸۰۔

۱۰۔ مطلق اندیشی

وحدت کی راہ میں مطلق اندیشی ہے یعنی اپنے آپ کو حق مطلق سمجھنا، مطلق نگری، مطلق اندیشی، جو بھی انسان مطلق اندیش ہو اپنے آپ کو مساوی با حق سمجھتا ہو، اس میں کوئی گنجائش نہیں رہتی، بہت سارے غلط اوہام جو ہمارے اندر رائج ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں مساوی با حق ہوں، دوسرے کیلئے بھی گنجائش چھوڑیں کہ اگر میں اتنا بڑا حق ہوں تو شاید وہ بھی چھوٹا سا ہو چونکہ میں مطلق برحق بن جاتا ہوں تو وہ حق کے دائرے سے باہر چلا جاتا ہے پھر حق و ناحق کی جنگ شروع ہو جاتی ہے لیکن میں دوسروں کے لیے تھوڑی سی گنجائش چھوڑوں، اتنا مطلق نگر اور اتنا مطلق اندیش نہ بنوں کہ میں اپنے آپ کو مساوی با حق سمجھوں اور دوسروں کو باطل محض۔

۱۱۔ تحزب

ایک اور چیز وحدت کی راہ میں مانع ہے وہ تحزب ہے۔ ایران جو مملکت انقلاب اور جہاں سے ندائے وحدت پوری دنیا کے لیے اٹھی ہے لیکن خود یہاں اس مملکت میں بھی ایک دن ایسا تھا کہ احزاب اور پارٹیاں نہیں تھیں، یہاں پر چین اور سکون تھا، اخوت اور ہمدردی تھی، استحکام اور مضبوطی تھی، سب کچھ تھا لیکن جن مصلحتوں کی بنیاد پر احزاب و تحزب کا آغاز ہوا۔ تحزب کے نتیجے میں تاریخ انقلاب میں انقلاب کو شدید ترین دھچکا تحزب نے لگایا ہے، انقلاب نے بہت بڑے بڑے بحران، طبس کا حملہ، اقتصادی محاصرہ، آٹھ سالہ جنگ اور بائیکاٹ جیسے بحران انقلاب نے دیکھے ہیں، بڑی بڑی شخصیات کو شہید کیا گیا، پارلیمنٹ کے سارے ارکان، صدر اور وزیراعظم ایک دن میں شہید ہو گئے یہ سب بڑے بڑے بحران آئے لیکن انقلاب اتنے خطرے سے دوچار نہیں ہوا جتنا تحزب کی وجہ سے ان گزشتہ ایام میں دوچار ہوا۔ یہ رہبر معظم کی بصیرت تھی کہ اس بحران سے بہت کامیابی کے ساتھ انقلاب کو بچایا تحزب اس حد تک ضعیف کر دیتا ہے تحزب کی فضاء میں، گروہی فضاء میں جب جا کر وحدت کی باتیں کریں وہاں پر ان کے ذہنوں میں جو تصور پایا جاتا ہے وہ ہے امبریلا ازم Umbrellaism۔

۱۲۔ امبریلا ازم Umbrellaism:

امبریلا ازم Umbrellaism یہ بھی ایک تفکر ہے یعنی ہماری چھتری کے نیچے آجاؤ جب بھی کہوں وحدت یعنی ایک ہوجاؤ جواب دینگے ہمارے امبریلا ازم Umbrellaism کے نیچے آجاؤ نہیں بھئی یوں نہیں ہے آپ اپنی جگہ، یہ اپنی جگہ، ایک دوسرے کو ضم نہ کرو ایک دوسرے کو ہڑپ کرنے کے لیے تیار نہ ہو چونکہ تحزب کا شعار امبریلا ازم Umbrellaism ہوتا ہے، میری چھتری کے نیچے آجاؤ، اس کو تو وحدت نہیں کہتے یہ اضمحلال ہے۔تحزب ایک بڑا مانع بن جاتا ہے وحدت کی راہ میں امبریلا ازم Umbrellaism یعنی میں ایک چھتری لے لوں اور وحدت کا نعرہ لگاؤں کہ اگر ایک ہونا ہے تو میری چھتری کے نیچے آجاؤ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

وحدت کے لیے ایک راستہ ہے کہ ہم سب اپنی چھتریاں بند کرلیں جب سارے چھتریاں کھولے ہوئے ہوں تو چھتری کے نیچے سب تو جمع نہیں ہوسکتے ایک بہترین راہ حل یہ بھی ہے کہ آپ بھی اپنی چھتری سمیٹ لیں جب اکیلے ہو تو اپنی چھتری کے نیچے رہو لیکن جب دوسروں کے سامنے ہو تو اپنی چھتری بند کرلو جیسے ہوتا ہے عموما جب ہم باہر ہوتے ہیں اور پھر کمرے میں آتے ہیں تو چھتری بند کرلیتے ہیں امبریلا ازم Umbrellaism سے وحدت کبھی حاصل نہیں ہوتی، جہاں پر بھی جاتے ہیں یہی مشکل سامنے نظر آتی ہے ایران کے اندر بھی آپ دیکھیں بڑی بڑی شخصیات جن کے بارے میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا امبریلا ازم Umbrellaism کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہوگئی ہیں ان کو یہ درد سر دیکھنا پڑا۔

۱۳۔ وحدت کی شخصی تفسیریں

مقام معظم رہبری مدظلہ نے جب یہ خطبہ وحدت بیان فرمایا اس کے دوسرے تیسرے دن میں نے جب اخبارات دیکھے ظاہر ہے مختلف احزاب اور ہر گروہ کا اپنا خاص اخبار ہے انہوں نے راہ حل نکالا اور وہ سارا حل کیا تھا انہوں نے منشور وحدت یہ لکھا جو اس حزب یا گروہ کا منشور تھا وہ سارا انہوں نے منشور

وحدت کے طور پر پیش کیا کہ اگر سب اس پر جمع ہو جائیں تو یہ منشورِ وحدت ہے اور رہبر کی یہ مراد تھی یہ وحدت کی تفسیر بالرائے ہے، وحدت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ میں اور طرح سے معنی کروں آپ اور طرح سے معنی کریں، تیسرا شخص اور طرح سے معنی کرے، وحدت ایک ایسی چیز ہے جس کی ایک تعریف ہے اور سب اس پر متفق ہیں چونکہ وحدت تعریف شدہ چیز ہے۔

۱۴۔ مصادرہ وحدت

یہ بھی موانع وحدت میں سے ایک ہے جس سے عبور کرنا ضروری ہے۔ مصادرہ وحدت یعنی وحدت پر قبضہ کر لینا، مالک وحدت بن جانا، بہت ساری چیزیں ہیں جو مصادرہ شدہ ہیں، دین اور مذہب بھی مصادرہ ہو چکے ہیں۔

امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے جو بہت بڑے کام کئے ہیں ان کاموں میں سے ایک یہ تھا کہ قدس کو غاصبوں سے چھڑایا۔ اسرائیل سے تو نہیں چھڑا سکے لیکن جن آزاد کرنے والے گروپوں نے مصادرہ کیا ہوا تھا قدس کو ان سے چھڑا لیا اور چھڑا کر قدس کی زمام امت کے ہاتھ میں دے دی۔ پہلے مختلف گروہوں نے اور تنظیموں نے قبضہ کیا ہوا تھا، PLO نے قبضہ کیا ہوا تھا، یاسر عرفات نے قبضہ کیا ہوا تھا، انہوں نے قدس کو مصادرہ کیا ہوا تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ ہم قدس کے حامی ہے باقی ساری دنیا قدس سے لا تعلق ہے۔ امام نے ان ٹھیکیداروں سے قدس لیکر امت مسلمہ کو قدس کی زمام سونپ دی کہ یہ قدس آپ کا معاملہ ہے امت کا معاملہ ہے اب قدس کو کوئی مصادرہ نہیں کر سکتا بعضوں نے اس طرح سے انقلاب کو مصادرہ کیا ہوا ہے کہ ہم انقلابی ہیں باقی کوئی بھی انقلابی نہیں ہے۔

اس سال جب وحدت کی اشد ضرورت ہے تفرقہ کا اس سال پرچار بہت ہوا۔ ہر طرف سے شیعہ، سنی تفرقہ کے لیے جو عالمی سطح پر کوششیں ہوئیں وہ آپ کے سامنے ہیں، حتی ہمارے ممبروں پر اس سال تفرقہ کا پرچار سب سے زیادہ ہوا۔

ایک اور کام جو ہم نے کیا ہے وہ یہ کہ اہل بیت علیہم السلام کو مصادرہ کرلیا اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ محب اہل بیت علیہم السلام ہیں اور باقی ساری دنیا دشمن اہل بیت علیہم السلام ہے یہ غلط ہے یہ وحدت کی راہ میں رکاوٹ ہے اہل بیت علیہم السلام کو مصادرہ نہ کریں، تمام عالم اسلام اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتا ہے، ناصبی مسلمان نہیں ہے وہ مسلمین کی صف سے خارج ہیں لیکن ہر وہ آدمی جو مجھے قبول نہیں کرتا وہ ناصبی نہیں ہے، لوگ اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتے ہیں لیکن ان کی اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنا ٹھیکیداروں کو پسند نہیں آتا چونکہ انہوں نے اہل بیت علیہم السلام کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے لہذا اب کو دشمنی کا سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں یہ بھی دشمن اہل بیت علیہم السلام وہ بھی دشمن اہل بیت علیہم السلام سب کو دشمن اہل بیت علیہم السلام بنا دیتے ہیں۔

۱۵۔ اختلاف اور دشمنی میں فرق

ایک چیز جو ہمیں نظر میں رکھنی چاہیے وہ یہ کہ اختلاف علمی، اختلاف تاریخی، اختلاف مذہبی یہ وحدت کے لیے نقصان دہ نہیں ہیں وہ چیز جو نقصان دہ ہے وہ مقدسات کی بے حرمتی ہے۔ اختلاف اور چیز ہے دشمنی اور چیز ہے، بے شعور معاشروں میں اور بے شعور قوموں میں اختلاف ہمیشہ دشمنی میں بدل جاتا ہے۔ مجتہدین میں اختلاف رائے ہوتا ہے لیکن اختلاف اختلاف ہی رہتا ہے دشمنی میں نہیں بدلتا۔

امام راحل رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ مسؤلین کو یہ حکم دیا کرتے تھے کہ طالب علمانہ اختلاف کرو، طالب علمانہ اختلاف یعنی مباحثہ کے اندر ایک طالب علم کا موقف اور ہوتا ہے اور دوسرے کا اور ہوتا ہے لیکن وہ صرف مباحثہ کے اندر ہوتا ہے مباحثہ کے بعد وہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ایک دوسرے کو عادل سمجھتے ہیں ایک دوسرے کو قبول کرتے ہیں۔ اس طرح کا اختلاف موجود ہے اس میں کیا حرج ہے اختلاف اور چیز ہے دشمنی اور چیز ہے جو بھی میری رائے اور میرے مکتب کا مخالف ہے بس وہ دشمن دین

ہے! نہ وہ مخالف ہے فقط۔ مخالف کو مخالف رہنا چاہیے مخالف کی بے حرمتی یا اس کے مقدسات کی توہین نہیں ہونی چاہیے۔ کچھ چیزیں وحدت کی کوششوں کو بے ثمر کرتی ہیں چونکہ وحدت کی کوششیں فراوان ہو بھی رہی ہیں۔ یہ کوشش بھی جو ابھی شروع ہوئی ہے۔

وحدت کی کوششوں کو نقصان پہنچانے والے امور

۱۔ عامل تفرقہ داعی وحدت

بعض اوقات چور بھی کہتے ہیں چور چور، چور چوری کر کے بھاگتا ہے لوگ کہتے ہیں چور ہے چور بھی کہنا شروع کر دیتا ہے چور چور اس طرح سب دوڑ رہے ہوتے ہیں اور کوئی چور نظر نہیں آتا یعنی پھوٹ ڈالنے والا آدمی، تفرقہ ڈالنے والا آدمی، اختلاف ڈالنے والا آدمی، نفرت پیدا کرنے والا آدمی، دوریاں پیدا کرنے والا آدمی، کینہ توز انسان یہ بھی اٹھ کر کہنا شروع کر دیتا ہے وحدت ہونی چاہیے خوب اس سے وحدت کمزور پڑ جاتی ہے اس سے وحدت لایعنی ہو جاتی ہے، جب لوگ دیکھتے ہیں کہ وحدت ایسے ہے ایک طرف سے آپ دوسرے کی بے حرمتی کرتے ہو دوسرے کا تقدس پامال کرتے ہو دوسری طرف سے وحدت کی بھی بات کرتے ہو یہ کیسی وحدت ہے؟ ایسے ہی ہے جیسے چور بھی کہے چور چور، وہ وحدت کا شعار نہ دیں جن کے ساتھ جچتا نہ ہو، ہر چیز ہر آدمی کے ساتھ نہیں جچتی ممکن ہے بعض چیزیں میرے ساتھ نہ جچتی ہوں مجھے وہ کام نہیں کرنا چاہیے یا وہ شعار نہیں لگانا چاہیے جو میرے ساتھ نہ جچتا ہو۔

لم تقولون مالا تفعلون......(۱)

جب انسان کے ساتھ جچتا نہ ہو تو اسے وحدت کے لیے کھلی اور گھٹیا حرکتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

(۱) سورہ الصف آیت ۲۔

۲۔ مؤثر اور نتیجہ بخش کام

ہفتہ وحدت کی کی مناسبت سے ایران میں باہر سے کافی مہمان بلائے جاتے ہیں، ایک خطبے میں امام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اس طرح تو کبھی بھی وحدت نہیں ہوتی کہ آپ سال میں ایک دفعہ آؤ ٹکٹ لے کر اور کھا پی کر واپس چلے جاؤ اور پھر اگلے سال کے انتظار میں بیٹھے رہو، اس طرح تو ۱۰۰ سال بھی کبھی وحدت نہیں ہوگی کہا بس ایک دفعہ آئے کافی ہے اپنے علاقے میں وحدت کا پرچار کرو۔

وحدت کے لیے کام شروع کرو۔ غیر مؤثر افراد غیر مؤثر کوششیں اور ان کی گزارش لکھنا یہ گھٹیا کام ہیں ان سے کبھی وحدت ایجاد نہیں ہوتی وحدت کے لیے حقیقی Real اور نتیجہ بخش کام ہونے چاہئیں جو بے درد ہوں، جو وحدت کے لیے قائل ہی نہ ہوں یا اصلاً ان کو وحدت کا کوئی تصور ہی نہ ہو، ان کے ذریعے سے وحدت نہیں ہوتی بلکہ یہ کم رنگ و بے قیمت ہے۔

۳۔ وحدت کو اختلاف کے ساتھ مشروط کرنا

ایک اور چیز جو وحدت کی کوشش کو ختم کر دیتی ہے وہ یہ کہ وحدت کو اختلافات کے ساتھ مشروط کر دینا اسی سے وحدت ختم ہو جاتی ہے توجہ فرمائیں مثلاً سنی شیعہ وحدت میں وحدت کے لیے شرط لگا دیں آپ کے ساتھ وحدت اس وقت ہوگی ہے جب آپ خلیفہ اول کو خلیفہ مانو یہ تو تناقض ہو گیا چونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے جب اختلاف ہے تو وحدت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اختلاف یا مختلف فیہ کے ساتھ وحدت کو مشروط نہیں کرنا چاہیے اختلاف کو الگ رکھنا ہے اختلاف کو اپنے داخلی حلقے کے ساتھ رکھتا ہے اختلاف کے ساتھ وحدت مشروط نہ کریں ورنہ یہ پوچ، بے ثمر اور یہیں پر ختم ہو جائے گی۔

وحدت کا مطلب اپنے مبانی ترک کرنا نہیں ہیں وحدت کا مطلب اپنے مبانی سے دست برداری

نہیں ہے وحدت کا مطلب یہ ہے کہ اختلافی مسائل اپنے داخلی حلقے کے لیے ہوں اور اشتراکی مسائل امت کے لیے ہوں یہ وحدت کا منشور ہے۔

وحدت کے لیے حکمت عملی یہ ہے کہ جس چیز پر میرا ایمان ہے آپ کا نہیں ہے اس کو میں اپنی حد تک رکھوں اس کو آپ پر نہ ٹھونسوں، وحدت ایسے نہیں ہوسکتی کہ سنی شیعہ سے خلافت قبول کروائے اور شیعہ سنی سے امامت قبول کروائے شرط رکھ دیں کہ پہلے آکر یہ مانو گے تو اس کے بعد وحدت ہوگی یہ نہیں ہوسکتا یہ ۱۰۰ سال تک بھی نہیں ہوسکتا اس طرح وحدت کبھی بھی نہیں ہوسکتی۔ وحدت کا مطلب یہ ہے کہ اختلافی مسائل آپ کا اپنا منشور داخلی ہو اور مشترکات جہان اسلام کے لیے، تمام امت کیلئے، منشور عام ہو ورنہ جس چیز سے اختلاف ہے اس کو وحدت کیلئے شرط قرار دیں تو وحدت ختم ہو جائیگی شروع ہی نہیں ہوگی، وحدت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں جس شخصیت کو، جس اعتقاد کو، جس نظریہ کو مانتا ہوں اور آپ نہیں مانتے اس کو آپ پر نہ ٹھونسوں اس کو آپ کے لیے شرط نہ قرار دوں چونکہ اس کے علاوہ بھی بہت سارے ہمارے مشترکات ہیں صرف یہی ایک چیز تو نہیں ہے یعنی جس چیز پر میرا اور آپ کا اختلاف ہے تمام قدر مشترک یہی ایک تھی نہ یہ ایک چیز ہے جس پر ہمارا اختلاف ہے اس کو آپ اپنی حد تک رکھیں مجھ پر نہ ٹھونسیں میں بھی اپنی کسی چیز کو آپ نہ ٹھونسوں لیکن ہمارے درمیان جو ۹۰ فیصد مشترکات ہیں ان کو باہمی رابطے کا ذریعہ قرار دیں یہ وحدت کا مناسب طریقہ ہے۔

۴۔ عملی منشور کے بغیر وحدت کا نعرہ لگانا

عملی منشور کے بغیر وحدت کا نعرہ لگانا ایسے ہے جیسے انسان کے پاس کوئی روڈ میپ نہ ہو جیسے ابھی رہبر معظم نے فرمایا ہے کہ منشور وحدت تدوین کیا جائے یہ ایک تاریخی مطالبہ ہے شعار وحدت نہیں ہے

منشور وحدت کی ضرورت ہے، اس کے اندر باقاعدہ مشخص ہو، وہ حساس نکات، لرزش کے نکات، مشکل کے نکات کہ ان ان نکات پر مشکل پیش آسکتی ہے ان نکات پر ایکا کیا جاسکتا ہے ان نکات پر اکٹھا ہوا جاسکتا ہے اور ان موانع کو کیسے عبور کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ مناسب فرصتوں کا ضائع کرنا

ایک چیز جو وحدت کی حرکتوں اور وحدت کی کوششوں کو بے ثمر بنا دیتی ہے وہ یہ ہے کہ مناسب فرصتوں کا ضائع کرنا مناسب فرصتوں میں وحدت کا کام نہ کرنا اور غیر مناسب وقت میں شور مچانا وحدت وحدت، کچھ فرصتیں ہوتی ہیں اور جب وہ فرصتیں ضائع ہو جائیں ان فرصتوں کے نکل جانے کے بعد جو مرضی آئے کریں کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

۶۔ وحدت کے نام پر کوڑا کرکٹ جمع کرنا

جب وحدت وحدت کا شعار لگاتے ہیں تو وحدت کے نام پر سب خس وخاشاک اکٹھا کرتے ہیں جب کہا وحدت، اب وحدت شروع کرو کیا وحدت شروع کرو؟ جھاڑو لے کے جو خس وخاشاک اور کچرا ہے، وہ سب جمع کرو اور کہو یہ وحدت ہے تھیلی میں ڈال کر کہو یہ وحدت ہے، وحدت یہ نہیں ہوتی۔

۷۔ گندم اور گھن جمع کرنا

وحدت کا مطلب گھن اور گندم کو اکٹھا کرنا نہیں ہے بعض اوقات گندم کے نام پر گھن (وہ کیڑا جو گندا کھا جاتا ہے) گندم میں گھن بھی ڈال دو اور کہو کہ گندم اور گھن میں وحدت ہونی چاہیے گندم اور گھن میں کیسے وحدت ہوگی وہ تو گندم کو کھا جائیگا۔

کوڑا کرکٹ جمع کرنے کو وحدت نہیں کہتے، کچرا جمع کرنے کو وحدت نہیں کہتے، وحدت کا کوئی

Standard ہوتا ہے، وحدت کا کوئی معیار ہوتا ہے، کوئی معنی ہوتا ہے اس پیمانے کے مطابق ہو یہ عملی منشور ہوگا تو خود مشخص ہو جائے گا کہ کیا جمع کرنا ہے کس کو جمع کرنا ہے ورنہ یوں نہیں ہے کہ ہر چیز جمع کر کے اس کو کہیں کہ یہ وحدت ہے۔

۸۔ جسمانی قربتیں

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایها الناس المجتمعة ابدانهم والمختلفة اهوأهم......(۱)

جسمانی قربتیں وحدت نہیں ہیں، قربت کا محور دلوں کی محبتیں اور الفت ہے قرآن نے وحدت کی جس رسی کا ذکر کیا ہے جس میں یہ وحدت کی لڑی پروئی جائیگی وہ الفت ومحبت ہے۔

ایک چیز جو وحدت کے لیے ضروری ہے اور جس کو علامہ اقبال نے بھی اپنے کلام میں ذکر کیا ہے اگر چہ یہ کام مشکل ہے لیکن ہوسکتا ہے اس کو کرنے کی ضرورت ہے۔

پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل تو ہے اس مشکل کو آسان کر کے چھوڑوں گا......(۲)

ایک مرحوم عالم دین کا قول نقل کرتا ہوں وہ علماء اور طلباء کے بارے میں یہ جملہ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کو ایک جگہ اکٹھا کرنا زندہ مینڈک تولنے کے برابر ہے یہ ان کا قول حکیمانہ تھا وہ کہتے تھے کہ اس طبقے کو اکٹھا کرنا ایسے ہے جیسے آپ زندہ مینڈک تولیں یہ وحدت مشکل ہے۔

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ ۲۹۔

(۲) کلیات اقبال، نظم بعنوان تصویر درد، ص ۷۲۔

اسی مشکل کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو، ان بکھرے دانوں کو ایک تسبیح میں پرونا جو مشکل ہے لیکن آئیں عہد کریں کہ اس مشکل کو آسان کر کے چھوڑیں گے اس مشکل کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے ان موانع کو عبور کرنے کی ضرورت ہے اور وحدت کے نظریہ کو پھیلانے کی ضرورت ہے اس پر مزید غور وفکر کی ضروت ہے اس پر مزید گفتگو کی ضرورت ہے اس پر تبلیغ کی ضرورت ہے اس پر تاکید کی ضرورت ہے اور وہ جو تفرقہ انداز ہیں ان کی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے اور عملی طور پر ایک دوسرے کی طرف قدم بڑھانے کی ضرورت ہے اور ان شاء اللہ وہ دن آئے ہم خود بھی اور عالم اسلام آپس میں متحد و متفق ہوں ان شاء اللہ۔

شہیداں حسینی
پیروئے ولایت
مثالی وحدت

- پیروی از ولایت
- رہبریت، انذار اور بعثت
- رہبری ومدیریت میں فرق
- رہبری کے تقاضے
- شہید حسینیؒ منادی وحدت
- پیرو اور منادی میں ربط
- شہید کے لہو کا پیغام

5

پیروی از ولایت

شہید حسینیؒ پیرو ولایت اور منادی وحدت ہیں اس ملک میں اس شخصیت کے بارے میں گفتگو و تحریر کو مزید تقویت دینے کی ضرورت ہے سب سے بڑی خوبی اور صفت جو شہید کے اندر بہت نمایاں تھی، جس نے شہید کو بہت جلا بخشی اور شخصیتِ شہید میں جس سے نکھار آیا اور ان کے کلام میں اور پیغام میں جس چیز نے نورانیت پیدا کی وہ پیروی از ولایت ہے، آپ نے شہید کا وہ جملہ سنا ہوگا، صوبہ سندھ کے دورے میں ایک خطاب کے دوران ایک قابل احترام شخصیت اور عالم کا نام لے کر فرمایا: ''میری بات سن لیں کہ میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک دے سکتا ہوں، اپنی اولاد کو قربان کر سکتا ہوں، اپنے بچوں کو فدا کر سکتا ہوں لیکن ولایت فقیہ کی پیروی سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹ سکتا'' جب تک کہ شہید زندہ رہے انکا یہی موقف تھا اور اسی پر کاربند رہے اور اسی راہ میں اپنی جان بھی دے دی۔

ولایت فقیہ کی پیروی نے شہید کی شخصیت کو وہ عظمت عطا کی کہ وہ پیروئے ولایت کا عظیم نمونہ بن گئے، اسی طرح سید مقاومت سید حسن نصر اللہ حفظہ اللہ جو آج اسلام اور تشیع کی عزت، سربلندی و سرفرازی کی علامت ہیں، ان سے بھی جب پوچھا گیا کہ آپ کی کامیابی اور کامیاب دفاع اور اس عزت و سربلندی کا راز کیا ہے؟ آپ نے اس کا راز اسلحہ اور جنگی حکمت عملی کو نہیں بتایا بلکہ فرمایا: ''کہ یہ کامیابی ولایت فقیہ کی پیروی میں ہے'' یہ وہ سربستہ راز ہے جو تدریجاً ایک ایک پر کھلتا ہے اور جس پر کھلتا ہے اگر زندہ ہے تو سید مقاومت کی صورت میں موجود ہیں یا پھر اسی راز کے کھلنے کی وجہ سے صفِ شہداء کا سالار بن جاتا ہے اور سید الشہداء پاکستان بن جاتا ہے، شہید حسینی سید الشہداء پاکستان ہیں۔

اُس وقت بھی امام خمینیؒ نے اسلام کا جو چہرہ امت مسلمہ اور اپنے شاگردوں کے سامنے پیش کیا اور

اپنے پیروکاروں کو اس کی طرف دعوت دی۔ شہید، اُن سابقین اور متقدمین میں سے تھے جن کو خداوند تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ سب سے بڑھ کر اپنی ذہانت وفراست اور ذکاوت کا ثبوت دیا اور وہ حقیقت بہت ہی روشن اور اظہر من الشمس ہے۔ جس کو سمجھنے کے لیے لوگ لگ بھگ تیس سال کے عرصہ کے بعد بھی حیران وسرگردان نظر آتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں اس بارے میں سوال ہے، لیکن شہید اُن شخصیتوں میں سے ہیں جنہوں نے پہلی ندا پر لبیک کہا اور اسلام ناب ونظام ولایت پر ایمان لے آئے اور پھر اس کے بعد اپنی زندگی کا لائحہ عمل قرار دیا، اس کو اپنی زندگی کے لیے ایک ہدف اور مقصد قرار دیا اور اسی راہ میں جان بھی دے دی۔

امام خمینیؒ نے اپنی رہبرانہ اور الٰہی بصیرت کے مطابق، امت مسلمہ کو جن امور کی طرف دعوت دی ان میں سے ایک اہم ترین مطلب اتحاد اور وحدت تھا۔ وہی وحدت جس کی قرآن اور پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت دی، جس کی آئمہ اطہار علیہم السلام نے دعوت دی، جس کو اسلام کے اصولوں میں شمار کیا گیا اور جس کو اسلامی اقدار میں سے گنا گیا، امام خمینیؒ نے اپنی بابصیرت نگاہوں سے دیکھا اسی لئے انہوں نے دشمنوں کی سازشوں اور مسلمانوں کے اندر موجود نقطہ ضعف کے سدباب کے لیے اور دشمنوں کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لیے اتحاد بین المسلمین اور وحدت اسلامی کو پیش کیا اور تمام جہان اسلام کو اپنے مشترکات کے تحت ایک پلیٹ فارم پر اور ایک نکتہ پر اکٹھا ہونے کی دعوت دی، اس وقت دنیائے اسلام میں رہبر کی اس دعوت پر لبیک کہنے والوں میں شہید عارف الحسینیؒ پیش پیش تھے اور آج پھر مقام ولایت کی جانب سے جہان اسلام کو اتحاد اور وحدت کی دعوت دی گئی ہے، اب لبیک کہنے والوں کا انتظار ہے۔ جس طرح شہید حسینیؒ نے اپنی عملی سیرت سے رہبر کی ندا پر لبیک کہا اور منادی وحدت کے طور پر مشہور ومعروف ہوئے، پاکستان کی سرزمین پر آج بھی مقام ولایت کی طرف سے وحدت اور انسجام اسلامی، کی دعوت پر لبیک کے لیے شہید حسینیؒ جیسوں کی بصیرت کی ضرورت ہے۔

رہبریت، انذاراور بعثت

قرآن مجید نے پیامبر اکرم ﷺ کے لیے جن صفات اور القاب کو ذکر کیا ہے،ان میں سے دو صفات ''بشیرونذیر'' ہیں۔جس کا ترجمہ بھی بہت ہی سادہ وابتدائی سا کیا جاتا ہےاور تفسیر بھی اتنی ہی سادہ یا اس سے بھی سادہ تر کی جاتی ہے۔بشیر کا معنی حوروں کی خبر دینے والا اور نذیر کا معنی آتش جہنم سے ڈرانے والا، حالانکہ ''بشیر'' کے معنی کے اندر اس سے بھی زیادہ گہرائی موجود ہے جیسا کہ ''نذیر'' کے اندر بھی اس سے زیادہ عمق اور گہرائی موجود ہے۔میں ''بشیر'' کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ اس سے مراد کیا ہے؟ اگرچہ قرینے سے معلوم ہو جائے گا صرف ''نذیر'' کے معنی کی طرف اشارہ کرتا ہوں ، کیونکہ یہ موضوع بحث سے مربوط ہے۔ہم لغت بھی اٹھا کر دیکھ لیں اور قرآن میں نذیر کا استعمال بھی دیکھ لیں، قرآن مجید میں کئی جگہوں پر اس لقب کا تذکرہ آیا ہے لفظ''نذیر'' جنگی ،فوجی ،عسکری اور جہادی اصطلاح ہے ،جو قرآن نے پیامبر اکرم ﷺ کے لیے صفت کے طور پر استعمال کی ہے ،یعنی آنحضرت ﷺ کا ایک کام انذار کرنا ہے۔نذیر کا معنی ہم ڈرانے والا کرتے ہیں ،''نذیر'' ڈرانے والے یا ڈراونی چیز کو نہیں کہتے ہیں۔

نذیر جنگ میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کو انگریزی میں OP اور اردو میں شاید اس کے لیے نگہبان کا لفظ استعمال ہوتا ہے،جس کا کام اونچی مچان پر بیٹھنا ہے۔خصوصاً قدیم زمانے میں جب لشکر آمنے سامنے صفیں باندھتے تھے تو ایک اونچی مچان بنا کر وہاں ایک شخص کو بیٹھایا جاتا جو دشمن کے لشکر پر نگاہ رکھتا،ان کی حرکات وسکنات کو زیر نظر رکھتا،ان کے نقل وانتقالات کو نظر میں رکھتا اور ان کے تمام فنون کو نظر میں رکھتا کہ کہاں سے آرہے ہیں،کہاں جارہے ہیں،رات کو کہاں ہیں،دن میں کہاں ہیں اور پھر مسلسل اپنے لشکر کو مطلع کرتا رہتا ہے۔دشمن کی چالوں ،حیلوں اور دشمن کی نقل وحرکت کو نظر میں رکھتا ہے، اس کا کام خود حملہ کرنا نہیں ہوتا،اس کا کام اسلحہ چلانا نہیں ہوتا،لیکن تمام اسلحہ چلانے والوں کا کام اسی کی خبر پر موقوف ہوتا ہے۔اپنے لشکر کو دشمن کی حرکات وسکنات سے مطلع رکھنا اسی کا کام ہے،اسی کا نام''

نذیر'' ہے اور اسی کا نام انذار ہے۔ انذار یعنی ایک سپاہ اور اہل سفر کو جو کسی مقصد کی طرف جا رہے ہیں اس راہ میں درپیش خطرات پہلے سے بھانپ کر اور ان راہروں کو اور اس لشکر کو مطلع کردے کہ یہ منصوبے آپ کے لیے بنائے گئے ہیں اور آپ کے لیے یہ سازشیں تیار کی گئی ہیں، آپ کے لیے دشمن نے اتنی فوج جمع کر رکھی ہے، اس وقت دشمن کی حرکات وسکنات یہ ہیں، اس وقت دشمن کی چالیں یہ ہیں، انذار فقط یہ نہیں ہے کہ غلط کام کیا تو جہنم میں چلے جاؤ گے وہاں پر تمہیں پیپ پلائی جائے گی اور یہ بھی جہنم سے بچنے کے لیے زیر زمین گھس کر صبح وشام نمازیں پڑھتا رہے، سردابوں میں بیٹھنے سے کبھی بھی خطروں سے نہیں بچ سکتے وہ فوج خطروں سے بچ سکتی ہے جس کو دشمن کے خطروں کا علم ہو، نقل وحرکت کا علم ہو، ان کی چالوں کا علم ہو اور اُن کے منصوبوں کے مطابق اپنی حکمت عملی وضع کر سکے اپنا راستہ معین کر سکے ورنہ جس کو یہ معلوم ہو کہ دشمن راستے میں موجود ہے وہ فوراً آ کر بند کمرے میں بیٹھ جائے اور اپنے ذکر وفکر میں مشغول ہو جائے اور اپنی خانقاہ میں آ کر گھس جائے اور ذکرِ صبح گاہی میں مشغول ہو جائے اور ذکرِ شام گاہی میں مصروف ہو جائے اور اس کو خبر نہ ہو کہ میرے لیے کیا سوچا جا رہا ہے، وہ دشمن سے کبھی بھی نہیں بچ سکتا۔

پیامبر اکرم ﷺ کو بعنوان پیشوا الٰہی ورہبر دینی خداوند تبارک وتعالیٰ نے امت کی ہدایت کے لیے مقرر کیا اور مبعوث فرمایا۔ مبعوث کرنا ایسے نہیں جیسے آج کل اعزام ہوتا ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مبعوث کرنا اعزام کرنا ہوتا ہے کہ ایک فائل بنی اور بتایا گیا کہ دو مہینے کے لیے جاؤ اور واپسی پر گزارش لا کر مجھے دینا، مبعوث ہونا اعزام ہونے کی طرح نہیں ہے۔

سیرتِ پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ مانند در نبشتن شیر و شیر......(۱)

(۱) مولوی رومی جلال الدین، مثنوی معنوی ۴۵۔

''مبعوث'' بعث سے ہے بعث یعنی اٹھانا، برانگیختہ کرنا، ابھارنا، بھڑکانا، کسی کو بھرنا، شعلہ جوالا بنانا اور شرر کو شعلہ بنانا یہ مبعوث کرنا ہے۔ عموماً منفی کاموں کی بعض مثالیں ہمارے سامنے ہیں جیسے کسی کے کان بھرنا، اس کو غصہ دلانا، اس کے اندر غضب پیدا کرنا اور کسی کے خلاف جا کر اس کو اکسانا اور اس کو اکسا کر کسی مجلس ومحفل میں بھیجنا تا کہ یہ غصہ وغضب کی وجہ سے بھڑکا ہوا انسان وہاں جا کر آرام سے نہ بیٹھے، چونکہ جو ایک دفعہ بھڑک جائے ایک دفعہ ابھر جائے، جس کو ایک دفعہ اکسا دیا جائے، وہ جھجکتا نہیں ہے، وہ کسی سے ڈرتا نہیں ہے وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا، وہ چین سے نہیں بیٹھتا، غضب کی وجہ سے تو بھڑکے ہوئے ہم نے دیکھے ہیں مبعوثِ غضب تو ہم نے دیکھے ہیں مغضوبِ غضب تو ہم نے دیکھے ہیں لیکن مبعوث الٰہی ج ہی جنہیں خدا نے اکسایا، جن کو خدا نے بھڑکایا، کس چیز سے خدا نے ان کو بھڑکایا؟ دردِ انسانیت، دردِ دین، دردِ بشر، دردِ ملت، درد جس کو ابھارے، درد لے کر درس لے کر، درس انسان کو آگاہ کرتا ہے لیکن درس انسان کو ہرگز مبعوث نہیں کرتا درد انسان کو مبعوث کرتا ہے۔ پیامبر ﷺ کو خدا نے درس بھی دیا، پیامبر ﷺ کو خدا نے درد بھی دیا، وہ درد جو خدا نے پیامبر ﷺ کے دل میں بھرا تھا، وہ پیامبر ﷺ کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔

پیامبر ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں یعنی دلسوز دردمند پیامبر، اور دردِ دین رکھنے والے پیامبر، دردِ بشر رکھنے والے پیامبر ہیں، وہ پیامبر جو بشر کی ہدایت کے لیے آئے ہیں اپنے آپ کو اتنی مشقتوں میں ڈالتا ہے کہ خدا کو روکنا پڑا، خدا کو فرمانا پڑا، اے نبی ہم نے قرآن اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو مشقتوں میں ڈالیں، اے نبی آپ ان کی ہدایت کے لیے اپنے آپ کو مشکل میں مبتلا نہ کریں اس قدر حریص نبی ﷺ ہیں کہ خدا فرماتا ہے

...... عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (۱)

جو تمہاری ناگواریاں ہیں، پیامبر ﷺ ان پر ناراحت ہیں، بشر کی ناگواریوں کو اپنی ناگواریاں

(۱) سورۂ توبہ آیت ۱۲۸۔

سمجھنے والے نبیؐ، دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھنے والے نبیؐ، دوسروں کی مشکلات کو اپنی مشکل سمجھنے والے نبیؐ اور دوسروں کے درد میں تڑپنے والے نبیؐ، یہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ رحمۃ للعالمین فقط یہ نہیں کہ جو نرم لہجے میں بات کرتا ہے۔ رحمۃ للعالمین وہ نہیں کہ جو جس کی درخواست ہو وہ پوری کر دیتا ہے، جس کی جو حاجت ہو وہ پوری کر دے بلکہ دوسروں کے درد میں تڑپنے والے نبیؐ، درد کسی کا بھی ہے نیند نبی ﷺ کو نہیں آتی، یہ رحیم ورؤف نبی ﷺ، خدا نے مبعوث کیا، کس لئے مبعوث کیا؟ فقط احکام بتائے کہ اے نبی ﷺ کہ یہ جو کچھ ہم بتا رہے ہیں یہ جا کر لوگوں کو پڑھ کر سنا دو ہم نے آپ کو سکھا دیا، آپ لوگوں کو سکھا دیں، بلکہ نبی ﷺ کو مبعوث کیا، خدا نے خوب بھڑکایا، خوب ابھارا، خوب اکسایا، کیونکہ جس معاشرے کے اندر نبی بھیجا جاتا ہے اس معاشرے کو بھی نبی ﷺ نے مبعوث کرنا ہے، اس کو بھی اٹھانا ہے، اس لئے نبی کو کہا آپ ''بشیر'' ہیں، آپ ''نذیر'' ہیں یعنی کیا؟ وہ یہ کہ جس بشریت اور انسانیت کی ہدایت کے لیے جا رہے ہیں اور جو خطرات اسکو درپیش ہیں، ان خطرات کو پہلے بھانپ لینا اور ان خطروں سے نمٹنے کے لیے مناسب منصوبہ بندی کرنا یعنی ان خطروں سے امت کو آگاہ اور بیدار کرنا اور دشمنوں کی سازشوں کو قبل از وقت ناکام بنانا، اے نبیؐ یہ آپ کا فریضہ ہے، جس کے لئے خدا نے آپ کو الہی بصیرت عطا کی ہے۔

رهبری و مدیریت میں فرق

رہبر مدیر نہیں ہوتا، رہبر اور مدیر میں بہت فرق ہے، خدا نے انبیاء علیہم السلام کو مدیر نہیں بنایا بلکہ انبیاء علیہم السلام کو رہبر بنایا، امام بنایا اور مبعوث کیا۔ انبیاء علیہم السلام نے آ کر فقط مدیریت نہیں کرنی بلکہ رہبری کرنی ہے، مدیریت کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جسے بیٹھنا ہے آپ اس کے لیے بیٹھنے کا انتظام کریں اور جو کھڑا ہونا چاہتا ہے آپ اس کے لیے کھڑا ہونے کا انتظام کریں اور جو جانا چاہتا ہے اس کے لیے سفر کا انتظام کریں اور جو نہیں جانا چاہتا اس کے لیے قیام کا انتظام کریں، مدیریت اسی کو کہتے ہیں، جس کی جو ضرورت ہے اس کی ضرورت پوری کر دی جائے۔ لیکن رہبری کیا ہے؟ رہبری یہ ہے، جو بیٹھا ہے اسے

اٹھادیں، جورکا ہوا ہے اس کو چلا دیں، جو بے حس ہے اس کے اندر احساس پیدا کر دیں، جولاتعلق ہے اس کو متعلق کر دیں، جوموت سے بھاگتا ہے اسے عاشق موت بنادیں، یہی امامت ہے۔

امامت کے بارے میں یہ نقطہ معلوم نہیں کہ اقبال نے کہاں سے پڑھا ہے؟! ظاہر ہے انہوں نے نہ علم کلام پڑھا، نہ بحث امامت پڑھی، کہاں سے یہ قرآنی امامت اقبال کے ذہن میں ڈال دی گئی؟!

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے......(۱)

رہبریت کے تقاضے

خطروں کو بھانپنا:

رہبر وہ نہیں ہے جو مدیریت کرے، رہبر وہ نہیں کہ مجھے خطرے سے نکالے، رہبر کون ہے؟ رہبر وہ ہے۔

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے......(۲)

اس لیے خداوند نے جس کو رہبر بنایا اس کو مبعوث کیا، اس کو درس دیا اور اس کو درد دیا، درس سے اس کو آگاہی ملی، درد سے اس کو قیام ملا، درد سے اس کو حرکت ملی، یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں آرام سے بیٹھتے نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں چین آتا نہیں؟ ساری دنیا پریشان ہے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا ہو گیا ہے؟ کیوں چین سے نہیں بیٹھتا، مشکل کیا ہے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشکل درد ہے، درد بیٹھنے نہیں دیتا۔ لوگوں کو گمراہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے، لوگوں کو راہ ہدایت سے ہٹا ہوا دیکھ کر

---

(۱)، (۲) کلیات اقبال، ضرب کلیم، عنوان امامت، ص ۴۹۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے، امت مسلمہ کو خطرات میں گھیرا ہوا دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ اس دردمند نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے نذیر بھی بنایا، یعنی ایسی بصیرت دی اس سے پہلے کہ دشمن اپنا منصوبہ بنا کر اسلام کے خلاف استعمال اور لاگو کرے، خداوند نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے آگاہ کر دیا کہا آپ نبی اور نذیر بھی ہیں۔ آپ کا کام خطرات کو بھانپنا اور امت کو آگاہ کرنا ہے۔ اس طرح پیرو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام خمینیؒ کو خدا نے بصیرت دی یہ جملہ جو بہت ساروں سے ہضم نہیں ہوتا اس لیے کہ ابھی تک پہچان نہیں ہوئی ہمیں واقعاً پہچان نہیں ہوئی، ہمارے استاد بزرگوار حضرت آیت اللہ جوادی آملی کا یہ فرمانا ہے کہ "ما الخمینی و ما ادراک الخمینی؟" خمینی کیا ہے؟ تمہیں کیا پتہ خمینی کیا ہے؟ تم سمجھتے ہو کہ خمینی ایک سادہ سا مفتی ہے، تم سمجھتے ہو خمینی ایک سادہ سا مجتہد ہے، خمینیؒ شخصیت کھلے گی کچھ عرصہ گزرنے دو، کچھ زمانہ گزرنے دو، پھر دنیا کو پتہ چلے گا کہ خمینی کیا ہے؟ زمانہ ایک حجاب ہے اور خصوصاً علماء کے اندر معاصرت سب سے بڑا حجاب ہے یہ کیوں کچھ نہیں ہے؟ چونکہ ہمارا ہم عصر ہے، ہمارا ہم زمان ہے یہ اگر پچھلی صدی کا ہوتا تو بہت بڑا تھا چونکہ اس صدی کا ہے اور ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے ساتھ زندہ ہے لہٰذا کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ چونکہ ہماری قوم قبیلے سے ہے کچھ بھی نہیں ہے اگر کسی اور قوم قبیلے سے ہوتا بہت بڑی شخصیت ہوتی، جب یہ حجاب چھٹیں گے، یہ حجاب ہٹیں گے، تو ایک روشن، آگاہ اور بابصیرت نسل پیدا ہوگی اسے پتہ چلے گا یہ کونسی شخصیت ہے، خدا نے کونسی نعمت جہان اسلام کو دی، ایک بصیرت جو خداوند تعالیٰ نے امام خمینیؒ کو دی، دشمن کی سازش کو قبل از وقت بھانپ لینا اور اس کا مناسب تدارک کرنا یعنی مظہر انذار پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مظہر صفت نذیر ہیں، کیونکہ رہبر کے لیے نذیر ہونا ضروری ہے، اگر رہبر خطر شناس نہ ہو، اگر رہبر خطروں کو بھانپ نہ سکتا ہو اور ان خطروں کا تدارک نہ کر سکتا ہو، وہ رہبری نہیں کر سکتا ممکن ہے مدیریت کر لے۔ رہبری نہیں کر سکتا۔

آج جس شخصیت کو منصب رہبری ملا ہے اوائل میں بہت سارے لوگوں کا یہ سوال تھا کہ مدیریت سے اٹھا کر رہبریت کی کرسی پر لائے ہیں تو آیا ان سے رہبری ہوگی یا نہیں؟ چونکہ صدارت مدیریت

ہے، رئیس جمہور ہونا مدیریت ہے، لیکن آپ نے دیکھا کہ اس طرح کے رہبرانہ اور بصیرانہ اقدامات کئے کہ امام خمینیؒ کی کمی محسوس نہیں ہوئی، البتہ امام کا خلاء ہے وہ جگہ کوئی بھی پُر نہیں کرسکتا، لیکن رہبر معظم انقلاب نے مختلف مواقع پر جن خطرات کا اندازہ کیا اور پہلے سے ان خطروں کو بھانپ کر امت مسلمہ کو متوجہ کیا، یادِ امام ہر آن تازہ ہو جاتی ہے۔

امام خمینیؒ نے بہت سارے خطرات سے آشنا کیا، یہ ضعف ہے کہ حوزہ علمیہ جو آج مرہون منت خمینیؒ ہے، اس میں افکار خمینی بعنوان درس نہیں ہیں، یہاں پر فکر امام سلیبس (کورس) میں شامل نہیں ہے اور اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا، اس لاتعلقی کی قیمت ادا کرنی پڑے گی، اس بے اعتنائی کی سزا بھگتنا پڑے گی جیسے آج عراق کے اندر کی صورت حال پر ہر ایک کا دل دُکھتا ہے، عراق کے واقعات دیکھ کر افسوس ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ قوم آج کچھ غلطیوں کی سزا بھگت رہی ہے، اگر اس قوم نے وہ خطائیں نہ کیں ہوتی اور جن موقعوں پر اسے بے حس نہیں بیٹھنا چاہیے تھا بے حس نہ بیٹھتی، تو آج یقیناً اتنی بڑی سزا نہ بھگتی، قوموں کو سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ خبردار رہیں! فرصتیں ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور سنگین قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، طاقت فرسا قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، ایسی قیمت جو انسان کی کمر توڑ دیتی ہے۔

مقدس مآبوں کا خطرہ:

امام خمینیؒ نے بہت سارے خطرات سے آگاہ کیا۔ ایران کی مملکت کے لیے فرمایا تھا کہ سنو میں کہہ رہا ہوں کہ لیبرل ازم سے ہوشیار رہنا، سیکولر ازم سے ہوشیار رہنا، ان کے حامی تمہاری کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو جوں ہی موقع ملا یہ برسر اقتدار آجائیں گے اور آپ نے دیکھا کہ ذرا سی سستی اور سہل انگاری سے لیبرل ازم قریب تھا کہ انقلاب کو نگل جاتا، لیکن یہاں بھی رہبر معظم کی بابصیرت رہبری نے اس خطرے کو بھانپ کر اس کے خطرے کو ناکام کیا، امام خمینیؒ کے بہت پہلے کلمات آج پڑھیں، ایک ایک مطلب جو امام نے فرمایا تھا، جب خرم شہر آزاد ہوا تھا تو امام نے فرمایا تھا کہ اب

امریکہ ہمارے بارڈر سے نہیں آسکتا چونکہ ہم نے اپنے بارڈر امریکہ پر بند کر دیئے ہیں، اب اگر امریکہ آیا تو تہران اور قم سے آئے گا، اب کسی اور بھیس میں آئے گا، اب کسی اور لبادے میں آئے گا، یہ انذار ہے، خطروں کو پہلے بھانپنا اور اپنی امت کو آگاہ کرنا کہ یہ خطرے تمہارے سامنے ہیں ان خطرات میں سے امام راحل نے بتایا کہ کن کن طبقات کا خطرہ ہے، منافقین کا خطرہ ہے، استکباریت کا خطرہ ہے، طاغوتوں کا خطرہ ہے، مقدس مآبوں کا خطرہ ہے، جس خطرے کو امام نے بہت برملا کیا اہل حوزہ کے نام پیغام میں فرمایا کہ اہل حوزہ ہوشیار رہنا، ''مقدس مآبوں'' کا خطرہ سب سے بڑا خطرہ ہے، ''مقدس مآب'' نہ مقدسین جو واقعاً مقدس ہیں وہ قابل احترام ہیں، لیکن مقدس مآب جو مقدس نہیں ہیں اور لبادہ تقدس اوڑھا ہوا ہے، فرمایا ان سے ہوشیار رہنا، متحجرین کا خطرہ، امام نے مقدس مآبوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ خوبصورت افعی ہیں، یہ خوبصورت زہریلے سانپ ہیں کہ جن کی جلد بہت خوبصورت ہے، رنگ برنگی ہے لیکن ان کے اندر زہر بھرا ہوا ہے، جب بھی ان کو موقع ملا یہ اپنا زہر امت کے اندر اور دین کے اندر اور معاشرے اور انقلاب کے اندر منتقل کر دینگے۔

تفرقہ سب سے بڑا خطرہ:

ایک ایک خطرہ جس کی طرف امام نے متوجہ کیا جس خطرے کے بارے میں سستی ہوئی اور توجہ نہ ہوئی، اس خطرے نے سر اٹھایا فرمایا کہ سب سے بڑا خطرہ جو مسلمانوں کا نقطہ ضعف اور دشمنوں کی ہوشیاری ہے اور جو بہت بڑا خطرہ ہے، وہ تفرقہ ہے، خطرۂ انتشار ہے، اختلاف طبعی بات ہے مذاہب کے اندر اختلاف ہے، اسلام کے مختلف فرقے ہیں، اسلام کی مختلف صورتیں ہیں، اسلام کی مختلف شکلیں ہیں ،ان کے اندر کہیں اصولوں کا اختلاف ہے، کہیں فروع کا اختلاف ہے، کہیں تاریخی مسائل اور کہیں کلامی مسائل کا اختلاف ہے، گونا گوں اختلافات ہیں، کلامی مسائل خود ایک فرقہ ہیں ان کے اندر فراوان اختلافات ہیں، آپ تشیع کا علم کلام پڑھ لیں۔ آراء متکلمین پڑھیں، شیخ صدوق رضوان اللہ تعالی علیہ اور شیخ مفید رضوان اللہ تعالی علیہ کے آراء کلامی میں اختلاف ہے۔ لیکن یہ اختلاف علمی اختلاف ہے، فقہ کے اندر

آپ دیکھیں کوئی سے دو فقیہ ایسے نہیں ہیں کہ جن کے اندر اختلاف رائے نہ ہو۔ اصول میں بھی اختلاف ہے، فروع میں بھی اختلاف ہے، کلامی بحثوں میں بھی اختلاف ہے، فروعی بحثوں میں بھی اختلاف ہے اور ظاہری بات ہے تاریخی مسائل میں بھی اختلاف ہے، ایک شیعہ مؤرخ کے نزدیک یہ تاریخی واقعیت اس طرح سے ہے دوسرے شیعہ مؤرخ کے نزدیک وہی تاریخی واقعیت کچھ اور طرح سے ہے، یہ اختلاف ایک فرقے کے اندر بھی موجود ہے، ایک مذہب کے اندر بھی موجود ہے، یہ اختلاف اتنا نقطہ ضعف نہیں ہے لیکن نقطہ ضعف یہ ہے کہ اگر اس اختلاف کو انسان تفرقہ کیلئے میدان و آماجگاہ بنادے، ایک طرف اندر سے اختلاف آئے دوسری طرف باہر سے اختلاف آئے، اختلافات خشک لکڑی کی مانند ہیں جو جلنے کے لیے تیار ہے، اگر کوئی دیا سلائی جلائے، خشک لکڑی کو آگ دکھائی جائے اور باہر ایک دشمن تیل کا گیلن لے کر اس خشک لکڑی پر تیل ڈالنے کے لیے بھی تیار ہو، لکڑی آگ پکڑنے کے لیے تیار ہے، دیا سلائی حاضر ہے ذرا سا شعلہ شررو کھانے سے آگ لگ جائے گی اور تیل ڈالنے سے یہ شعلے آسمان سے لپکنا شروع ہو جائیں گے، اس لیے فرمایا کہ اختلاف کو ہوا نہ دو، ہوا نہ دینا جیسے آگ جلا کر پھر اس کو ہوا دیتے ہیں اور تیل چھڑکتے ہیں، آگ کی خوبی یہ ہے کہ اسکو جتنی ہوا دیں اتنا شعلہ لپکتا ہے، اتنی لکڑی زیادہ جلتی ہے۔ اختلاف صدیوں سے ہے اور رہے گا، اس اختلاف کا کوئی راہ حل نہیں ہے۔

وحدت کا مطلب بھی اختلاف حل کرنا نہیں ہے، توجہ فرمائیے وحدت کو بعض لوگ گمراہ کن انداز میں پیش کرتے ہیں، وحدت کے مفہوم میں بعض تحریف کرتے ہیں، بعض لوگوں کا اس بارے میں تخصص اور مہارت ہے، کہ وہ کلام خدا کو تحریف کرتے ہیں قرآن نے بھی فرمایا:

وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ ...... (۱)

کلام خدا کو سنتے ہیں پھر اس میں تحریف کرتے ہیں

......مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ...... (۲)

---

(۱)، (۲) سورۂ بقرہ آیت ۷۵۔

سمجھتے ہوئے، جانتے ہوئے، عالمانہ طور پر یہ کام کرتے ہیں، جان بوجھ کر مفاہیم دین میں تحریف کرتے ہیں، وحدت تو قابل تحریف نہیں ہے، وحدت کا کیا معنی کریں، اختلاف ختم کرنا وحدت نہیں ہے، وحدت کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف کے ہوتے ہوئے ایک ہو جائیں، متفق ہو جائیں۔

اختلاف کے مقابلے میں اتفاق رائے ہے، اتفاق رائے اور چیز ہے وحدت اور چیز ہے۔ وحدت یہ ہے کہ آپ اپنا اختلاف رائے اگر حل کر سکتے ہیں تو "نورٌ علیٰ نور" اگر اس اختلاف سے آپ حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں، "فبھا" لیکن اگر اختلاف پر ہی رہتے ہیں تو اس اختلاف سے بچنے کے لیے آپ اس کو تفرقہ نہ بننے دیں، آگ نہ بننے دیں، اس اختلاف کو ہوا نہ دیں، اختلاف مذاہب کے اندر موجود ہے، جو کہ نقطہ ضعف ہے اور دشمن نے اس نقطہ ضعف کو باخوبی بھانپ لیا، اس کے لیے منصوبہ تیار کرلیا، اس اختلاف سے ہم کسی وقت بھی اور کہیں بھی آگ کے شعلے بھڑکا سکتے ہیں، یہ ذرا سی غلطی اور اشتباہ سے بھڑک اٹھتا ہے۔

عالمی منشور وحدت پیش کرنے کی ضرورت:

اس وقت رہبر معظم نے جو عالمی منشور وحدت کا دستور دیا کہ اسے مرتب کر کے اور امت مسلمہ کو اس منشور کے قریب لایا جائے، کیوں یہ کام کیا؟ اس وجہ سے کہ رہبر افق بالا پر ہیں، یہ رہبر ہیں، رہبر ایک پیش نماز نہیں ہے کسی سرداب میں بیٹھا ہوا کوئی فرد نہیں ہے، نا آگاہ یا وہ شخص نہیں ہے جس کو اپنے پڑوس کی بھی خبر نہ ہو، رہبر وہ شخص ہے جو بابصیرت ہے، جس کا فریضہ امامت اور رہبری ہے کہ وہ عالمی حالات سے آگاہ رہے، باخبر رہے اور خصوصاً دشمنان دین سے آگاہ رہے۔ یہی امامت اور رہبری کا تقاضا ہے۔ اس طرح سے تو رہبری نہیں ہو سکتی کہ ہمیں اس سے کیا سروکار ہے، آپ اپنا کام کریں ہم اپنا کام کریں، استکباری طاقتیں تفرقے کا عالمی منصوبہ بنا کر پورے جہان اسلام کو مختلف بہانوں، حیلوں اور حربوں سے

مذہبی اور فرقہ واریت کی جنگ میں الجھا کر عالم اسلام کی (معاذ اللہ) بنیاد ختم کرنا چاہتی ہیں، شیطان بزرگ (امریکہ) کی سرکردگی میں جس کے لیے انہوں نے مسلمانوں کے اندر بہت سارے مہروں سے استفادہ کیا، کچھ سیاسی اور کچھ مذہبی مہروں سے، جن کا کام فقط اختلاف کو تفرقہ بنانا ہے، ان کا تخصص اور مہارت اختلاف کو تفرقہ بنانا ہے، رہبر نے وقت سے پہلے اس منصوبہ کو بھانپ لیا کہ شیطان بزرگ (امریکہ) کی اس وقت پالیسی ہے، یہ کرنا چاہتے ہیں اور اس وقت کیا کیا جائے؟ دشمن کے اس حربے کا کس طرح سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے؟ کس طرح مبارزہ کیا جاسکتا ہے؟ ظاہر ہے تفرقہ کو تفرقہ سے نہیں حل کیا جاسکتا، تفرقہ کا جواب تفرقہ ہو، فرقہ وارانہ فتویٰ کا جواب فرقہ وارانہ فتویٰ ہو، اگر آگ کا جواب آگ سے ہو، شعلہ کا جواب شعلہ ہو، گولی کا جواب گولی ہو، اس سے جنگ تو ہوسکتی ہے، اس سے مسلمان کشی تو ہو سکتی ہے، اس سے عالم اسلام میں انتشار تو بڑھ سکتا ہے، لیکن اس تفرقہ سے دشمنوں کا عالمی منصوبہ ناکام نہیں ہوسکتا۔

بعض جنگیں جارحانہ (Offensive) انداز سے، اور بعض جنگیں دفاعی (Defensive) انداز سے لڑی جاتی ہیں، دفاعی اسلحہ کے طور پر تفرقہ کی جنگ کے لیے ہمارے پاس قرآنی نسخہ فارمولا، وحدت و اتحاد اور تعلیمات قرآن ہیں، تعجب ہے قرآن سے دوری، معارف دینی سے دوری اور من گھڑت نظریات پر اعتقاد اور اصرار کی وجہ سے آج جب وحدت کی بات کریں مذہب خطرے میں نظر آتا ہے، تو پھر قرآن سے وحدت کی ساری آیات ہٹادیں، جس طرح آج استکباری طاقتوں کو جہاد سے اپنا وجود خطرے میں نظر آتا ہے، لہٰذا ان کی کوشش یہ ہے کہ جہاد کی ساری آیات کو حذف کردیں کیونکہ مسلمان اس پر کمربستہ ہو چکے ہیں کہ ہمیں یہ کام رضاکارانہ طور پر کرنا ہے، جن کو وحدت کے ذریعے سے مذہب خطرے میں نظر آتا ہے، وحدت کی ساری آیات کو قرآن سے حذف کردیں کیونکہ وحدت سے مذہب کو خطرہ ہے، مذہب ختم

ہو جائے گا۔

تفرقہ کے اس خطرے کو بھانپ کر رہبر معظم نے اس سال کو وحدت اسلامی، وحدت مسلمین اور انسجام اسلامی کا سال متعارف کروایا، وہ اس منصوبہ سے پہلے بھی وحدت کے لئے کام کرتے تھے، لیکن اس وقت جب دشمن نے تمام تر فوکس کیا ہوا ہے کہ اس حربے کی وجہ سے امت مسلمہ کو نابود کرنا ہے۔

مسلمانوں کو لڑانا استکباری حربہ:

آپ مختلف ممالک میں دیکھ لیں، مختلف حصوں میں، مختلف مناطق کے اندر فلسطین کے اندر، فلسطینی مسلمان جو ہم مسلک ہیں یعنی دونوں سنی ہیں، لیکن ''الفتح'' کو ''حماس'' کے ساتھ لڑا دیا، ''جہاد اسلامی'' سے لڑا دیا، لبنان کے اندر ''حزب اللہ'' کے مقابلے میں مسلمانوں کا ایک گروہ بنایا، عراق میں بھی مختلف ناموں سے جیسے ''جند اللہ''، ''جیش اللہ'' کے نام سے اور دیگر تقریباً ۲۵ سے ۳۰ کے قریب لشکر ہیں، جس طرح پاکستان میں کسی زمانے میں در و دیوار پر لشکر لشکر لکھا ہوا ہوتا تھا، اس وقت عراق کے اند ۲۵ سے ۳۰ لشکر فقط اہل سنت کے ہیں اور ان کو منشور دیا ہے کہ آپ کا کام فقط شیعہ کشی ہے، سعودی مفتی ادھر سے فتویٰ دیتے ہیں پچھلے سال تقریباً لگ بھگ ۸۰ سے ۸۵ کے قریب مفتیوں نے فتویٰ دیا کہ شیعہ کا قتل واجب ہے، پہلے یہ کہتے تھے جائز ہے بعد میں انہوں نے فتویٰ دیا واجب ہے اور اس سال نیا ایڈیشن آیا ہے کہ ان کے مقدسات کو ویران کریں، یہ مظاہر شرک ہیں (معاذ اللہ)، کیا کریں اب اس کا جواب کیسے دیں؟ جیسا کہ بعضوں کے ذہن میں آتا ہے یہ تجاویز آتی ہیں کہ کیا کریں؟ وہ ہمارے حرم ویران کریں گے، ہم ان کے حرم ویران کریں گے، وہ ہماری مسجد ویران کریں گے، ہم ان کی مسجد ویران کریں گے اور دشمن یہی چاہتا ہے کہ یہ مساجد اگر امریکہ ویران کرے، یہ حرم اگر امریکہ

ویران کرے، تو ساری دنیائے اسلام اٹھ کھڑی ہوگی کہ تم نے کیوں ویران کیا ہے اور وہ بے وقوف نہیں ہے، اس نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ وہ حرم جو ہم نہیں چاہتے کہ موجود ہوں یہ حرم بھی ویران ہو جائیں اور ذمہ بھی ہمارے نہ آئے بلکہ یہ کہے کہ یہ تو خود انہوں نے ویران کیے ہیں، ان کے حرم خود انہوں نے ہی ویران کئے۔

پاکستان میں دہشت گردی کے خلاف نام نہاد مبارزہ:

ہمارے ملک کے اندر جو ڈرامہ رچایا ہوا ہے، اب جب سے پاکستان کے اندر دہشت گردی کے خلاف نام نہاد مبارزہ و جنگ شروع ہوئی ہے، اس وقت سے دہشت گردی کے اندر شدت آئی ہے اور دہشت گردی کے خلاف مبارزہ کرنے والے خود دہشت گردوں کو پالنے والے ہیں، پرورش دینے والے ہیں۔

اس ضمن میں مزید بحث کی جا سکتی ہے، ماضی کے متعدد واقعات اس کے شاہد ہیں، خصوصاً حال میں ہونے والے بعض افسوس ناک سانحات سے یہ حقیقت اور بھی عیاں ہو رہی ہے، جن میں اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا گیا اور سازشی عناصر بھی آشکار ہوئے، اس صورت حال کے پس پردہ عناصر کے قصے زدزبان عام ہیں۔

عراق میں حرم مسمار کرنے کا ذمہ دار کون؟

عراق کے اندر بھی ڈرامہ ہے اگر امریکہ عراق میں امریکہ نے یہ ڈرامہ مشہور کر رکھا ہے کہ اگر وہ عراق سے نکلتا ہے اور اس قابض فوج یہاں سے نکلتی ہے، یہ دہشت گرد اور طاغوتی فوج، یہ انسان کش فوج، آدم خور فوج اگر یہاں سے نکلتی ہے پیچھے صدام آ جائے گا، اُلو بنانا ہے اور اس سے بڑی مصیبت اُلو بنا ہے اور وہ بھی باور کر لیتے ہیں یہ چلا گیا تو صدام یا صدامی آ جائیں گے، کیسے صدام یا صدامی آ جائیں گے؟ کیا اکثریت آپ کی نہیں ہے؟ اس وقت سب کچھ آپ کے ہاتھ نہیں ہے؟ خود امریکہ سے مطالبہ

کرتے ہیں کہ وہ اگر آپ گئے تو ہم مر جائیں گے، پٹ جائیں گے، ختم ہو جائیں گے، صدام خون خوار تھا، درندہ تھا، ایک وحشی تھا، یہ وحشی اگر چاہتا عراق کے اندر موجود سارے حرم مسمار کر سکتا تھا اور اس کو کوئی روکنے والا بھی نہیں تھا لیکن آپ نے دیکھا اس نے طاقت ہوتے ہوئے یہ کام نہیں کیا، اس کام کی ضرورت نہیں سمجھی، کیوں؟ اس لیے کہ اسے حرم مسمار کرنا مقصود نہیں تھا، اسے عراقی قوم کی گردنوں پہ حکومت کرنا مقصود تھی، یہ گردنیں جھکی رہیں اور وہ ان کے اوپر مسلط رہے، اسے فقط یہی چاہیے تھا اور حرم مسمار کیے بغیر اس نے یہ ہدف حاصل کر لیا تھا، لیکن اس وقت جو فوج وہاں قابض ہے وہ عراقی گردنوں پر حکومت کرنے نہیں آئی ہے، وہ فقط عراقی تیل کے پیسے اٹھا کر لے جانے نہیں آئی بلکہ یہ فوج اسلام کی بنیادوں کو مسمار کرنے اور اسلامی مظاہر کو ختم کرنے کے لیے آئی ہے، آکر مسجدیں ویران کرے اور یہ قرآن کا قانون ہے

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَ صَلَوٰتٌ وَمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا...... (۱)

اگر لوگوں نے دین کا دفاع نہ کیا اگر متوجہ نہ رہے اگر میدان میں نہ رہے، اگر غافل رہے، دفاع نہ کرنے کا سب سے پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے مذہبی مراکز ویران کر دیئے جائیں گے، (لهدمت) منہدم کر دیئے جائیں گے، ظاہر ہے وہ مسمار کرواتے ہیں اگر یہ قرآن کی بے حرمتی کرتے ہیں، تو سارا جہان اسلام ان کے خلاف شور مچاتا ہے، لیکن خود مسلمان اگر قرآن کی بے حرمتی کرے اس کے خلاف کوئی شور نہیں مچاتا، قرآن نالی میں کوئی پھینک دے اس کے خلاف بہت جلوس نکلتے ہیں اور اگر کوئی قرآن طاق نسیاں پر رکھ دے اور ساری عمر ہاتھ نہ لگائے اس کے خلاف کوئی جلوس نہیں نکلتا، اگر کوئی

---

(۱) سورہ حج آیت ۴۰۔

قرآن کو غلط پڑھے اس کے خلاف جلوس نہیں نکلتا، جو قرآن پڑھنا ہی نہیں جانتا مسلمان اس کے خلاف جلوس نہیں نکالتے، چونکہ ہم خود کرتے ہیں ہم جو مرضی ہے کریں قرآن کے ساتھ ہمیں اختیار ہے قرآن کا جو حشر کریں، لیکن دوسروں کو حق نہیں کہ قرآن کی طرف انگلی اٹھائیں۔ اگر وہ ایک مینارہ بھی گرادیں تو شور مچے گا اس سے یہ متحد ہو جائیں گے، لیکن ہم میں سے ایک دوسرے کے خلاف آکر یہی کام کریں ان کا مقصد پورا ہو جائے گا، نقصان ہم ایک دوسرے کا کریں گے یہ ان کا منصوبہ ہے اور اس پر کام شروع ہے یہ تو آغاز ہے، اختتام نہیں۔

پاکستان تفرقہ کی تجربہ گاہ:

پاکستان کو تفرقہ کے لیے تجربہ گاہ کے طور پر استعمال کیا گیا اور انہوں نے بھرپور تجربہ حاصل کیا، ایک مصر کی رائے میں نے پڑھی، جو خوبصورت رائے تھی وہ یہ کہ پاکستان کو کیوں یہ ایسا رکھنا چاہتے ہیں، اس لیے کہ یہ تمام دنیا کے لیے دہشت گردوں کی ایک چھاؤنی ہے، پاکستان دہشت گردوں کی تربیت گاہ ہے، دہشت گردی حکومت کی طرف سے ہوتی ہے، پاکستانی ایجنسیاں یہ سارے کام دین کے نام پر کرواتی ہیں، پیسہ عربوں کا لگتا ہے اور منصوبہ امریکہ کا تکمیل ہوتا ہے، پاکستانی حکمرانوں نے ذلت کا ثبوت دیا ہے کہ آج وہی ان کے آقا ہیں وہی جن کے سامنے دم ہلاتے ہیں، انہوں نے اب کہا ہے کہ پاکستانی علاقوں پر حملہ کرنے کے لیے ہمیں پاکستان کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کہ ایک ملک کے اندر جائے اور اس ملک کی آپ کو اجازت نہ ہو، پہلے بھی ایسا ہی کیا تھا، البتہ وہ پہلے بھی جو کچھ کرتے ہیں، اجازت لے کر نہیں کرتے، وزیرستان کے جس مدرسے پر انہوں نے بمباری کی اور کہا کہ یہاں دہشت گرد ہیں جبکہ چھوٹے چھوٹے بچے مارے گئے، پہلے انہوں نے کہا کہ وہاں پاکستانی جہازوں نے بمباری کی، پھر کہا کہ غلطی سے ہوگئی، بعد میں انہوں نے مان لیا کہ یہ پاکستانی جہاز نہیں

تھے بلکہ وہ امریکہ کے جہاز تھے، انہوں نے آ کر بمباری کی یہاں والوں نے امریکہ کو بچانے کے لیے اپنے نام لکھوا لیے کہ یہ جرم ہمارے جہازوں کی غلطی سے ہوا، یہ ڈرامہ ہے پاکستان میں امت مسلمہ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے یہ علاقائی مسئلہ نہیں ہے، اس وقت ہدف اسلام ہے لیکن سب سے بڑا خطرہ اس وقت تفرقہ سے ہے، تفرقے کے ذریعے مسلمان کے ہاتھ میں مسلمان کا دامن، مسلمان کے ہاتھ میں مسلمان کا گریبان، مسلمان کے ہاتھ مسلمان کی آستین ہے، مسلمان کے ذریعے مسلمان کا خون ہو رہا ہے، یہ شیطانی طاغوتی منصوبہ ہے، رہبر کا فریضہ یہ ہے کہ وہ دشمنوں کا مقابلہ کرے رہبر کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اسلام کا دفاع کرے، وہ امت اسلامی کی موجودیت کا دفاع کرے اور امت اسلامی کی عزت اور سرفرازی کا دفاع کرے، کس طرح سے دفاع کرے؟ کیا دفاعی اسلحہ سے اس کا دفاع کرے؟ نہیں بلکہ تفرقہ کے مقابلہ میں یہ دفاع اتحاد سے ممکن ہے، اتحاد کے ذریعے یہ منصوبے ناکام ہو سکتے ہیں۔

شہید حسینیؒ منادی وحدت

آج شہید حسینیؒ کی کمی محسوس ہوتی ہے کیونکہ اس وقت امام راحلؒ کی زبان سے ایک جملہ نکلتا تھا اور شہید حسینیؒ پاکستان کی کسی سڑک پر اپنے پیروکاروں کو لے کر مردہ باد امریکہ کا نعرہ خود لگا رہے ہوتے تھے اور امریکی ایمبسی کا رخ کر کے سب کو بتاتے تھے ہمارے امام نے فرمایا ہے کہ یہ فریاد ہے اور امریکہ کے مقابلے میں آ کر مردہ باد امریکہ کا اظہار کرو۔

آج کمی محسوس ہوتی ہے پانچ ماہ ہو گئے ہیں، رہبر معظم نے وحدت کے عالمی منشور کا دستور دیا ہے کہ اس وقت تفرقہ کی سپر، تفرقہ کو روکنے کا طریقہ مسلمانوں کے اندر اتحاد ہے، اے کاش! آج شہید حسینیؒ ہوتے کہ ادھر رہبر معظم کے زبان سے وحدت کے یہ الفاظ نکلتے اور اسی دن شہید حسینیؒ پرچم وحدت اٹھائے منادی وحدت بن کر پاکستان کی سڑکوں پر نکل آتے اور تمام دنیا کو خصوصاً پاکستانی مسلمانوں کو دعوت دیتے کہ

ایھا المسلمون اتحدوا اتحدوا ...... کیوں اس لیے کہ میرے پیشوا نے کہا ہے، اس لیے کہ آج اسلام کی ضرورت ہے، آج وقت کی ضرورت ہے، آج عقل یہ کہتی ہے، اس لیے وہ نعرہ لگاتے آج وہ خلاء محسوس ہوتا ہے، آج پیرو ولایت اور منادی وحدت کی کمی محسوس ہوتی ہے جو آ کر پوری دنیا کو کہے کہ ''ایھا الناس'' میرے پیشوا نے حکم دیا ہے اور اس کی پیروی میں، آپ لوگوں سے تقاضا کرتا، وہ سراپا ندا بن جاتا، جو منادی بن جاتا، جو سراپا دعوت بن جاتا، جو سراپا درد بن جاتا اور ہر مسلمان کے پاس جا کر اس کو ہاتھ جوڑ کر بھی اس کو کہنا پڑتا تو کہتا کہ خدارا اسلام کی خاطر تفرقہ سے باہر آجاؤ۔

پیرو اور منادی میں ربط

پیرو ولایت و منادی وحدت صرف منادی وحدت نہیں ہے، پیرو ولایت ہر اس چیز کا منادی ہے جو ولایت کا راستہ ہے، ولایت کا راستہ اسلام ناب ہے، شہید حسینیؒ اسلام کے منادی ہیں، ولایت کا راستہ مردہ باد امریکہ ہے، شہید حسینیؒ منادی مردہ باد امریکہ ہیں، ساری دنیا روکتی تھی کہ اس نعرہ سے ہمیں کیا ہے یہ تو ایران کی مشکل ہے، وہ کیا جواب دیتے تھے کہ ایران میں میرا مولا و پیشوا بیٹھا ہوا ہے نہ صرف یہ ایران کی مشکل ہے یہ میرے رہبر اور پیشوا نے کہا ہے اس لیے زبان سے کہا، عمل سے کیا، ہر طریقے سے کام کیا اور کہا کہ ''میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لیے تیار ہوں، اپنی اولاد اس راہ میں دینے کے لیے تیار ہوں، لیکن ولایت فقیہ کی پیروی سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہوں'' اور نہ ہی ہٹے، منادی وحدت، منادی اسلام ناب ہے، منادی جہاد ہے، منادی مبارزہ ہے جو رہبر کہے وہ اسی کا منادی ہے وہ رہبر کا پیشوا نہیں ہے، وہ یوں نہیں کہ رہبر کو لائن دیتا ہے، یوں نہیں کہ رہبر کو خط دیتا ہے، یوں نہیں کہ خود کو رہبر سے بہتر سمجھتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ رہبر کو فقط ایران کے مسائل معلوم ہیں، حالانکہ یہ رہبر جہان ہے، یہ سارے جہان کے مسائل کو مجھ سے بہتر سمجھتا ہے، یہ میرے ملک کے مسائل مجھ سے بہتر سمجھتا ہے، اس لیے کہ یہ اس

منصب پر بیٹھا ہے کہ جس کی نگاہ ان چیزوں پر لگی ہوئی ہے جو میں خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔

بس وہ جو کہتا ہے میرا کام اس کی پیروی کرنا ہے اور وہ جو دستور دیتا ہے میرا کام اس کا منادی بننا ہے، میرا کام ندا دینا ہے، یہ شہید کی خوبی تھی، شہید سراپا ندا تھے، ان کے مشاور اور ان کے ساتھی جو ابھی بھی موجود ہیں، ان سے پوچھ لیں کہ شہید کو مشورے دیئے جاتے تھے کہ یہ نعرہ نہ لگائیں یہ اقدام نہ کریں، فلاں کام نہ کریں، وہ کہتے تھے یہ واجب ہے، یہ فریضہ شرعی ہے، یہ میرے پیشوا کا حکم ہے یہ کرنا ہے، ان جیسے شہداء اور ہر وہ شخصیت جو راہ خدا میں آئے وہ اسلام کی علامت ہے۔

آج سید مقاومت (سید حسن نصر اللہ) عزت، شرف اور مقاومت کی علامت ہیں، آج حسن نصر اللہ ایک فرد نہیں عزتِ اسلام مجسم، شرفِ اسلام مجسم، غیرتِ اسلام مجسم اور سرفرازی اسلام مجسم ہیں کیوں؟ اس لیے کہ وہ تن من دھن سے آ گیا ہے اس نے راہ عزت میں اپنی خواہشات کی خاطر نہیں، حُب ریاست کی خاطر نہیں بلکہ اس لیے کہ اس کے پیشوا نے حکم دیا ہے کہ یہ کام تمہیں کرنا ہے اور کہہ بھی دیا، دنیا کو راز بتا بھی دیا، ہر چند اقبال کے بقول ہر راز دان راز بتایا نہیں کرتے لیکن یہ راز چونکہ ہر ایک کے کام کا تھا، اس لیے سید مقاومت نے ساری دنیا کو بتا دیا کہ ہماری عزت کا راز پیروی ولایت میں ہے۔

تفرقہ ڈالنے والے مہرے:

اگر منادی تفرقہ ندا دیتا ہے، اپنے آلہ کاروں کو، اپنے چیلوں کو، اپنے مہروں کو خواہ وہ اس کے مذہبی مہرے ہوں یا اس کے سیاسی مہرے ہوں ان کو حکم دیتا ہے، اے چیلو! تم نے مسلمانوں کے اندر تفرقہ ڈالنا ہے، عراق ہو، پاکستان ہو، لبنان ہو، بحرین ہو، افغانستان ہو، ایران ہو اور جہاں بھی ان کے مہرے ہیں تفرقے ڈالنے کے لیے تن من دھن سے آ کر راستے میں بیٹھ جاتے ہیں اور اس راہ میں اپنا وجود تک قربان کر دیتے ہیں، تفرقہ ڈالنے کے لیے خودکش حملہ ان کو کرنا پڑتا ہے، تو خودکش حملہ کرنے کے لیے تیار

ہیں کیونکہ ان کا پیشوا طاغوت ہے اور وہ اس کے لیے منادی بنتے ہیں، وہ خودکش حملے کے ذریعے تفرقہ بھی ڈالنے کو تیار ہیں، پاراچنار میں جہاں پر تازہ فرقہ واریت کی جنگ ابھی ٹھنڈی بھی نہیں پڑی تھی، اس کی حرارت ابھی بھی موجود تھی، وہاں پر دوبارہ آئے اور اپنی جان پر کھیل کر تفرقہ کو ہوا دی، طاغوت نے تفرقے ڈالنے کے لیے اپنے مہروں اور منادیوں کی خوب تربیت کی ہے۔ اور ادھر سے وحدت کے منادیوں کی حالت کیا ہے؟! اس وقت شہید حسینیؒ یاد آتے ہیں، بعض شخصیتوں کا خلاء اس وقت محسوس ہوتا ہے، جب کوئی میدان میں نہ رہے، شہید حسینی عزتِ تشیع پاکستان کی علامت ہیں۔

وحدت کے موضوع پر کام کرنے کی ضرورت:

وحدت کے لیے ہمیں بہت ساری چیزوں کی ضرورت ہے، وحدت ایک مفصل موضوع ہے، جس کے لیے حوزہ علمیہ میں کام ہونا چاہیے اور پھر امت کے اندر اس کے لیے عملی میدان ہموار ہونا چاہیے، حوزہ علمیہ کی رسالت ہے، حوزہ علمیہ کا فریضہ ہے، اگر اس مرحلے میں بھی حوزہ علمیہ نے اور علماء اسلام نے اپنا یہ شرعی اور دینی فریضہ ادا نہ کیا ایک دن ان کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا، سزا بھگتنا پڑے گی اور ایسی کمر شکن سزا ہوگی، پھر کمر سیدھی نہیں ہوگی، یہ فرصت ہے، فرصتیں ضائع کرنے سے انسان اپنی ہلاکت کا سامان خود فراہم کرلیتا ہے، وحدت کے لیے بہت ساری چیزوں کی ضرورت ہے وحدت کے لیے مشترکات کی ضرورت ہے، مسلمانوں کے مشترکات فراوان ہیں، ان کو بنیاد قرار دینے کی ضرورت ہے۔

شہید حسینیؒ وحدت کی علامت:

رہبر معظم نے فرمایا: وحدت ملی اور انسجام اسلامی ...... ''انسجام اسلامی'' یعنی جہان اسلام کے درمیان وحدت، ''وحدت ملی'' یعنی ملتوں کے اندر آپس میں وحدت، ملت تشیع پاکستان کی وحدت ملی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ کس اشتراک سے حاصل ہو سکتی ہے؟ وہ جو سب کے دلوں کو ایک جگہ باندھ دے، آپس میں سب

کو قریب کر دے، یہ وہ ہے جس نے سب کی خاطر اپنی جان قربان کی، جس نے آپ کی خاطر اپنی جان قربان کی، جس نے دین کی خاطر اپنے آپ کو قربان کیا، وہ ہم سب کے اندر نکتہ مشترک ہے، 5 اگست روز شہادت شہید حسینیؒ، روز وحدت و ہمبستگی ہے جیسے شہید مطہری کی شہادت کا دن ''روز معلم'' ہے، روز تقدیر و تحسین وقدر دانی مقامِ معلم ہے، وہ شہید تعلیم و تعلم کی علامت بن گئے چونکہ ساری زندگی اس راہ میں وقف کی۔

شہید حسینیؒ نے وحدت کی راہ میں اپنی جان دیدی، وحدت کے منادی بن گئے، وحدت کا سنگ میل بن گئے، وحدت کی علامت بن گئے، شہید حسینیؒ عالم اسلام اور تشیع کے اندر وحدت کی علامت ہیں چونکہ وحدت کی علامت ہے یہ دن شہید حسینیؒ کی شہادت کا دن ہے جو ہمارے لیے بہت تلخ دن ہے لیکن یہی دن ہمیں ایک دوسرے کے قریب لا سکتا ہے، اس لیے یہ دن ہماری ملتِ تشیع کی وحدت اور ہم بستگی کا دن ہے اور یہ دن منادی اسلام اور منادی وحدت کی ندا کا دن ہے، یعنی 5 اگست کو شیعہ کی زبان سے فقط حرف وحدت نکلے اور پیغام وحدت پوری دنیا کو جائے، عالم اسلام کو بھی جائے اور ملت تشیع کو بھی جائے، ملت تشیع اس لڑی میں پروئی جائے اور پھر یہ متحد ملت جہان اسلام کو بھی پیغام وحدت دے، البتہ پیغام وحدت قرآن کے ضابطہ ہونے کی وجہ سے دے، نہ کہ اپنی کمزوری دکھانے کے لیے۔

شہید کے لہو کا پیغام

بعض یہ سمجھتے ہیں کہ وحدت ہم اپنی کمزوری کی وجہ سے کہتے ہیں، یہ کمزوری نہیں ہے، بلکہ وحدت کو دشمن کی یلغار کو ناکام بنانے کے لیے نقطہ قوت بنائیں، کہیں ایسا نہ ہو، کہ ولی اور رہبر فریادیں کرتا رہے اور اس کو کوئی منادی نہ ملے، جیسے علی علیہ السلام فریادیں کرتے رہے لیکن علی علیہ السلام کو منادی نہیں ملا جو علی علیہ السلام کی فریادوں کو پہنچاتا، اس لیے علی علیہ السلام نے کنویں میں جا کر اپنی فریادیں بیان کیں، کیوں؟ کیونکہ کوفہ میں علی علیہ السلام فریادیں کر کے تھک گئے تھے، لیکن کوئی منادی پیدا نہیں ہوا جو علی علیہ السلام کی فریادوں کو لے کر کوچہ بہ

کوچہ جاتا، کوہ بہ کوہ جاتا لوگوں کو بتاتا علی علیہ السلام کیا کہہ رہے ہیں، علی علیہ السلام کی بات سنو، کہیں ایسا نہ ہو کہ آج پھر علیِ زمان ولی مسلمین کوفہ کے ماحول میں کہیں ندائیں نہ دے رہا ہو، کوفہ کے ماحول میں کہیں فریادیں نہ کر رہا ہو، **ایھا المسلمون......؟**

آپ نے دیکھا گزشتہ سال (جون 2007) میں امامؒ کی برسی کے دن رہبر معظم نے اپنا فتویٰ بیان فرمایا، حالانکہ اس طرح کا لب و لہجہ رہبر بہت کم استعمال کرتے ہیں فرمایا کہ **"میرے نزدیک یعنی میری فقہی رائے یا میرا وِلائی حکم یہ ہے کہ مسلمان کشی میں کسی طرح سے بھی ملوث ہونا حرام اور گناہ کبیرہ ہے"**

کیونکہ یہ دشمن کا حربہ ہے دشمن آپ کے احساسات سے کھیلے گا، آپ کے احساسات کو بھڑکائے گا، نہ چاہتے ہوئے آپ دشمن کا کام کرنا شروع کر دیں گے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ فریادیں کوفہ کی فریادیں ثابت ہوں، عالمی رہبر کے فرامین کو عالمی عکس العمل کی ضرورت ہے، دنیا کے پاس پیمانے یہی ہیں کہ ان کی بات کا کتنا اثر ہوتا ہے، اگر دشمن فریادیں تفرقہ کی صورت میں بلند کرتے ہیں اور خودکش بمباری پھیلانے کے لیے اپنی جان نچھاور کر سکتے ہیں اور رہبر جب وحدت کی بات کرے تو کوئی سامنے نہ آئے، تا کہ کہے اے رہبر؛ ہم وحدت کے لیے اپنی جان نچھاور کر سکتے ہیں اور شہید حسینیؒ بن کر، دے کہ اے پیشوا؛ میں اتحاد کی خاطر اپنی جان بھی نچھاور کر سکتا ہوں، دنیا اس وقت دیکھ رہی ہے کہ ایک طرف سے طاغوت رہبر تفرقہ اور اس کے پیروکار ہیں اور دوسری طرف رہبر وحدت اور ان کی فریادیں اور وہ اپنے منادیوں کا منتظر ہے، اس کے منادی کہاں ہیں؟ پیغام شہید یہی ہے، رہبر کا پیرو بنو، نہ کہ رہبر کا پیشوا۔

شہید فخر کرتے تھے کہ میں پیرو رہبر ہوں اور وہ رہبر کی ہر بات کو ندا بنا دیتے تھے اور آج شہید کا ماننے والا ہر شخص منادی ہونا چاہیے، اس پیغام کو جو شہید کا لہو ہمیں دیتا ہے۔

یہ جنگ ہے اس وحدت کو کمزوری نہ سمجھیں سادہ لوحی نہ سمجھیں یہ جنگ ہے، جنگ کی حالت میں آپ وحدت کو تفرقہ کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کریں اور اسی ہتھیار سے ہم بچ سکتے ہیں ورنہ آئندہ نسلیں بھی ایک دوسرے کا قتل عام کرتی رہیں گی، آئندہ نسلیں بھی ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتی رہیں گی، یہ نفرت اور یہ تفرقہ نسلوں میں بھی منتقل ہو جائے گا اور چند نسلیں نہیں گزریں گی کہ مسلمان اس دنیا میں خدانخواستہ اس حالت کو پہنچ جائیں گے، جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، دشمن کے ناپاک عزائم ہیں دشمن کینہ توز ہے قسم کھایا ہوا ہے، کئی سو سال قبل جب صلیبی جنگیں شروع ہوئیں، اس وقت بھی ایک پوپ نے یہ فتویٰ دیا اور وہ جنگ پوپ کے اس فتویٰ سے شروع ہوئی تھی کہ معاذ اللہ اسلام شیطانی مذہب ہے، آج بھی وہ فتویٰ ان کی کتابوں میں موجود ہے، اسلام شیطانی مذہب ہے اور اس شیطانی مذہب کو انسانی معاشرے سے آپ نے ختم کرنا ہے، بظاہر قدس کا مسئلہ تھا، لیکن اس کے پیچھے اسلام کے خلاف نبرد تھی آج بھی پوپ کا آپ نے نظریہ سن لیا، موجودہ پوپ نے جو آج مسیحیت کا رہبر و پیشوا بن کر بیٹھا ہوا ہے، Banidect (بنی ڈیکٹ) نے زبان سے جو مکروہ الفاظ نکالے وہ منحوس الفاظ یہ تھے کہ مسیح جو کچھ لے کر آئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی کچھ لے کر آئے، وہ اضافہ جو لائے وہ فقط دہشت گردی ہے اور اس دہشت گردی کو ہم نے ختم کرنا ہے، دہشت گردی یعنی مسلمان دہشت گرد، یعنی متدین دہشت گرد، یعنی داڑھی والا، دہشت گرد، یعنی نمازی دہشت گرد، یعنی مومن دہشت گرد ہے، ان کی یہ اصطلاح ہے۔

وحدت کو معمولی نقطہ نہ سمجھیں یہ فرائض اصلی میں سے ہے اور پیروی رہبر یہی ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ اس وقت ہم منادی وحدت بن جائیں، خون شہید بھی ہم سے یہی کہتا ہے کہ ہم پیرو ولایت اور منادی وحدت بن جائیں اور انشاء اللہ خدا کرے کہ جس طرح رہبر کی فریادِ وحدت بلند ہوئی ہے یہ دنیا کے کونے کونے پر پہنچے اور اس کیلئے ہم منادی بن جائیں تا کہ روح شہید ہم سے خوش ہو اور شہید کی روح ہم سے مایوس نہ ہو، کہ جس کی خاطر میں نے جان دی تھی آج اس کا نام لینے والا کوئی نہیں ہے۔

منشور وحدت اسلامی

- ضرورت وحدت اسلامی
- تفرقہ کی مذمت
- عالم اسلام اور وحدت کا فقدان
- منادیان وحدت اسلامی
- تفرقہ کے نقصانات
- وحدت سے مراد
- اسلامی وحدت کے اصلی محور
- وحدت اسلامی کے عملی طریقے
- موانع وحدت
- وحدت کے میدان کو ہموار کرنے والے موضوعات

6

ضرورت وحدت اسلامی

کان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين و منذرين و انزل معهم الكتب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ماجآء تهم البينٰت بغيا بينهم فهدى الله الذين امنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه والله يهدى من يشآء الىٰ صراطٍ مستقيم. ...... (۱)

''سب لوگ ایک ہی امت تھے (ان میں اختلاف رونما ہوا) تو اللہ نے بشارت دینے والے اور تنبیہ کرنے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تا کہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا فیصلہ کرے اور اختلاف بھی ان لوگوں نے کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی حالانکہ ان کے پاس صریح نشانیاں آچکی تھیں یہ صرف اس لیے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے پس اللہ نے اپنے اذن سے ایمان لانے والوں کو اس امر حق کا راستہ دکھایا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے''۔

خداوند تبارک وتعالی نے انسان کی سعادت اور نجات کے لئے انتہائی خوبصورت اور جامع نظام مقرر فرمایا ہے۔ دین، انسانی ہدایت کے لئے اسی الٰہی جامع نظام کا دوسرا نام ہے، خداوند تعالی نے انبیاء و رسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا آسمانی کتب نازل کیں۔ حیات بشری کے لئے اصول وضوابط اور حدود مقرر کیے، انسانی زندگی کو خطرے میں ڈالنے والے عوامل کی نشاندہی فرمائی اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے انسان کو مناسب آگاہی اور معرفت عطا فرمائی۔

(۱) سورہ بقرہ، آیت ۲۱۳۔

خداوند تعالی نے انسانی سعادت اور نجات کے اصولوں میں سے وحدت کو ایک بنیادی ضابطے کے طور پر ذکر فرمایا ہے اور اختلاف وتفرقہ کو انسان کی ہلاکت کا سبب قرار دیا ہے۔

قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے۔

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا و لا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم أعدآءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا و کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذلک یبین اللہ لکم ایتہٖ لعلکم تھتدون......(۱)

''خدا کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو اور تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تب خدا نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو اللہ کی اس نعمت کے طفیل تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے جبکہ اس سے پہلے تم تفرقہ واختلاف کی وجہ سے آگ کے دہانے جا پہنچے تھے خدا نے تمہیں اس سے نجات عطا کی اس طرح اللہ اپنی آیات کو کھول کر تمہارے لئے بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت حاصل کرو''۔

اسی طرح قرآن کریم نے مسلمانوں کو وحدت کی طرف دعوت دیتے ہوئے امت بننے کا حکم دیا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون. ......(۲)

''تم میں سے ایسی امت ہو جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں''۔

---

(۱) سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳۔

(۲) سورہ آل عمران، آیت ۱۰۴۔

تفرقہ کی مذمت

قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جائهم البینات

واولٰئک لهم عذاب عظیم......(۱)

''اور تم ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے واضح اور روشن نشانیوں کے بعد آپس میں اختلاف کیا اور گروہوں میں بٹ گئے اور ایسے لوگوں کے لئے عذاب عظیم ہوگا''۔

تمام آسمانی کتب بالخصوص قرآن کریم نے تمام انسانوں کو بالعموم اور اہل ایمان کو بالخصوص **وحدت و اتحاد** کی دعوت دی ہے انبیاء کرام اور رسل الٰہی علیہم السلام کی سب سے زیادہ کوششیں لوگوں کو خدا پرستی اور وحدت کی طرف دعوت دینے کیلئے انجام پائیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمین کے درمیان **وحدت** کو واجبات میں سے قرار دیا۔

قرآن کریم میں ہے۔

انما المومنون اخوة فا صلحوا بین اخویکم و اتقوا الله

لعلکم ترحمون.......(۲)

''مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا تم لوگ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اخوت مومنین کے اندر برقرار فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

(۱) سورہ آل عمران، آیت ۱۰۵۔

(۲) سورہ حجرات، آیت ۱۰۔

مثل المؤمنین فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی......(۱)

''مومنین آپس میں محبت رحمت اور مہربانی میں ایک پیکر کی طرح ہیں کہ اگر ایک عضو بیمار ہوتو سارا جسم مضطرب ہوجاتا ہے''۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے **وحدت** مسلمین کی خاطر تاریخ میں لازوال قربانیاں دیں ہیں من جملہ ناگواریوں پر صبر کرنا اور امت کے **اتحاد** کی خاطر ایک عمر سکوت اختیار کرنا......۔ائمہ اطہار علیہم السلام کی تعلیمات میں مدارا اور رواداری کو مسلمانوں کے درمیان **وحدت** برقرار کرنے اور **اتحاد** کو باقی رکھنے کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کی قرآن سے دوری

لیکن افسوس وصد افسوس کہ آج امت مسلمہ نے خدا، قرآن، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ائمہ علیہم السلام اور اولیاء دین کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

نبذ فریق...... کتاب اللّٰه وراء ظهورهم......(۲)

ایک گروہ نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا''۔

آج مسلمان اختلاف اور تفرقہ کی آگ میں جل رہے ہیں محبت والفت کی بجائے دین کے پیرو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں جنہیں قرآن نے بھائی کہا ہے وہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں قرآن نے فرمایا ہے کہ:

واطیعوا اللّٰه ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ریحکم واصبروا ان للّٰه مع الصّٰبرین (۳)

(۱) میزان الحکمت ج۹ ص ۴۵۔

(۲) سورہ بقرہ آیت ۱۰۱۔

(۳) سورہ الانفال، آیت ۴۶۔

''اللہ اور رسول کی اطاعت کرو آپس میں نزاع مت کرو ورنہ شکست کھا جاؤ گے اور تمہاری آبرو جاتی رہے گی اور استقامت دکھاؤ اللہ صابرین کے ساتھ ہے''۔

عالم اسلام اور وحدت کا فقدان

ایک ارب سے زیادہ جمعیت ہونے کے باوجود مسلمان آج رسوائی اور ذلت کے ساتھ شیطانی اور طاغوتی طاقتوں کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں مسلمانوں کی زبوں حالی میں سب سے زیادہ حصہ تفرقہ اور آپس کے اختلافات کا ہے۔ آج مسلمان فلسطینی ہو یا عراقی، لبنانی ہوں یا افغانی، کشمیری یا دنیا کے کسی بھی حصے میں آباد ہوں، جو کچھ برداشت کر رہے ہیں اور ان پر جو کچھ بیت رہی ہے وہ مسلمانوں کے اندر اختلاف اور تفرقہ کا نتیجہ ہے۔

دشمنان اسلام ہمیشہ سے مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے آئے ہیں اور آج پوری وقاحت کے ساتھ اسلام کے خلاف نئی صلیبی جنگ کا اعلان کر چکے ہیں۔

اسلام کا چاروں جانب سے محاصرہ ہو چکا ہے ایک طرف سے صلیبی لشکر نے مسلمان ممالک پر چڑھائی اور قبضہ شروع کر دیا ہے دوسری طرف سے مسلمانوں کے مقدسات کی بے حرمتی زور و شور سے جاری ہے۔

سیکولر ازم اور لیبرل ازم کے نام سے لادینیت کو مسلم معاشروں میں ٹھونسنے کی کوشش ہو رہی ہے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے اندر موجود اختلافات سے فائدہ اٹھا کر انہیں ایک دوسرے کے خلاف منحوس جنگ میں جھونک دیا ہے۔

منادیان وحدت اسلامی

تاریخ میں مکتب انبیاء علیہم السلام کے پروردہ ایسے مصلحین گزرے ہیں جنھوں نے اسلامی تعلیمات کا صحیح درک رکھتے ہوئے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق امت مسلمہ کو بیدار اور متحد رکھنے کی فراوان کوششیں کی ہیں خصوصاً سید جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہ، شیخ محمود شلتوت، علامہ شرف الدین عاملی، امام موسیٰ صدر، علامہ اقبال، علامہ شہید عارف حسین الحسینیؒ، و دیگر اور سب سے بڑھ کر حضرت امام خمینیؒ جنھیں خداوند تعالیٰ نے بہت عالی بصیرت عطا فرمائی، آپ نے اسلام کے حقیقی چہرے کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔ مسلمانوں کو درپیش خطرات سے آگاہ کیا، مسلمانوں کے درمیان تفرقے اور اختلافات کے نقصانات کو دیکھ کر ندائے وحدت بلند کی۔

امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

وحدت مسلمانوں کی بقاء کا تنہا ذریعہ ہے آپ نے شیعہ سنی کے درمیان اختلافات کو ہوا دینے والوں کے بارے میں فرمایا کہ:

یہ لوگ شیعہ ہیں نہ سنی بلکہ یا تو نادان ہیں یا دشمن کے آلہ کار ہیں۔

آج رہبر انقلاب اسلامی ولی امر مسلمین **حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای** دام ظلہ العالی نے پرچم **وحدت** اٹھا کر تمام جہان اسلام کو **وحدت** کی دعوت دی ہے۔ دین و عقل دونوں کا تقاضا مسلمان سے ایک ہی ہے اور وہ **وحدت** و یکجہتی ہے۔ عقل سلیم بھی مسلمانوں سے **اتحاد** کا مطالبہ کرتی ہے اور دین مبین بھی وحدت کی دعوت دے رہا ہے چند متعصب عالم نما اور بعض جہلاء دشمنان دین کے آلہ کار بن کر مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں اور اسلام و مسلمانوں کے لیے جگ ہنسائی کا سبب بنے ہوئے ہیں ان

ناعاقبت اندیشوں نے مسلمانوں کے اندر نفرت کے ایسے بیج بو دیئے ہیں کہ دشمنان دین کو ان کی وجہ سے آسودگی نصیب ہوئی ہے۔

اے مسلمان!

قرآن تجھے **وحدت** کی طرف بلا رہا ہے۔

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **اتحاد** کی دعوت دے رہے ہیں۔

آل **رسول** علیہم السلام رواداری کی طرف بلا رہے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر اصحاب رضی اللہ عنہم اور پیروکار **وحدت** کی تلقین کر رہے ہیں عقل سلیم تجھے **وحدت** کی طرف پکار رہی ہے۔

تفرقہ کے نقصانات

اختلافات، فرقہ واریت اور تفرقہ کی وجہ سے عالم اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے جس کا جائزہ لینے کے لیے کافی وقت درکار ہے یہاں پر ان نقصانات کی ایک مختصر فہرست پیش کی جاتی ہے۔

۱. مسلمانوں کا ضعف اور کمزوری۔

۲. ذلت اور رسوائی۔

۳. کثرت کے باوجود بے وقعت ہونا۔

۴. پسماندگی۔

۵. مغربی غلامی۔

۶. منابع ثروت ہوتے ہوئے دوسروں پر انحصار۔

۷. فقر و فاقہ۔

۸. علم و ٹیکنالوجی سے محرومی۔

۹. سیاسی ابتری۔

۱۰. معاشی و معاشرتی بحران۔

۱۱. ثقافتی شکست۔

۱۲. احساس حقارت و احساس کمتری۔

۱۳. غیر اسلامی سیاسی نظام۔

۱۴. کٹھ پتلی حکومتیں۔

۱۵. اسلام کی بدنامی۔

۱۶. مسلمانوں سے عالمی سطح پر نفرت۔

۱۷. غیر مسلموں کی اسلام سے بیزاری۔

۱۸. نئی مسلمان نسلوں کی اسلام کے بارے میں تشویش۔

۱۹. اسلامی سرزمینوں پر دشمنوں کا قبضہ۔

۲۰. اسلامی ثروت کی لوٹ مار۔

۲۱. اسلامی سرزمینوں میں بحران و بدامنی۔

۲۲. اسلامی مقدسات کی بے حرمتی۔

۲۳. مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان کا قتل۔

۲۴. سیکولرازم اور لادینیت کا رواج۔

۲۵. فساد و فحشا کی ترویج۔

وحدت سے مراد

☆ **وحدت** سے مراد یہ نہیں کہ مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے اپنے مذہب سے دست بردار ہو کر کسی دوسرے مذہب کے پیروکار بن جائیں۔

☆ **وحدت** سے مراد یہ بھی نہیں کہ مسلمانوں کے اندر موجود مشترکات کو ملا کر ایک نیا مذہب وجود میں آئے اور سب اس کے پیروکار بنیں۔

☆ **وحدت** اسلامی سے مراد یہ بھی نہیں ہے کہ تمام مذاہب کی نفی کر کے بلا مذاہب اسلام کی ترویج کی جائے۔

☆ **وحدت** اسلامی سے مراد یہ بھی نہیں ہے کہ موجودہ مذاہب میں سے کسی ایک مذہب پر اتفاق کیا جائے۔

☆ **وحدت** اسلامی سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ **وحدت** کی خاطر اپنے اپنے مذہبی اصولوں کو چھوڑ کر دوسروں کے قریب ہو جائے۔

☆ **وحدت** اسلامی اس چیز کا نام بھی نہیں ہے کہ کسی ایک شخصیت، گروہ، حزب یا پارٹی کی چھتری کے نیچے سب جمع ہو جائیں۔

☆ **وحدت** اسلامی سے مراد یہ نہیں کہ اپنے معتقدات دوسروں پر ٹھونسیں اور انہیں اپنے مذہب کا زبردستی پیرو بنائیں.......... بلکہ

☆☆ **وحدت** اسلامی سے مراد یہ ہے کہ تمام مسلمان جس مذہب کے بھی پیروکار ہوں مشترک اصولوں اور باہمی دلچسپی کے مسائل میں آپس میں ایک ہو کر اختلافی مسائل کو اپنے خاص حلقہ کی حد تک محدود رکھیں۔

☆☆ ایک دوسرے کے مقدسات کی بے حرمتی نہ کریں۔ مشترکہ دشمن کے خلاف ایک صف بن جائیں، اپنے مقدسات و مشترکات کا دفاع کریں، ایک دوسرے کی دل آزاری نہ کریں، آپس میں محبت والفت بڑھائیں اور ایک دوسرے کا احترام کریں۔

وحدت اسلامی کے اصلی محور

تمام اسلامی مذاہب و فرقوں اور ان کے پیروکاروں کو آپس میں متحد کرنے والے اصول اور مشترکات، اختلافی موضوعات سے کہیں زیادہ ہیں یہی مشترکات مسلمانوں کے اندر وحدت کا محور واقع ہو سکتے ہیں۔ بطور نمونہ فقط چند مشترکات ذکر کیے جاتے ہیں ورنہ تمام مشترکات کیلئے کئی دفتر درکار ہیں۔

۱. خداوند تبارک وتعالیٰ پر ایمان۔

۲. وحدانیت خداوند تعالیٰ پر ایمان۔

۳. معاد پر ایمان۔

۴. **رسول اکرم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت وخاتمیت۔

۵. قرآن کریم۔

۶. قبلہ واحد۔

۷. **اہلبیت رسول** علیہم السلام۔

۸. اسلام کی مصلحتوں کو دیگر تمام مصلحتوں پر ترجیح دینا۔

۹. قرآن کریم اور سنت نبوی کا تمام مسلمانوں اور مذاہب کے لیے دو بنیادی منابع کے طور پر تمام پہلوؤں میں اعتقاد اور عمل کی بنیاد بنانا۔

۱۰. ضروریات دین، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد وغیرہ۔

۱۱. دفاع از مقدساتِ دین۔

۱۲. دفاع از امتِ مسلمہ۔

۱۳. اسلامی سرزمینوں کا دفاع۔

۱۴. عالمی بحرانوں میں متفقہ موقف جیسے فلسطین، کشمیر، افغانستان، عراق اور لبنان وغیرہ۔

وحدت اسلامی کے عملی طریقے

عالم اسلام میں حقیقی معنوں میں اتحاد برقرار کرنے کے لئے شعار اور زبانی جمع خرچ کافی نہیں بلکہ اس مقصد کے حصول کے لئے بعض اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔ من جملہ

۱. **اتحاد** مسلمین بخاطر اعلائے کلمۃ اللہ۔

۲. مسلمانوں میں **وحدت** کے لئے ذہنی اور فکری میدان ہموار کرنا۔

۳. مسلمانوں کے اندر شعور اور بیداری ایجاد کرنا۔

۴. تمام مذاہب اسلامی میں مشترکات کی ترویج۔

۵. مختلف مذاہب کے علماء کا آپس میں ملنا اور تبادلہ افکار کرنا۔

۶. تعین معیار برائے صدور فتوی دینی۔

۷. علماء اسلام کی طرف سے **وحدت** کے لزوم اور تفرقہ کی حرمت کے فتاویٰ کا صدور۔

۸. ضرورت اجتہاد بعنوان اصل اسلامی اور اختلافات اجتہادی کو قبول کرنا اور آراء اجتہادی کا احترام کرنا۔

۹. سال بھر مختلف مناسبتوں پر **وحدت** سے متعلقہ پروگرام منعقد کرنا۔

۱۰. **وحدت** کے بارے میں مدلل اور علمی لٹریچر شائع کرنا۔

۱۱. ملکی سطح پر **وحدت** اسلامی میں مؤثر شخصیات کی مرکزی وحدت کمیٹی بنانا۔

۱۲. علاقائی سطح پر **وحدت** کمیٹیاں تشکیل دینا۔

۱۳. مدارس اسلامیہ و مساجد میں **وحدت** کے پروگرام منعقد کرنا۔

۱۴. **وحدت** کے لئے ویب سائٹ بنانا۔

۱۵. **وحدت** کے بارے میں مواد کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنا۔

۱۶. تفرقہ انگیز مواد پر پابندی عائد کرنا۔

۱۷. تفرقہ انگیز مطالب کا مدلل جواب دینا۔

۱۸. مسلمانوں کی تحقیر، تکفیر و تفسیق سے اجتناب کرنا۔

۱۹. تفرقہ انگیز گروہ اور افراد کی شناخت اور نشاندہی کرنا۔

۲۰. مشترکات اسلامی میں برادرانہ اور اختلافات میں محققانہ روش کی ترویج و ترغیب دلانا۔

۲۱. اختلافی مسائل میں مخالفانہ اور دشمنانہ رویوں کو ترک کرنا اور ان کی مذمت کرنا۔

۲۲. مشکلات اور مصائب میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

۲۳. دشمنوں کی تفرقہ انگیز سازشوں سے امت کو آگاہ کرنا۔

۲۴. عالم اسلام میں واقع ہونے والے حوادث کا تجزیہ و تحلیل کرنا۔

۲۵. **وحدت** سے متعلق سوالات کا مدلل جواب دینا۔

۲۶. مطبوعات کے ذریعے اتحاد اسلامی کو فروغ دینا۔

۲۷. مختلف زبانوں میں **وحدت** کے موضوع پر جرائد کا اجراء۔

۲۸. **وحدت** اسلامی کے موضوع پر مختلف کانفرنسیں، سیمینارز اور کنونشنز منعقد کرنا۔

۲۹. تعلیمی نصاب میں **وحدت** اسلامی کے بارے میں مواد شامل کرنا۔

۳۰. عالمی سطح پر داعیان **وحدت** اسلامی اور **اتحاد** بین المسلمین کے لیے کوشش کرنے والی شخصیات سے منسوب ایام میں ان کے افکار اور کردار کا احیاء کرنا۔

موانع وحدت

مسلمانوں کے اندر **وحدت** کی راہ میں کچھ موانع حائل ہیں جنہیں برطرف کرنا ضروری ہے۔

۱. پیراون مذاہب کے درمیان ایک دوسرے کی بابت سوئے تفاہم۔

۲. متعصب اور تنگ نظر علماء۔

۳. درباری اور سرکاری علماء۔

۴. حقیقت دین سے ناآشنا اور جاہل افراد۔

۵. دشمنان دین اسلام کے آلہ کار افراد۔

۶. مدارس جن میں تعصب اور تنگ نظری کی تعلیم دی جاتی ہے۔

٧. دوسرے مذاہب پر کیچڑ اچھال کر لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے والے خطباء۔

٨. پیروان مذاہب کے اندر ایک دوسرے کی نسبت منفی پراپیگنڈا۔

٩. استکباری سازشیں اور ان سے لاعلمی۔

١٠. فرقہ تکفیریہ جیسے متعصب گروہ۔

١١. مسلمانوں کے اندر عقلانیت کے بجائے احساسات کا غلبہ۔

١٢. ایسی حکومتیں جو تفرقہ کے ذریعے اقتدار حاصل کرتی یا اسے طول دیتی ہیں۔

١٣. قوم پرستی۔

١٤. تحمل اور بردباری کا نہ ہونا۔

١٥. عالم اسلام کے اندر موجودہ بحران سے آگاہ نہ ہونا۔

١٦. اختلافات اصولی و فروعی کو ہوا دینا اور بڑھا چڑھا کر پیش کرنا

١٧. اختلاف اور دشمنی میں فرق کو ملحوظ نہ رکھنا۔

١٨. ہر گروہ کا اپنے آپ کو حق مطلق اور دوسرے کو محض گمراہ سمجھنا۔

١٩. عملی منشورِ **وحدت** کا نہ ہونا۔

٢٠. **متعهد** اور **دلسوز علماء** کی کمی یا فقدان۔

٢١. مسلمانوں کے اندر بالعموم تعلیم و شعور کی کمی۔

٢٢. اکثریت کی بے حسی اور موجودہ حالات سے لاتعلقی۔

٢٣. قرآن و سنت سے عملی دوری۔

﴿ان موضوعات کے ذریعے وحدت کا میدان ہموار ہو سکتا ہے﴾

۲۴. مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان بے جا تو ہمات۔

۲۵. شخصیت پرستی اور شخصیت محوری۔

۲۶. اندھی تقلید۔

۲۷. انانیت۔

۲۸. مفاد پرستی۔

۲۹. فکری جمود

۳۰. ایک دوسرے کے مقدسات کی بے حرمتی اور ہتک۔

۳۱. حقیقی **وحدت** کی بجائے وقتی اور نمائشی **وحدت** کا تظاہر۔

۳۲. **وحدت** کی فرصتوں کو ضائع کرنا۔

وحدت کے میدان کو هموار کرنے والے موضوعات

وحدت اسلامی کو علمی اور عوامی حلقوں میں بحث و مباحثہ کا موضوع بنانے اور اس کے متعلق گفتگو چھیڑنے کے لئے ضروری ہے کہ وحدت اسلامی کے بعض پہلو اجاگر کیے جائیں تا کہ اہل علم، اہل قلم ،اہل سخن نیز اسلام اور امت اسلامی کا درد رکھنے والے حضرات اپنی سوچ کے مطابق اظہار نظر کر سکیں۔ وحدت اسلامی کے عملی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یہ موضوع عالم اسلام میں ایک زندہ اور روزمرہ کے موضوعات میں تبدیل ہو جائے اسی مقصد کے حصول کے لئے بعض موضوعات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

﴿وحدت کے میدان کو ہموار کرنے والے موضوعات﴾

١. ضرورت **وحدت** اسلامی۔

٢. **وحدت** ازنظر قرآن کریم

٣. **وحدت** ازنظر سنت۔

۴. **وحدت** در سیرت **رسول اکرم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و **آئمہ اطہار** علیہم السلام۔

۵. وحدت در تعلیمات **اصحاب رسول اکرم** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و **حکمائے** اسلام

٦. **وحدت** ازنظر عقل وعقلاء۔

٧. **وحدت** ازنظر علماء و مصلحین۔

٨. مسلمانوں کے درمیان **وحدت** کے بنیادی محور۔

٩. موانع **وحدت** اسلامی۔

١٠. مذاہب اسلامی کے درمیان مشترکات۔

١١. داعیان **وحدت** در تاریخ اسلام۔

١٢. مسلمانوں کے اندر **وحدت** ایجاد کرنے میں علماء کا کردار۔

١٣. مذاہب اسلامی کے اندر تفرقہ کے اسباب وعوامل۔

١۴. **وحدت** ازنظر **امام خمینی** رضوان اللہ تعالیٰ علیہ۔

١۵. **وحدت** ازنظر مراجع وفقہائے شیعہ۔

١٦. **وحدت** ازنظر **علامہ اقبال**۔

١٧. **سید جمال الدین افغانی** اور **وحدت** اسلامی۔

۱۸. **شرف الدین موسوی** العاملی اور **وحدت** اسلامی۔

۱۹. علماء اہلسنت اور **وحدت** اسلامی۔

۲۰. تفرقہ ایجاد کرنے میں اسلام دشمنوں کا کردار۔

۲۱. **وحدت** یا تفرقہ ایجاد کرنے میں حکومتوں کا کردار۔

۲۲. حج اور **وحدت** اسلامی۔

۲۳. **وحدت** اسلامی کے عملی طریقے۔

۲۴. امت اسلامی کا صحیح قرآنی تصور۔

۲۵. تفرقہ اور انتشار کے نقصانات۔

۲۶. عالم اسلام کی ترقی میں **وحدت** کی تاثیر۔

۲۷. مسلمانوں کی پسماندگی میں تفرقہ کے اثرات۔

۲۸. **وحدت** اسلامی میں رہبری کا کردار۔

۲۹. مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے والے عوامل۔

۳۰. تفرقہ اور **وحدت** کے ایجاد کرنے میں میڈیا کا کردار۔

۳۱. **وحدت** اسلامی کے لئے سرگرم مراکز اور افراد کی شناخت اور تعارف۔

۳۲. تفرقہ ڈالنے والے مراکز اور افراد کی نشاندہی اور تعارف۔

۳۳. حساسیت ایجاد کرنے والے مسائل کی نشاندہی۔

۳۴. عالمی اور علاقائی ضرورتوں کے مطابق منشور **وحدت** کی تدوین۔

حُسنِ اختتام

کلام منادیٔ وحدت مسلمین علامہ اقبال

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی ، اللہ بھی ، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

❁❁❁❁❁❁

(۱) کلیات اقبال، بانگ درا، جواب شکوہ، ص۲۰۲۔

فہرست مطالب

2. ماہیت و شرائط وحدت

3. ضرورت وحدت اور انسجام اسلامی

4. وحدت و انسجام اسلامی کیوں اور کیسے؟

5. شہید حسینیؒ پیرو ولایت و منادی وحدت

6. منشور وحدت اسلامی

فہرستیں

فہرست آیات

فہرست روایات

فہرست اشعار

19	مست رکھو ذکر......	کلیات اقبال، ارمغان حجاز، ابلیس کی مجلس شوریٰ، ص ۶۵۷	۱۴۳
20	نکل کر خانقاہوں......	کلیات اقبال، ارمغان حجاز، ابلیس کی مجلس شوریٰ، ص ۶۸۰	۱۴۴
21	پرونا ایک ہی تسبیح......	کلیات اقبال، نظم بعنوان تصویر درد، ص ۷۲	۱۵۳
22	سیرت پاکان را......	مولوی رومی جلال الدین، مثنوی معنوی ۴۵	۱۶۰
23	تو نے پوچھی ہے......	کلیات اقبال، ضرب کلیم، عنوان امامت، ص ۴۹	۱۶۳
24	موت کے آئینے میں......	کلیات اقبال، ضرب کلیم، عنوان امامت، ص ۴۹	۱۶۳
25	منفعت ایک ہے......	کلیات اقبال، بانگ درا، جواب شکوہ، ص ۲۰۲	۲۰۰

فہرست کتب

نام کتب	صفحہ
امثال فی القرآن الکریم، ص ۶۸	۴۵
صحیح ترمذی ج ۴، ص ۳۷۸،	۶۷
التوحید، شیخ صدوق، جلد ۱، ص ۴۵۔	۷۳
نہج البلاغہ، خطبہ ۴۹	۸۱
ابصار العین فی انصار الحسین۔، ص ۳۰	۸۸
نہج البلاغہ (شیخ عبدہ) خطبہ ۱۰۸، ج ۱	۸۹
نہج البلاغہ (شیخ عبدہ) خطبہ ۱۰۸، ج ۱	۱۱۳
نہج البلاغہ (شیخ عبدہ) خطبہ ۱۰۸، ج ۱	۱۵۳
میزان الحکمت ج ۹ ص ۴۵	۱۸۶

منابع و مآخذ

القرآن الکریم

نہج البلاغہ، ناشر دار المعرفۃ، بیروت

امثال فی القرآن الکریم، جعفر سبحانی دام ظلہ

مجلہ تراثنا، ناشر موسسۃ آل البیت ؑ، لاحیاء التراث، قم

التوحید، شیخ صدوق، جلد ۱، ناشر جامعہ مدرسین قم

ابصار العین فی انصار الحسین۔، شیخ محمد بن طاہر السماوی، ناشر مرکز الدراسات الاسلامیہ

میزان الحکمت

امام خمینی رضوان اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے بارہا اعلان کیا ہے کہ اسلام میں زبان، قومیت اور سرحدیں مدنظر نہیں ہیں، تمام مسلمان چاہے اہل سنت ہوں یا شیعہ آپس میں بھائی اور برادر ہیں، سب کے اسلامی حقوق ہیں، ہم شیعہ اور سنی بھائی بن کر رہیں اور دوسروں کو اتنی مہلت نہ دیں کہ وہ ہماری ہر چیز لوٹ کر لے جائیں، تفرقہ شیطان کا کام ہے اور باہمی اتحاد اور اتفاق رحمان کا کام ہے۔

فرمان مقام معظم رہبری مدظلہ

اتحاد بین المسلمین کے منشور کا وضع کیا جانا ان امور میں سے ہے کہ تاریخ جس کا مطالبہ آج علماء اور مسلمان دانشوروں سے کر رہی ہے۔ اگر آپ نے یہ کام انجام نہ دیا تو آنے والی نسلیں آپ کا ضرور مواخذہ کریں گی۔ آپ دشمن کی دشمنی کو اچھی طرح دیکھ رہے ہیں! آپ اسلامی تشخص کو نابود کرنے اور امت مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے کے لئے دشمن کی چالوں کو دیکھ رہے ہیں، آیئے مل بیٹھیں، اس کا علاج کریں اور اصول کو فروع پر ترجیح دیں۔

شہید راہ اتحاد امت علامہ عارف حسین الحسینیؒ نے ہفتہ وحدت کی مناسبت سے فرمایا:

''ہفتہ وحدت کی مناسبت سے میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ قرآن پاک اور اسلام کی عظیم تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر پرچم توحید کے سائے تلے دشمنان اسلام کے مقابلے کے لئے متحد ہو جائیں۔ ہر قسم کے علاقائی، نسلی اور فرقہ وارانہ امتیازات و تعصبات سے بالاتر ہو کر اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ آج اسلام و کفر کا مسئلہ درپیش ہے۔ کفر اور سنی یا کفر اور شیعہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہر وہ آواز یا تحریر جو مسلمانوں کے درمیان اختلاف و بدگمانی پیدا کرے وہ شیطانی آواز تصور کی جائے گی کیونکہ اختلاف شیطان کے جنود (لشکروں) میں سے ہے اور اتحاد رحمان کے جنود (لشکروں) میں سے ہے۔

مرکز تحقیقات اسلامی بعثت (متاب)

ادارے کی تاسیس علوم اسلامی، معارف عالیہ، دینی واسلامی ثقافت اور اسلام ناب کی تبلیغ اور اسلامی ثقافت کی ترویج کے لئے عمل میں آئی۔ جس کے ذریعے عمومی سطح پر اسلامی تعلیمات اور دینی فکر پہچانے کے ساتھ ساتھ حوزہ علمیہ سے وابستہ تشنگان علم کے لئے نصاب تشکیل دے کر جدید عصری ذرائع کے ذریعے تعلیم و تعلم کا اہتمام کیا جائے گا۔

اغراض و مقاصد:

ادارے کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱۔ مختلف علمی شعبوں میں ماہرین، علماء، مؤلفین اور اساتذہ کی تربیت کرنا۔

۲۔ مختلف موضوعات پر علمی اور فکری محافل و نشستیں منعقد کرنا۔

۳۔ علمی، فکری اور تربیتی میگزین کا اجراء۔

۴۔ مختلف مقامات پر علاقائی ضرورتوں کے مطابق تبلیغی و تعلیمی مراکز قائم کرنا۔

۵۔ مذہبی رواداری کو معاشرے میں فروغ دینا۔

۶۔ اخوت و بھائی چارے کی فضاء قائم کرنا۔

متاب پبلیکیشنز

Bethat Islamic Research Center

www.islamimarkaz.org/ info@islamimarkaz.org